فیضانِ اولیا

پیشکش:
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
Islamic Research Center

پہلے اسے پڑھ لیجئے

یقیناً ہر صاحبِ ایمان شخص اللہ پاک سے محبت کا دم بھرتا اور اس کی دوستی و کرم نوازی کا خواہاں رہتا ہے، مگر یہ دوستی اُسی خوش قسمت مسلمان کے حصے میں آتی ہے جس کو وہ اپنا دوست بنانا چاہتا ہے اور ربِّ کریم جسے اپنا دوست بنالے تو پھر وہ خود بھی اپنے اس بندے کا دوست ہو جاتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اللہ کریم کے ایسے ہی دوستوں یعنی اولیائے کرام کی کرامات کے بارے میں ہے جو حقیقی معنٰی میں اللہ پاک کی دوستی کا دم بھرتے ہیں، ان کے شب و روز اللہ پاک کی اطاعت و فرماں برداری والے کاموں میں بسر ہوتے ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ کا دامن گناہوں کی آلودگیوں سے صاف و شفاف رہتا ہے، اسی لئے اللہ پاک انہیں دیگر فضائل و کمالات و اختیارات عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ نہ صرف اپنا قربِ خاص عطا فرماتا ہے بلکہ ان کے سروں پر اپنی ولایت کا روشن تاج سجا کر "کرامات" کی صورت میں تمغۂ امتیاز سے نوازتا ہے۔ دعوتِ اسلامی کا ادارہ شعبۂ تصنیف و تالیف "المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)" ان اللہ والوں کی کرامات کے واقعات کو "فیضانِ اولیا" کے نام سے کتابی صورت میں پیش کر رہا ہے تاکہ عاشقانِ رسول خصوصاً مبلغین و مبلغات ان سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ اللہ کریم دعوتِ اسلامی کے شعبہ "المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)" کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر)

عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ پُرانی سبزی منڈی کراچی

14.1.2021

نوٹ: یہ بیانات کافی عرصے پہلے تیار ہوئے تھے، لہٰذا ان میں دعوتِ اسلامی کا پُرانا انداز برقرار ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰه

شانِ اولیا

دُرُود شریف کی فضیلت

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ شریف جلد 23 صَفْحَہ 122 پر نقل فرماتے ہیں: حضرت اَبُو المواہِب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے خواب میں رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا، حُضُورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "قیامت کے دن تم ایک لاکھ بندوں کی شَفاعت کرو گے۔" میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں کیسے اس قابل ہوا؟ ارشاد فرمایا: "اس لیے کہ تم مجھ پر جو درود پاک پڑھتے ہو اس کا ثواب مجھے نذر کر دیتے ہو۔ (سعادۃ الدارین، الباب الرابع فیما ورد من لطائف المراء۔۔۔الخ، اللطیفۃ الثامنۃ والسبعون، ۱۴۷/۱، دار الکتب العلمیۃ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابو المواہب کو درود پاک پڑھنے کا کس قدر عظیم تحفہ ملا کہ یہ قیامت کے دن ایک لاکھ بندوں کی شفاعت کریں گے۔ بے درود پاک پڑھنے کے فضائل و برکات بہت زیادہ کہ جن کو ضبط تحریر لانا

ممکن نہیں ہے لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی سرکار والا تبار ہم بے کسوں کے مالک مختار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات بابرکات پر درود پاک پڑھ کر اس کا نذرانہ پیش کیا کریں تاکہ ہمیں بھی ان فضائل وبرکات سے حصہ ہو سکے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک بندے اولیاء کرام علیہم السلام کی شان بہت ارفع واعلیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی شان اپنے کلام قرآن پاک میں بھی جگہ جگہ ارشاد فرمائی ہے اور اولیاء کی شان میں سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بھی کئی احادیث مبارکہ موجود ہیں حضرتِ سیِّدُنا امام اسماعیل حقی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی (متوفی ۱۱۳۷ھ) ''رُوحُ الْبَیَان'' میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۱۸ کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''ولی ایسا محبوب انسان ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی عزت وکرامت سے بزرگی عطا فرماتا ہے کہ ایسی بزرگی اور کسی کو عطا نہیں فرماتا۔ پس اگر زمانے کے سارے لوگ مل کر بھی اس کی توہین واہانت کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ اسے عزت حقیقی مل چکی ہے اور وہ اس طرح کہ اس نے اپنے نفس کو فنا فی اللہ کے مقام میں گرا دیا اور یہی حقیقی سجدہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے عزت وبلندی کا تاج پہنا دیا۔ کیا تم اس حدیث قدسی میں غور نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کیا۔'' مطلب یہ ہے کہ جو میرے اولیاء میں سے کسی ولی پر ناراض ہوا، اسے اذیت دی یا اس کی توہین کی تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے نکلا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ صرف اپنے پیاروں (یعنی اولیاء کرام) ہی کی مدد فرماتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے جنگ کے لئے

نکلنے والا ذلیل وخوار ہوتا ہے۔نہ اس کا کوئی مدد گار ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ذلت سے بچانے والا ہوتا ہے۔(تفسیر روح البیان، الحج، تحت الآیۃ:۱۸، ۷/ ۱۹، دار الکتب العلمیۃ)

آیئے اب اللہ کے کلام میں موجود شان اولیاء کو ملاحظہ کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ (پ ۱۱، یونس: ۶۲۔۶۳)

ترجمۂ کنز الایمان: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

ان آیات مبارکہ کے تحت مفتی نعیم الدین مرادآبادی اپنی تفسیر خزائن **العرفان** میں فرماتے ہیں: ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے۔ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُربِ الٰہی حاصل کرے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائلِ قدرتِ الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے ربّ کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قُربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشمِ دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفت اولیاء کی ہے، بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ **متکلّمین** کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجا لاتا ہو۔ **بعض عارفین** نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ

مشغول رہنے کا۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ **حضرت ابنِ عباس** رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ **ابنِ زید** نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے۔ ''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ'' یعنی ایمان و تقوٰی دونوں کا جامع ہو۔ **بعض عُلَماء** نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے مَحبت کریں ، اولیاء کی یہ صفَت احادیثِ کثیرہ میں وارِد ہوئی ہے۔ **بعض اکابر** نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قُربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی کرامت سے ان کی کار سازی فرماتا ہے۔ یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفَت بیان کر دی گئی ہے جسے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، پ:۱۱، یونس، تحت الآیۃ:۶۲۔۶۳، ص ۴۰۵، ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور۔)

ان آیات کے تحت **مفتی احمد یار خان نعیمی اپنی تفسیر نعیمی** میں فرماتے ہیں کہ ان آیات کریمہ میں اس گروہ کا ذکر ہے جو حضور انور کا فیض امت تک پہنچائیں یعنی اولیاء اللہ۔ اور اس کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اے لوگو! کان کھول کر سن لو۔ آگاہ رہو

خبر دار رہو اس میں شک نہیں کہ اللہ کے دوست اس سے قرب رکھنے والوں کی شان یہ ہے کہ دنیا میں ان پر کسی مخلوق کا خوف رعب ڈر نہیں چھاتا۔ کیونکہ ان کے دل رب کے خوف سے بھرے ہیں دوسرے کے خوف کی وہاں جگہ ہی نہیں ۔نہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے انہیں بعد میں غم ہو یا رنج ہو ۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں تکلیفوں میں انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سچے پکے مومن ہوتے ہیں اور ہر وقت ہر طرح پرہیز گار متقی رہتے ہیں کہ نہ کوئی شرعی فرض ،واجب ،سنت چھوڑتے ہیں۔نہ کوئی ناجائز کام کرتے ہیں۔ان کے لئے دنیاوآخرت میں خوشخبریاں ہیں کہ خواہ مخواہ بندوں کے منہ سے نکلتا ہے کہ وہ اللہ کا ولی ہیں۔ان کی طرف دل جھکتے ہیں اور مرتے وقت فرشتے انہیں جنتی ہونے کی بشارت دیتے ہیں ۔قیامت میں اور جنت میں داخلے کے وقت انہیں خوشخبریاں دیتے ہیں اور دیں گے یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں کلمات الٰہیہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اے لوگو! یہ بڑی ہی کامیابی ہے اس کی طرف رغبت کرو۔

(تفسیر نعیمی، پ:۱۱یونس، تحت الآیۃ: ۶۲تا ۶۴، ۱۱/ ۳۹۳، نعیمی کتب خانہ مفتی احمد یار خان روڈ، گجرات پاکستان)

ان آیات سے حاصل ہونے والے چند فوائد

مفتی احمد یار خان نعیمی مذکورہ آیات کے تحت بہت اہم مدنی پھول اور فوائد لکھتے ہیں جو کہ درجہ ذیل ہیں:

پہلا فائدہ:

ولایت برحق ہے اور تا قیامت اولیاء اللہ دنیا میں رہیں گے حضور انور صلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلَّم پر نبوت ختم ہوئی ولایت ختم نہ ہوئی۔اور یہ فائدہ الا ان اولیاء اللہ (الخ) سے حاصل ہوا۔

دوسرا فائدہ:

ہر زمانہ میں ایک نہیں دو نہیں بہت سے اولیاء اللہ رہیں گے۔اور یہ فائدہ اولیاء اللہ جمع فرمانے سے حاصل ہوا۔

تیسرا فائدہ:

اولیاء اللہ ایک قسم یا ایک طرح کے نہیں ان کی جماعتیں مختلف ہیں ان کے کام جدا گانہ ہیں۔یہ فائدہ بھی اشارۃ اولیاء اللہ جمع فرمانے سے حاصل ہوا۔

چوتھا فائدہ:

اولیاء اللہ اور حضرات ہیں اور اولیاء من دون اللہ دوسرے لوگ ہیں۔اولیاء اللہ مقبول ہیں اولیاء من دون اللہ مردودین ہیں یہ فائدہ اولیاء اللہ کو (لفظ) اللہ کی طرف مضاف فرمانے سے حاصل ہوا۔

پانچواں فائدہ:

حضرات اولیاء اللہ کو دنیا میں کسی مخلوق کا خوف چھاتا نہیں۔اگرچہ کبھی عارضی طور پر ہو جائے۔یہ فائدہ لاخوف علیھم سے حاصل ہوا۔

چھٹا فائدہ:

حضرات اولیاء کبھی عمداً بُرا کام نہیں کرتے جس سے انہیں آگے چل کر غم ہو۔یہ فائدہ ولاھم یحزنون سے حاصل ہوا۔

ساتواں فائدہ:

کوئی مشرک ،کافر، بدمذہب ولی اللہ نہیں بن سکتا۔ یہ فائدہ الذین امنوا سے حاصل ہوا۔

آٹھواں فائدہ:

کوئی فاسق و فاجر ،بے نماز، بے روزہ، بھنگی، چرسی ولی نہیں۔ یہ فائدہ و کانو ا یتقون سے حاصل ہوا۔ (تفسیر نعیمی، پ:۱۱یونس، تحت الآیۃ: ۶۲تا ۶۴، ۱۱/۳۹۸، نعیمی کتب خانہ مفتی احمد یار خان روڈ، گجرات پاکستان) ان آیات کی تفسیر میں علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں: خبر دار! بے شک اللہ تعالیٰ کے ولی وہ حضرات ہوتے ہیں جو عبادت و ریاضت اور اطاعت و فرماں برداری کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا روحانی قرب حاصل کر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں عزت و کرامت عطا فرما کر ان کو اپنا دوست و محبوب بنا لیتا ہے۔ یا اولیاء اللہ وہ حضرات ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے برہان حق عطا فرمادی ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کا خود متولی و منتظم ہ وجاتا ہے۔ یا اولیاء اللہ وہ حضرات ہوتے ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے ساتھ باہمی محبت و دوستی کرتے ہیں۔ نہ ان میں ایک دوسرے سے رشتہ داریاں ہوتی ہیں اور نہ مالی اور دنیاوی فوائد ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ یا اولیاء اللہ وہ مومن حضرات ہوتے ہیں جو تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کر لیتے ہیں۔ (تفسیر مدارک التنزیل، یونس، تحت الآیۃ: ۲، ۶۲/ ۳۰، دار الکلم الطیب، مفہوما) ان آیات کے تحت **امام جلال الدین**

عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ **تفسیر در منثور** میں نقل کرتے ہیں ہے کہ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ سے بیان کیا ہے کہ حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ علیہ السلام وہ اولیاء اللہ کون ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت دنیا کے باطن کی طرف دیکھتے ہیں جب کہ عام لوگ اس کے ظاہر کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور یہ وہ ہیں جو دنیا کے انجام کی طرف دیکھتے ہیں جب کہ لوگ اس کی ابتداء کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور دنیا کی ان چیزوں کو مار دیتے ہیں جن کے بارے انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ وہ انہیں مار دیں گی اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں جن کے بارے میں ہو یہ جانتے ہیں کہ عنقریب وہ انہیں چھوڑ دیں گی۔ پس ان کے نزدیک دنیا کی کثرت کی طلب قلت کی طلب ہوتی ہے۔ ان کا دنیا کو یاد کرنا موت ہوتی ہے۔ دنیا کی کسی شے کے سبب انہیں پہنچنے والی فرحت حزن اور غم ہوتا ہے۔ دنیا کی نعمتوں میں سے جو انہیں عارض ہو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بغیر حق کے دنیوی رفعتوں میں سے جو انہیں عارض ہو وہ اسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ دنیا کو گراتے ہیں اور اس کے عوض اپنی آخرت کو بناتے ہیں۔ وہ دنیا کو بیچتے ہیں اور اس کے عوض وہ چیز خریدتے ہیں جو ان کے لئے باقی رہتی ہے وہ دنیا کو چھوڑتے ہیں اور اسے چھوڑنے کے سبب وہ خوش ہوتے ہیں۔ وہ اسے بیچتے ہیں اور اسے بیچنے کے سبب وہ نفع کمانے والے ہوتے ہیں۔ انہوں نے اہل دنیا کو نیچے گرا پڑا دیکھا ہے کہ ان پر کئی زمانے گزر گئے ہیں۔ پس انہوں نے موت کے ذکر کو پسند کیا اور زندگی کے ذکر کو چھوڑ دیا۔ وہ اللہ تعالٰی سے محبت کرتے ہیں

۔اس کے نور سے روشنی طلب کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ روشن ہوتے ہیں۔ان کے لئے عجیب خبر ہے اور ان کے پاس خبر عجیب ہے۔ان کے ساتھ کتاب قائم ہے اور کتاب کے ساتھ وہ قائم ہیں ان کے ساتھ کتاب گفتگو کرتی ہے اور اس کتاب کے ساتھ وہ گفتگو کرتے ہیں۔ان کے سبب کتاب کا علم ہے اور اس کے سبب وہ عالم ہیں ۔جس چیز کو انہوں نے نہیں پایا اسے پانے کی وہ خواہش نہیں رکھتے اور جس چیز کی وہ امید رکھتے ہیں اس سے کم کی وہ آرزو نہیں کرتے اور جن چیزوں سے وہ خود احتیاط اور پرہیز کرتے ہیں ان کے سوا وہ کوئی خوف نہیں رکھتے۔(الدر المنثور فی التفسیر الماثور، یونس، تحت الآیۃ:۶۲۔۷، ۶۳/۶۷۳۔۶۷۲، مرکز ھجر للبحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ، ملتقطا)ان آیات کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز تکلیف و مصیبت میں گرفتار ہونے کی وجہ سے لوگ خوفزدہ اور پریشان ہوں گے مگر اللہ کے مقرب بندوں کو کوئی خوف وملال نہ ہوگا اور اس وقت نہ وہ کسی امید اور آرزو کے فوت ہونے کی وجہ سے غمگین ہونگے۔(تفسیر مظہری، پ:۱۱، یونس ، تحت الآیۃ: ۶۲، ۵/۵۲، مکتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور)

اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ(۳۴) (پ:۹، انفال: ۳۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں مگر ان میں اکثر کو علم نہیں۔

اس آیت کے تحت علامہ **ابو جعفر محمد بن جریر الطبری تفسیر طبری** میں فرماتے ہیں یعنی جو اس کے فرائض کو ادا کرنے کے ساتھ اور اس کی نافرمانی سے بچتے ہوئے اس کے ساتھ پرہیز گاری کرتے ہیں۔اور ولکن اکثرھم کے تحت فرماتے ہیں کہ لیکن اکثر

مشرکین نہیں جانتے کہ اللہ کے اولیاء پرہیز گار ہوتے ہیں بس وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے اولیاء ہیں۔اس آیت کے تحت بیان کرتے ہیں کہ مجھے محمد بن الحسین نے بیان کیا کہ مجھے احمد بن مفضل نے بیان کیا کہ مجھے اسباط نے بیان کیا اس نے سدی سے روایت کیا ہے کہ ان سے مراد سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اصحاب ہیں۔(تفسیر طبری، الانفال، تحت الآیۃ: ۳۴، ۶/ ۳۳۷، دار الکتب العلمیہ بیروت، ملخصا)اس آیت کے تحت **علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی تفسیر مدارک التنزیل** میں بیان کرتے ہیں کہ وہ شرک کرنے اور دین حق سے عداوت رکھنے کی وجہ سے اس بات کے مستحق نہیں ہیں کہ وہ مسجد حرام کے معاملات کے متولی ہوں۔اس کے متولی صرف پرہیز گار مسلمان ہوسکتے ہیں اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے ۔گویا اس میں ان کا استثنا کیا گیا ہے جو جانتے تھے کہ وہ اس کے متولی نہیں ہوسکتے مگر بغض وعناد کی وجہ سے بہ ضد تھے۔یا اکثر سے تمام لوگ مراد ہیں جیسا کہ قلت سے معدوم مراد ہوتا ہے۔(تفسیر مدارک، الانفال، تحت الآیۃ: ۳۴، ۱/ ۶۴۳، دار الکلم الطیب، مفہوما)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے اولیاء کی شان ملاحظہ فرمائی کہ مسجد حرام کی تولیت جیسا عظیم منصب اولیاء کرام ہی کے لئے ہے اور اس ہی کو ملے گا کہ جو اللہ کا ولی ہو گا۔اس آیت کے تحت **امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی** رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ **تفسیر در منثور** میں نقل کرتے ہیں ہے امام بخاری نے حضرت رفاعہ بن رافع سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے حضرت عمر فاروق اعظم کو فرمایا: میرے لئے اپنی قوم کو جمع کرو۔آپ نے انہیں جمع کیا۔پس جب

وہ حضور نبی اکرم کے دروازے پر حاضر ہوئے تو حضرت عمر اندر داخل ہوئے اور عرض کی: میری قوم آپ کے حکم پر جمع ہو چکی ہے۔ جب انصار نے اس بارے میں سنا: تو انہوں نے کہا: تحقیق قریش کے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ پس دیکھنے سننے والے آئے کہ انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ اتنے میں حضور نبی کریم باہر تشریف لائے اور ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں تمہارے سوا بھی کوئی ہے ؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! ہم میں ہمارے حلیف، ہمارے بھانجے اور ہمارے موالی بھی ہیں۔ تو حضور نبی مکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: ہمارے حلیف ہم میں سے ہیں۔ ہمارے بھانجے ہم میں سے ہیں۔ اور ہمارے موالی بھی ہم میں سے ہیں۔ تم سن لو! تم میں سے میرے دوست صرف پرہیز گار اور متقی لوگ ہیں۔ اگر تم اسی طرح ہو تو پھر ایسا ہی ہے۔ ورنہ غور کر لو قیامت کے دن لوگ اعمال لے کر نہیں آئیں گے اور تم بھاری بوجھوں کے ساتھ آؤ گے اور تم سے اعراض کر لیا جائے گا۔ (تفسیر در منثور، انفال، تحت الآیۃ: ۳۴، ۷/ ۱۱۴، مرکز ھجر للبحوث والدراسات العربیۃ والسلامیۃ)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الباری اپنی معرکۃ الآرا تفسیر ''تفسیرِ کبیر'' میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں: '' اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَایَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ ''یعنی بے شک اللہ عزوجل کے اولیاء مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔'' (التفسیر الکبیر، آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۶۹۔ ۱۷۰، ۳/ ۴۲۷، دار احیاء التراث العربی بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ کیا کہ اولیاء موت کی وجہ مرتے نہیں ہیں

بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں یقیناً اولیاء کی شان بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔

کون کہتا ہے کہ ولی سب مر گئے
قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

آیئے اب ان آیات کو ملاحظہ کرتے ہیں کہ جن میں شان اولیاء واضح ہو رہی ہے چنانچہ

شان اولیاء والی آیات

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾

(پ: ۱۹، الفرقان: ۶۴تا۶۶)

ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنّم کا عذاب بیشک اس کا عذاب گلے کا غل ہے بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْمُنْفِقِیْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

(پ: ۳، آل عمران: ۱۶۔۱۷)

ترجمہ کنز الایمان: وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر والے اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے اور

پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ (پ:۲۶، الذٰریٰت:۱۵تا۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہیں اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے بیشک وہ اس سے پہلے نیکو کار تھے وہ رات میں کم سویا کرتے اور پچھلی رات اِستغفار کرتے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشٰبِهًا مَّثَانِیَ ۖۗ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ (پ:۲۳، الرمز:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اوّل سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ (پ:۳۰، النزعٰت:۴۰۔۴۱)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔ تو بے شک جنّت ہی ٹھکانا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ ؕ (پ:۲۳، الرمز:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت

فرمائی۔

وَ الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ ۪ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ (پ:۲۵،الشوریٰ،۳۸،۳۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصّہ آئے معاف کر دیتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے قرآن اور تفاسیر کے حوالے سے شان اولیاء کو ملاحظہ فرمایا کہ کس قدر اولیاء کی شان بلند ہے اس لئے کہ قرآن پاک خود بلند و بالا شان کا حامل ہے اور قرآن میں اولیاء کی شان کے بارے میں آیات کا ہونا اولیاء کی شان کی بلندی کی دلیل ہے آیئے اب احادیث میں مذکور اولیاء کی شان کو ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے: **مَنْ عَادٰی لِلّٰهِ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ** یعنی جو اللہ پاک کے کسی دوست سے دشمنی رکھے تحقیق اس نے اللہ عزوجل سے اعلانِ جنگ کر دیا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب من ترجی لہ السلامۃ من الفتن، رقم 3989، ص643، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ کے اولیاء سے دشمنی کرنے کا وبال کیا ہے جو اللہ کے اولیاء سے دشمنی رکھے گا تو گویا اس نے اللہ سے اعلان جنگ

کر دیا اور جو اللہ تعالیٰ اعلان جنگ کرے تو وہ کیسے کامیاب ہو گا۔ آیئے مزید احادیث ملاحظہ کرتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ نبیِّ مکرّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلدُّنْیَا وَالْآخِرَۃُ حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ اللہِ دنیا وآخرت اللہ والوں پر حرام ہے۔(جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، فصل فی المحلی بأل من حرف الدال، الحدیث، 4269، ص 259، دار الکتب العلمیہ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

100 افراد کا قاتل بخشا گیا

حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا۔ جس نے ننانوے (99) انسانوں کو قتل کیا تھا۔ پھر وہ اس کے متعلق دریافت کرنے کے لئے نکلا اور ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا۔ کیا اس کی توبہ قبول ہے؟ اس راہب نے کہا نہیں۔ اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اس نے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھنا شروع کر دیا۔ تو ایک آدمی نے اس سے کہا تو فلاں فلاں گاؤں میں جا۔ (وہ اس طرف جا رہا تھا) کہ اچانک اس کو موت نے پالیا (یعنی علامات موت ظاہر ہوئیں۔) تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کر دیا۔ (جس کی طرف وہ توبہ اور اور عبادت کے لئے جا رہا تھا)۔ اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان باہم جھگڑا ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو (جہاں وہ جا رہا تھا) اشارہ کیا کہ وہ قریب ہو جائے۔ اور اس بستی کو (جہاں سے وہ آیا

تھا) اشارہ کیا وہ دور ہو جائے۔ اور فرمایا: دونوں بستیوں کا درمیان پیمائش کرو تو وہ اس بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب پایا گیا (جہاں وہ جارہا تھا) تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث 3470، ص 891، دار المعرفۃ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے اس حدیث پاک سے اولیاء کی شان ملاحظہ فرمائی کہ صرف اس بستی کا ارداہ کرنے اور اس کی طرف نکلنے کی وجہ سے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی بخشش کر دی اس لئے کہ اس بستی میں اللہ کے پیارے تھے اولیاء اللہ موجود تھے۔ اس حدیث سے ہمیں کئی باتوں کا پتا چلتا ہے

{۱} اولیائے کرام کی بارگاہ میں حاضِری انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔

{۲} اولیائے کرام کی بستی کی تعظیم کرتے ہوئے اُس کو اپنی رُوح کا قِبلہ بنانا انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔

{۳} اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت بہت بڑی ہے جو پَروَردگار عَزَّوَجَلَّ 100 آدَمیوں کے قاتِل کو محض اپنی رَحمت سے بخُش دے، وہ اگر ہم جیسے گناہ گاروں کی بخشش فرمادے تو اس کی رحمت سے کیا بعید ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ہر شَے پر قُدرت حاصِل ہے۔

جے میں ویکھاں عملاں ولے کجھ نہیں میرے پلے
جے میں ویکھاں رحمت رب دی بلے بلے بلے

{۴} اس حدیث سے اولیاء کرام علیہم الرحمہ کی اللہ کے ہاں وجاہت اور قدر ومنزلت معلوم ہوئی، کہ اگر کوئی گناہ گار ان کے پاس جا کر توبہ کرنے کا صرف ارادہ کرے ،ابھی وہاں گیا نہ ہو اور توبہ نہ کی ہو تب بھی بخش دیا جاتا ہے تو جو لوگ ان کے پاس

جاکر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوں، توبہ کریں اوران کے وظائف پر عمل کریں، ان کے مرتبہ اور مقام کا کیا عالم ہو گا۔

{۵} یہ تو پہلی امتوں کے اولیاء کرام کی وجاہت ہے تو امت محمدیہ کے اولیاء کرام، خصوصاً غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اللہ کے ہاں قدر و منزلت اور وجاہت کا کیا عالم ہو گا اور جو مسلمان ان کے سلسلہ سے وابستہ ہیں ان کے لئے حصول مغفرت اور وسعت رحمت کی کتنی قوی امید ہو گی!

حضور اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم فرماتے ہیں کہ اللہ نے ارشاد فرمایا: بندہ میرا قُرب سب سے زیادہ فرائض کے ذریعے حاصل کرتا ہے اور نوافل کے ذریعے مسلسل قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے مَحبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں بندے کو محبوب بنالیتا ہوں تو میں اُس کی قوت سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ تو میں اُس کی دیکھنے کی طاقت بن جاتا ہوں جِس سے وہ دیکھتا ہے۔ تو میں اُس کے پکڑنے کی قوت بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے میں اُس کی چلنے کی طاقت بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے سُوال کرے تو میں اُسے عطا کرتا ہوں، اور اگر میری پناہ چاہے تو پناہ دیتا ہوں اور میں کسی شے کے بجالانے میں کبھی اِس طرح تردُّد (تَ۔رَد۔دُد) نہیں کرتا، جس طرح جانِ مؤمن قبض کرتے وقت تردُّد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے" اور میں اسکے برائی میں پڑنے کو ناپسند کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث 6502، ص 1597، دار المعرفہ بیروت)

اِس حدیث کی شرح (وضاحت) میں فقیہِ اعظم ہند، حضرت مولانا مفتی شریف الحق

امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: یہ حدیث متشابہات میں سے ہے ،بندہ بِالکلیہ (یعنی مکمل طور پر) میرے ساتھ مشغول ہے تو وہ اپنے کان سے صرف اُنہیں باتوں کو سنتا ہے جو مجھے پسند ہیں اور اپنی آنکھ سے صرف انہیں چیزوں کو دیکھتا ہے جن کا دیکھنا مجھے پسند ہے یوں ہی اپنے ہاتھ میں صرف انہیں چیزوں کو لیتا ہے جن کی میں نے اجازت دی ہے اور وہیں جاتا ہے جہاں جانے کو میں نے اس کے لئے روا (جائز) رکھا ہے اور زبان سے وہی نکالتا ہے جو حق ہے اور وہی سوچتا ہے جو میری مرضی ہوتی ہے ۔(نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب الرقاق، ۵/۶۷۰، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، ملتقطا)

مفسّرِ قرآن، حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی علیہ رحمۃ اللہ الھادی "تفسیرِ کبیر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کی قوتِ سماعت اِتنی قوی کر دیتا ہے کہ بلند و پست ،نزدیک و دُور کی آوازیں سنتا ہے اور اُس کی آنکھ میں اِتنی نورانیت پیدا فرما دیتا ہے کہ قریب و بعید (یعنی نزدیک و دُور) کی سب چیزیں دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ میں اتنی قوت پیدا فرما دیتا ہے کہ نرم اور سخت ،ہموار اور پہاڑ اور دُور و نزدیک میں تصرُّف کرتا ہے۔

تَرَدُّد کی شرح میں فقیہِ اعظم ہند، حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں بندے کے کسی معاملے میں مُتَرَدِّد شخص کی طرح توقُّف نہیں کرتا ہوں، سوائے محبوب بندے کی رُوح کے قبض کرنے میں کہ مَیں اس میں اس حد تک توقّف کرتا ہوں جب تک وہ موت کا مشتاق نہ ہو تا کہ اس کے سبب

مقربین کے گروہ میں شامل ہو کر اَعْلٰی عِلِّیّٖن میں جگہ پائے۔(نُزھۃ القاری شرح صحیح البخاری ،۵/۶۷۲، مطبوعہ فرید بک سٹال)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت، قاسمِ نعمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

عن ابی الدرداء قال رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم قال اللہ لعیسی یا عیسی إنی باعث من بعدك أمة إن أصابهم ما یحبون حمدوا وشکروا وإن أصابهم ما یکرهون صبروا واحتسبوا ولا حلم ولا علم قال یا رب کیف یکون هذا لهم ولا حلم ولا علم قال أعطیهم من حلمی وعلمی

حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ نے حضرت عیسیٰ سے فرمایا اے عیسیٰ! میں تمہارے بعد ایسی امت کو بھیجنے والا ہوں کہ اگر انہیں وہ چیز ملی جس کو وہ پسند کرتے ہوں گے تو وہ حمد اور شکر کریں گے اور اگر وہ چیز ملی جس کو ناپسند کرتے ہوں گے تو وہ صبر کریں گے اور اجر پائیں گے اور وہ بردباری اور علم کی وجہ سے ایسا نہ کریں گے آپ نے عرض کی: اے میرے ربّ! یہ ان کے لئے کیسے ہو گا حالانکہ وہ بردبار اور علم والے بھی نہ ہوں گے؟ ارشاد فرمایا: میں انہیں اپنے علم و حلم میں سے عطا کروں گا۔(جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، فصل فی القاف، رقم الحدیث،6052،ص 376،دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: سیِّدُ المُبلِّغِین، جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لِکُلِّ شَیْءٍ مَعْدِنٌ

وَمَعْدِنُ التَّقْوٰی قُلُوبُ الْعَارِفِینَ ہر چیز کی ایک کان ہوتی ہے اور تقوٰی کی کان عارفین کے دل ہیں۔(کنز العمال، کتاب الاخلاق، حرف التاء، ۲/ ۴۱، الجزء الثالث، الحدیث:5635، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ کے ولی عارف ہوتے ہیں کہ اولیاء کو اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

امیر المؤمنین، حضرت علی المرتضی، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے: حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا سے بے رغبتی کی اللہ تعالی اس کو بغیر تعلیم حاصل کئے علم عطا فرماتا ہے اور بغیر ظاہری اسباب صحیح راستہ پر چلاتا ہے، اوراس کو صاحب بصیرت بنا دیتا ہے اوراس سے جہالت کو دور فرما دیتا ہے۔(جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، حرف المیم، الحدیث، 8725، ص، 528 دار الکتب العلمیہ بیروت)

سرکار مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: مَنْ عَادَی لِی ولیا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا۔(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث 6502، ص 1597، دار المعرفۃ بیروت لبنان)

اس حدیث پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی مراٰۃ المناجیح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ولی اللہ کا وہ بندہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ والی وارث ہو گیا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی اس کے نفس کے حوالے نہیں کرتا بلکہ خود اس سے نیک کام لیتا ہے، رب تعالیٰ

فرماتا ہے وھو یتولی الصلحین اور وہ بندہ ہے جو خود رب تعالی کی عبادت کا متولی ہو جائے، پہلی قسم کے ولی کا نام مجذوب یا مراد ہے اور دوسرے کا نام سالک یا مرید ہے وہاں ہر مراد مرید ہے اور ہر مرید مراد فرق صرف ابتداء میں ہے یہ مقام قال سے وراء ہے حال سے معلوم ہو سکتا ہے، جو میرے ایک ولی کا دشمن ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے کو تیار ہو جائے، خدا کی پناہ۔ یہ کلمہ انتہائی غضب کا ہے صرف دو گناہوں پر بندے کو رب تعالٰی کی طرف سے اعلان جنگ دیا گیا ہے ایک سود خوار دوسرے دشمن اولیاء رب تعالی فرماتا ہے فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ علماء فرماتے ہیں کہ ولی کا دشمن کافر ہے اور اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے۔ خیال رہے کہ ایک ہے ولی اللہ سے اس لیے عداوت و عناد کہ ولی اللہ ہے یہ تو کفر ہے اسی کا یہاں ذکر ہے اور ایک ہے کسی ولی سے اختلاف رائے یہ نہ کفر ہے نہ فسق لہذا اس حدیث کی بناء پر یوسف علیہ السلام کے بھائی اور وہ صحابہ جن کی آپس میں لڑائیاں رہیں ان کو برا نہیں کہا جا سکتا کہ وہاں اختلاف رائے تھا عناد و اختلاف میں بڑا فرق ہے۔(مراٰۃ المناجیح،باب ذکر اللہ ،۳۰۸/۳، نعیمی کتب خانہ گجرات)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو ہر روز ستائیس بار سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہو گا جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور ان کی برکت سے تمام اہل زمین کو رزق ملتا ہے۔ (جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، فصل فی المیم، الحدیث، 8420، ص513، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم اللہ والوں کی شان کیا جانیں، وہ تو اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتے ہیں جیسا کہ سرکارِ دوعالم، نُورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّه يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ ترجمہ: مؤمن کی فِراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الحجر، الحدیث 3127، ص722، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: بے شک اللہ عزوجل نیک مسلمانوں کے سبب اس کے ہمسائے میں سو گھر والوں سے بَلا دفع فرماتا ہے۔ (جامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، فصل فی الالف، رقم الحدیث، 1794، ص 112، حرف الھمزہ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت، قاسمِ نعمت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیے یوں پکارے، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنہیں نہیں دیکھتا (وہ اس کی مدد کریں گے)۔

(فیض القدیر للمناوی، حرف الھمزۃ، ۱/ ۳۹۵، دار الکتب العلمیۃ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیاء کی شان بہت بلند ہے کہ بادل بھی اولیاء کی زمین کو سیراب کرتے ہیں جیسا کہ **مسلم شریف** کی حدیث میں ہے چنانچہ حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ جنابِ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ

واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: ایک شخص کسی جنگل میں تھا، اُس نے اَبر (یعنی بادل) میں ایک آواز سنی کہ فُلاں کے باغ کو سیر اب کر۔ وہ بادل ایک کنارے کو ہو گیا اور اس نے پانی پتھریلی زمین میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا۔ وہ شخص پانی کے پیچھے ہو لیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا بیلچے سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس (آنے والے) شخص نے اس سے کہا: ”اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا۔ فلاں نام۔ وہی نام جو اُس شخص نے بادل میں سُنا، اُس نے کہا: ”اے اللہ کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اُس (آنے والے) نے کہا: ”میں نے اِس بادل میں سے جس کا یہ پانی ہے جو تُو اپنے باغ کو دے رہا ہے، ایک آواز سنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے کہ فلاں کے باغ کو سیر اب کر۔ تیرا عمل کیا ہے کہ تیرا نام لیکر پانی بھیجا جاتا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوتا ہے اُس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کیلئے رکھتا ہوں۔ (صحیح المسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب الصدقۃ فی المساکین، الحدیث 2984، ص 1140 دار الکتب العلمیہ)

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسادے برسانے والے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح اس اللہ کے ولی کی زمین کو بادل نے پانی سے سیر اب کیا واقعے ہی اولیاء کی شان بہت ارفع و اعلیٰ ہے۔ آیئے اب اس حدیث پاک کی شرح ملاحظہ فرماتے ہیں چنانچہ

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان اس حدیثِ پاک کی شرح کرتے ہوئے بہت پیارے ملفوظات ”مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ“ جلد 3 صفحہ 80 ,81 پر ارشاد فرماتے ہیں ان میں سے چند یہ بھی ہیں۔(۱) شاید یہ شخص اس زمانے کے اولیاء میں سے ہو گا جس نے فِرشتے کی یہ آواز (بادلوں سے) سنی اور سمجھ بھی لیا۔(۲) اس واقعہ سے معلوم ہوا! بادل پر فرشتہ مقرر ہے جس کے حکم سے بادل آتے جاتے، برستے اور کھلتے ہیں۔ (۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض نیک بندوں کے طفیل بدوں پر بھی بارِش ہو جاتی ہے۔ (۴) سبحان اللہ عزوجل اُس نیک بندے کی کیسی عزت افزائی کی گئی کہ پانی ایک پتھریلے علاقے پر برسایا گیا پھر اسے ایک نالی میں جمع کیا گیا اس نالی کے ذریعے اس کے باغ میں پانی پہنچایا گیا۔ خود بادل اُس باغ پر نہ برسایا گیا۔(۵) اُس باغ کے ساتھ والے کھیتوں کو بھی اس کے طفیل پانی مل گیا ہو گا (۶) معلوم ہوا کسی کی چھپی ہوئی نیکیاں پوچھنا تاکہ خود بھی وہ نیکی کرے جائز بلکہ بہتر ہے۔(۷) جس کے باغ میں پانی برسا جب اُس سے اُس کی نیکی پوچھی گئی تو اس نے کہا: ”میرے پاس اور تو کوئی نیکی نہیں صرف یہ ہے کہ اپنے باغ کی پیداوار گناہوں میں خرچ کرتا نہیں، اپنے بچوں سے روکتا نہیں، خدا عزوجل کا حق بھولتا نہیں، ساری پیداوار ایک دم خرچ کرتا نہیں“ (۸) اُس نیک شخص کا اپنا تہائی مال خیرات کرنا نفلی صدقہ تھا۔(۹) معلوم ہوا اپنی خفیہ نیکیاں کسی کو بتانا تاکہ وہ بھی اس پر عمل کرے ریاو دکھاوا نہیں بلکہ تبلیغ ہے، فخر نہیں بلکہ رب تعالیٰ کا شکر ہے۔(مرآۃ المناجیح، شرح مشکاۃ المصابیح، سخاوت اور بخل، ۳/۸۰ نعیمی کتب خانہ گجرات، ملخصا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیاء کی شان بہت بلند و بالا ہے کہ اولیاء کو اللہ پاک نے وسیع اختیارات کا حامل بنایا ہے جس سے ان کی شان اظہر من الشمس ہوتی ہے آپ نے قرآن و تفاسیر و احادیث مبارکہ کی روشنی میں اولیاء کی شان ملاحظہ کی آیئے اب چند اولیاء کی شان واضح کرنے والے واقعات ملاحظہ کرتے ہیں اور آیئے اب ایسے ہی ایک ولی کی شان کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ جس نے اپنے اختیار سے چور کو قطب بنا دیا چنانچہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 106 صفحات پر مشتمل کتاب بنام غوث پاک کے حالات کے صفحہ نمبر 38 پر ہے:

نگاہ ولی سے چور قطب بن گیا

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ سے حاضری دے کر ننگے پاؤں بغداد شریف کی طرف آرہے تھے کہ راستہ میں ایک چور کھڑا کسی مسافر کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کو لوٹ لے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اس کے قریب پہنچے تو پوچھا: "تم کون ہو؟" اس نے جواب دیا کہ "دیہاتی ہوں۔" مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف کے ذریعے اس کی معصیت اور بدکرداری کو لکھا ہوا دیکھ لیا اور اس چور کے دل میں خیال آیا: "شاید یہ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کے دل میں پیدا ہونے والے خیال کا علم ہو گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "میں عبد القادر ہوں۔" تو وہ چور سنتے ہی فوراً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک قدموں پر گر پڑا اور اس کی زبان پر یَا سَیِّدِیْ عَبْدَ الْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰہِ (یعنی اے میرے سردار عبد القادر میرے حال پر رحم فرمایئے) جاری ہو گیا۔" آپ کو اس کی

حالت پر رحم آگیااور اس کی اصلاح کے لئے بارگاہ الٰہی عزوجل میں متوجہ ہوئے تو غیب سے ندا آئی:"اے غوث اعظم! اس چور کو سیدھا راستہ دکھا دو اور ہدایت کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے اسے قطب بنادو۔" چنانچہ آپ کی نگاہ فیض رساں سے وہ قطبیت کے درجہ پر فائز ہو گیا۔"(غوث پاک کے حالات، ص38، المدینہ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

نَو مُسلِم کی دَرْد بھری داستان

دِہلی (ھند) کے علاقہ سیلم پور کے مقیم 22 سالہ نو مسلم نوجوان کے قبولِ اسلام کا ایمان افروز واقعہ اُنہی کی زبانی سنئے۔ اُن کا کہنا کچھ یوں ہے: میں ایک غیر مسلم خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ میرے والد کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں۔ اس سلسلے میں انہوں نے مجھے 1994 میں اپنے ڈاکٹر دوست کے کلینک بھیج دیا۔ وہ غیر مسلم ڈاکٹر مسلمانوں سے اس قدَر نفرت کرتا تھا کہ ان کے ہاتھوں سے چھوئی ہوئی چیز کھانا یا پینا گوارا نہ کرتا۔ میری بھی یہی عادت بن گئی کہ سارا دن پیاسا رہتا مگر مسلمانوں کے ہاتھ سے پانی نہ پیتا۔ کئی سال یونہی گزر گئے۔ ایک روز سَبز عمامے میں ملبوس ایک اسلامی بھائی آنکھوں کے آپریشن کے لئے وہاں آئے۔ ان کی زبان و نگاہ کی حفاظت کا انداز اور حُسنِ اخلاق دیکھ کر رَفتہ رَفتہ میں اُن کے قریب ہونے لگا اور میری اُن سے دوستی ہو گئی۔ وہ مجھ پر وقتاً فوقتاً انفرادی کوشش کرتے رہتے۔ کچھ دنوں بعد وہ اسپتال سے چلے گئے مگر میرا اُن سے رابطہ رہا اور میں اُن کے پاس آتا جاتا رہا۔ اُن کے پاس ایک ضخیم کتاب تھی جس کا نام "فیضانِ سنت" تھا، جب وہ اُس کا دَرس دیتے تو انفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے بھی دَرس میں شرکت کی دعوت پیش کرتے، میں سننے بیٹھ

جاتا۔ فیضانِ سنت کے درس کی بَرَکت سے کچھ ہی دنوں میں دل مذہبِ اسلام کیلئے نفرت کے بجائے محبت محسوس کرنے لگا۔اب میں مسلمانوں کے ساتھ کھاپی بھی لیتااور مساجد واذان کا احترام کرتا۔2004 میں ایک روز طریقت،امیر اَہلسنّت،بانیِ دعوتِ اسلامی حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ”غسل کا طریقہ“ پڑھا مگر صحیح طریقے سے سمجھ نہ سکا۔اُن اسلامی بھائی سے پوچھاتواُنہوں نے مجھے رِسالے کی مدَد سے تفصیلاً طہارت کے مسائل سمجھائے اور فرمایا کہ حقیقی پاکی بغیر مسلمان ہوئے حاصل نہیں کی جاسکتی۔ وہ وقت میری سعادتوں کی بلندیوں کا تھا،اُن کے الفاظ نے میری زندگی کا رُخ تبدیل کر دیا، میں نے کچھ دیر سوچااور پھر ”کلمہ طیبہ“ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔کفر کے اندھیرے چھٹ گئے اور میرا دل نورِ اسلام سے جگمگانے لگا۔ میں تبلیغِ قراٰن وسُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سُنّتوں بھرے اجتماع میں پابندی سے شرکت کرنے لگااورامیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے بذریعہ مکتوب سلسلہ عالیہ قادِریہ رَضَویہ میں داخل ہو کر ”عطاری“ بھی بن گیااور باجماعت نمازیں پڑھنے لگا، مگر کبھی کبھی شیطان مذہبِ اسلام کے لئے وسوسے ڈالتا تھا۔ایک روز امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ”بڈھاپُجاری“ پڑھاتواِن تمام وَسوسوں کی جڑ سے کاٹ ہوگئی18 جولائی 2005 کوعاشقانِ رسول کے ہمراہ مدَنی قافلے میں سفر کی سعادت ملی۔اس سے پہلے میں ذرا ذرا سی بات پر گھر والوں سے ناراض ہو جاتا، کھانا مزاج کے خلاف ملتاتوخوب شور مچاتا۔ مدَنی قافلے میں سفر کی بَرَکت سے یہ عادت بھی نکل گئی۔گھر والے میری اس تبدیلی پر حیران تھے اور مذہبِ اسلام سے مُتاثِر ہورہے

تھے۔ میں داڑھی شریف کی سنت اپنانے کے ساتھ ساتھ سر پر سَبز عمامہ بھی باندھنے لگا مگر گھر جاتے وقت اُتار لیتا۔ چند دنوں بعد لوگوں نے گھر والوں سے میرے خلاف شکایات کرنا شروع کر دیں جس پر گھر میں سختی ہونے لگی، مجھے بات بات پر ٹوکا جاتا بلکہ مارنے سے بھی دریغ نہ کیا جاتا۔ میں نے تنگ آکر گھر چھوڑ دیا مگر کچھ ہی روز بعد بھائی وغیرہ نے بہانے سے بلوایا اور زبردستی نائی (حجام) کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ جب میں نے اُس نائی کو بتایا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو وہ ڈر گیا اور اُس نے داڑھی مونڈنے سے انکار کر دیا۔ میرے گھر والے بھی داڑھی کاٹنے سے ڈر رہے تھے مگر افسوس کہ علمِ دین سے بے بہرہ ایک مسلمان نے گھر والوں سے کہا: داڑھی رکھنا ضروری نہیں ہے، ہمیں دیکھو! لاکھوں مسلمان کہاں داڑھی رکھتے ہیں؟ اِسی بنیاد پر گھر والوں نے سوتے میں بلیڈ سے میری داڑھی مونڈنا شروع کر دی۔ میرا چہرہ لہولہان ہو گیا، میں رو رو کر انہیں اس کام سے باز رہنے کی التجائیں کرتا رہا مگر انہوں نے میری ایک نہ سُنی اور داڑھی مونڈ کر ہی دم لیا۔ چہرے سے بہنے والا لہو میرے آنسوؤں میں شامل ہو گیا۔ کفر کی تاریکی میں گھرے ہوئے گھر والوں کو یہ بھی احساس نہ رہا کہ میں بھی اِسی گھر میں پیدا ہوا اور پلا بڑھا ہوں۔ اُنہوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ مجھے ایک کمرے میں قید کر دیا۔ تن کے کپڑوں کے علاوہ میرے پاس کوئی لباس نہ تھا۔ میری نگرانی کی جاتی مگر میں کسی نہ کسی طرح چھپ کر نمازیں ادا کرتا۔ نیند کی قربانی دے کر بھی اپنا وُضو قائم رکھتا تاکہ موقع ملنے پر نماز ادا کر سکوں۔ میرا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا نہ مجھے کوئی ہمدَرد دِکھائی دیتا جسے میں اپنی بپتا (یعنی دُکھ بھری داستان) سناتا۔ تقریباً 2 ماہ اسی طرح گزر گئے یہاں تک کہ رَمَضانُ المبارَک کا مُقَدّس مہینہ تشریف لے آیا۔ آزمائشوں

کی اِن راتوں میں کون مجھے سحری فراہم کرتا مگر رَمضان کا روزہ چھوڑنا مجھے گوارا نہ ہوا چنانچہ میں نے بِغیر سَحری روزہ رکھ لیا۔شام تک جب میں نے کھانا نہیں کھایا تو گھر والوں کو تشویش ہوئی۔وہ جَمع ہو کر آئے اور کھانا کھانے کیلئے زور دینے لگے۔میں نے کہا:"رکھ دو میں کھالوں گا"۔ان کے جانے کے بعد میں نے مزید اصرار سے بچنے کے لئے سالن اِدھر اُدھر کر دیا اور روٹیاں جیب میں ڈال لیں مگر گھر والوں کو کسی طرح شک ہو گیا اور انہوں نے زبردستی مجھے کھانا کھلایا۔میں دل ہی دل میں کڑھتا رہا مگر مجبور تھا۔یوں میں پانچ روزے نہ رکھ سکا۔

آخر کار کسی سبب سے گھر والوں کی طرف سے کچھ ڈھیل ملی اور میں دوبارہ کلینک جانے لگا۔میں بغیر سحری روزے کی نیت کر لیتا اور بظاہر دوپہر کا کھانا ساتھ لے جاتا مگر شام کے وقت اس سے افطاری کرتا۔اسی دوران میں نے اسلام قبول کرنے کے مُتَعَلِّق قانونی کاغذات بھی مکمل کروالئے مگر گھر والوں کو پتا نہیں چلنے دیا۔میں گھر والوں سے چھپ کر جس مسجد میں نماز ادا کرنے جاتا وہاں کی انتظامیہ نے ڈَر کر مجھے منع کر دیا کہ آپ یہاں نہ آیا کریں، کہیں فساد نہ ہو جائے۔میرا دل تو بہت دُکھا کہ میں مسلمان ہوتے ہوئے بھی حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے مسجد میں داخلے سے روک دیا گیا ہوں مگر بے بس ولاچار تھا کیا کرتا؟دعوتِ اسلامی کا مَدَنی مرکز وہاں سے بہت دُور تھا اور میں نے انہیں خود سے رابطہ کرنے سے بھی منع کر رکھا تھا۔

مُسَلسَل پریشانیوں نے میرے اعصاب شَل کر دیئے تھے۔مجھے کوئی ایسا ہمدَرد اور غمگسار چاہیے تھا جس کے کندھے پر سر رکھ کر چند اَشک بہالُوں مگر آہ!میں بالکل تنہا تھا۔ایسے وقت میں مجھے نماز پڑھنے میں بڑا سکون اور حوصلہ ملتا تھا۔میری زبان پر

دُرُود شریف جاری رہتا۔اب میں نے ہمت کرکے 3کلومیٹر دُور ''جَنتا کالونی''کی مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے جانا شروع کر دیا۔گھر والے ایک بار پھر نرم پڑ چکے تھے۔ایک روز محلے کے کسی نام نہاد مسلمان نے پھر گھر والوں کا ذہن خراب کرنے کی کوشش کی کہ ''ہم بھی مسلمان ہیں ہم کون سی نمازیں پڑھتے ہیں؟جمعہ یا عید کی نماز پڑھ لی بس کافی ہے!تمہارا بیٹا ضرور کسی جن کو قابو کرنے کا عمل کر رہا ہے،یہ پاگل ہو جائے گا تو پتا چلے گا۔''اس کی باتیں سن کر گھر والے ڈر گئے اور پھر سے سختی کرنا شروع کر دی حتی کہ میرے ہونٹ ہلانے پر بھی پابندی لگادی گئی۔گھر والے مجھے پکڑ کر ایک عامل کے پاس لے گئے۔اس نے بھی کہہ دیا کہ مجھ پر ''اَثرات''ہیں۔

اِن حالات سے میں بہت دِلبر داشتہ ہوا اور شاید دوبارہ کفر کے اندھیروں میں کھو جاتا مگر ربَّ کا کَرم کہ میں نے دعوتِ اسلامی کے مدَنی ماحول میں عاشقانِ رسول کے بیان کردہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرتِ سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ہونے والے مظالم کی داستان سن رکھی تھی،ان مظالم کے سامنے میری تکالیف کچھ بھی نہیں تھیں،اپنے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آزمائشوں کو یاد کرکے میرا ایمان اور مضبوط ہو جاتا۔

ایک روز میں چھپ کر دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں جا پہنچا۔اطلاع پا کر گھر والے آدھمکے اور وہاں سے مجھے اُٹھا کر لے گئے۔نہ میں نے کوئی مزاحمت کی اور نہ کسی کو کرنے دی کہ فساد ہو گا۔گھر لے جا کر مجھے اتنا مارا گیا کہ میں نیم بے ہوش ہو گیا۔ہوش آنے پر میں نے گھر چھوڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا حالانکہ 3 دن پہلے ہی میری سرکاری نوکری کی تقرُّری کا آرڈر موصول ہوا تھا جس کے لئے میں نے سالوں

محنت اور کوششیں کی تھیں۔ اب ایک طرف ذاتی مکان، ماں باپ اور روشن مستقبل اور دوسری طرف ایمان جیسی عظیم دولت! مگر میں نے رَبِّ کے کرم سے ایمان کے تحفظ کی خاطر 21 مارچ 2007 کو اپنی مرضی سے گھر چھوڑ دیا۔ آج میں ہند کے مختلف شہروں میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ مَدَنی قافلوں میں سفر کر رہا ہوں اور گھر والوں کی سختی کے باعث رہ جانے والی تمام نمازیں بھی قضاء کرلی ہیں۔ میری خواہش تھی کہ میں بھی کبھی نماز میں اِمامت کی سعادت حاصل کر سکوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مدَنی قافلے میں سفر کی بَرَکت سے چند سورتوں کو دُرُست مخارِج کے ساتھ سیکھنے اور نماز کے مسائل یاد کرنے میں کامیاب ہوچکا تھا۔ 3 اپریل 2007 کو میری مراد بَر آئی اور مجھے "جھانسی" شہر میں فجر کی جماعت میں امامت کی سعادت حاصل ہوگئی۔ امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بنائی ہوئی دعوتِ اسلامی پر میری جان قربان کہ اس نے کفر کی آغوش میں پلنے والے کو نہ صرف دولتِ ایمان سے نوازا بلکہ اِمامت کے مصلّے پر لا کھڑا کیا۔ یہ سب میرے رَبّ کی رحمت، سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عنایت اور میرے پیر و مُرشد امیر اَہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی نظرِ ولایت کا فیض ہے۔ (نو مسلم کی درد بھری داستان، ص ۲ تا ۹، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

ولیوں کے لئے زمین سمٹ جاتی ہے

دُرُودِ پاک کی فضیلت

امیر اہلسنت حضرت علاّمہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے ”غفلت“ میں درودِ پاک کی فضیلت لکھتے ہیں: سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطّر پسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا، ”اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اسکی دَہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نَجات پانے والا شخص وہ ہو گا جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔“ (فردوسُ الاخبار، ۵/ ۳۷۵، الحدیث: ۸۲۱۰ دارالکتاب العربی بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قیامت کے دن اس کی مصیبتوں سے جلدی نجات پانے والوں میں سے ایک وہ شخص ہو گا کہ جس نے دنیا میں کثرت سے درود پاک پڑھا ہو گا اور قیامت کے دن کے بارے میں تو آتا ہے کہ وہ پچاس ہزار سال کے برابر کا ہو گا زمین تانبے کی طرح دہکتی ہو گی اس دن نفسا نفسی کا عالم ہو گا اگر ہم اس دن کی پریشانیوں سے جلد نجات پانا چاہتے ہیں تو ہمیں سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات بابرکت پر درود پاک کی کثرت کرنی ہو گی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالٰی کے اپنے برگزیدہ اور محبوب بندوں یعنی اولیاء کرام پر بہت زیادہ انعامات ہیں ان انعامات میں سے ایک انعام زمین کا سمٹ جانا ہے کہ اولیاء کے لئے زمین سٹ جاتی ہے اور دور دراز کا لمبا سفر بہت کم ہو جاتا ہے آیئے اب اولیاء کرام کا تذکرہ خیر ملاحظہ فرماتے ہیں کہ جن پر اللہ تعالٰی نے زمین کے سمٹنے کا انعام کیا چنانچہ

ایک دن میں سال کا سفر طے کر لیا

دعوتِ اِسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 649 صفحات پر مشتمل مطبوعہ کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ترجمہ بنام حکایتیں اور نصیحتیں''، ص 72 پر مبلغِ اسلام، الشیخ شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ''میں اپنے دوستوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کا تذکرہ کر رہے تھے تو حضرتِ سیِّدُنا سَرِّی سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بتایا کہ ''ایک دفعہ میں بیت المقدس میں ایک چٹان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اُس سال حج کی سعادت نہ ملنے پر افسوس کر رہا تھا کیونکہ حج میں صرف دس دن باقی رہ گئے تھے، جب میں نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگوں کا رُخ بیت اللہ شریف کی طرف ہے اور دن بھی بہت تھوڑے ہیں جبکہ میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں۔ پس میں پیچھے رہ جانے پر رونے لگا۔ اچانک میں نے ایک غیبی آواز سنی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''اے سَرِّی سَقَطِی! مت رو! بے شک نے ایسے لوگوں کو تمہارے لئے مقرّر کر دیا ہے جو تمہیں مقامِ حج تک پہنچا دیں گے۔'' میں نے سوچا: ''یہ کیسے ہو گا حالانکہ میں بیت المقدّس میں ہوں اور دن بھی تھوڑے رہ گئے ہیں۔'' تو اُس غیبی آواز نے کہا: ''غمگین نہ ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر مشکل کام کو آسان فرما دے گا۔'' میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا اور اُس غیبی آواز کی سچائی جاننے کے لئے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے سے چار نوجوان داخل ہوئے (اُن کے چہرے اتنے نورانی تھے) گویا سورج اُن کے چہروں سے طلوع ہو رہا تھا اور نور اُن کی پیشانیوں سے چمک رہا تھا۔ اُن میں ایک بارُعب اور پُر جلال نوجوان

آگے بڑھا اور باقی اُس کے پیچھے ہو گئے، اُن سب نے بالوں کا لباس اور پاؤں میں کھجور کے پتوں کے جوتے پہنے ہوئے تھے، وہ چٹان کے قریب ہوئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی تو اُن کے انوار سے مسجد بھر گئی۔ میں بھی اُن کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا اور عرض کی: ''اے رب عَزَّوَجَلَّ! شاید یہ وہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے تو مجھ پر رحم فرمائے گا اور جن کی صحبت مجھے عنایت کرے گا۔'' وہ گنبد میں داخل ہوئے نوجوان اُن کے آگے آگے تھا اور وہ اُس کے پیچھے تھے، ہر ایک نے دو دو رکعتیں ادا کیں، پھر وہ نوجوان اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے مناجات کرنے لگا، میں اُس کی مناجات سننے کی خاطر اُس کے قریب ہو گیا پھر اُس نے گریہ وزاری کی اور تکبیر کہی اور ایسی نماز پڑھی جس نے میرا دل اور دماغ سلب کر لیا، جب وہ فارغ ہوا تو بیٹھ گیا، باقی تین اُس کے سامنے بیٹھ گئے تو میں نے اُن کے قریب جا کر سلام پیش کیا، نوجوان نے کہا: ''وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اے سَرِّی سَقَطِی! اے وہ شخص جسے آج غیبی آواز کے ذریعے خوشخبری دی گئی کہ اُس کا حج اِس سال فوت نہیں ہو گا۔'' اُس کی یہ بات سن کر میں بے ہوش ہونے کے قریب پہنچ گیا، میرا دل خوشی سے بھر گیا، میں نے عرض کی: ''اے میرے آقا! جی ہاں! آپ کی آمد سے کچھ دیر پہلے مجھے غیب سے بتایا گیا ہے۔'' تو اُس نے کہا: ''اے سَرِّی سَقَطِی! آپ کو ہاتفِ غیبی کے آواز دینے سے ایک لمحہ پہلے ہم خُراسان شہر سے بغداد کی طرف جا رہے تھے، وہاں ہم نے اپنی ضروریات پوری کیں اور بیت اللہ شریف جانے کا ارادہ ہوا پھر خواہش ہوئی کہ شام میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کر لیں۔ پھر مکہ مکرمہ حاضری دیں

گے، ہم مزارات کی زیارت کرنے کے بعد اب یہاں بیت المقدس کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔" حضرتِ سیِّدُنا سَرِّی سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: "اے میرے سردار! آپ خراسان میں کیا کر رہے تھے؟" اُس نوجوان نے بتایا: "ہم اپنے اسلامی بھائیوں حضرتِ سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور حضرتِ سیدنا معروف کَرْخی علیہ رحمۃ اللہ الجلی کے ساتھ اکٹھے بیت الحرام کے ارادے سے بغداد آئے، میں بیت المقدس کی زیارت کرنے آگیا اور وہ دونوں دیہات کے راستے سے چلے گئے۔" حضرتِ سیِّدُنا سَرِّی سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، خراسان سے بیت المقدس تک ایک سال کی مسافت ہے۔" اُس نے کہا: "اگرچہ ایک ہزار سال کی مسافت ہو، بندہ اُس کا ہو، زمین بھی اُس کی ہو، آسمان بھی اُس کا ہو، زیارت بھی اُس کے گھر کی ہو اور ارادہ بھی اُسی کی بارگاہ میں حاضری کا ہو تو پھر پہنچانا اور قوت و قدرت مہیا کرنا بھی اُسی کے ذمۂ کَرَم پر ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سورج کیسے مشرق سے مغرب تک کا سفر ایک دن میں طے کرلیتا ہے؟ کیا وہ اپنی قوت سے اتنی مسافت طے کرتا ہے یا قادر عَزَّوَجَلَّ کی قوت وارادے سے؟ جب ایک بے جان جامد سورج جس پر نہ حساب ہے، نہ عذاب، ایک دن میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے تو یہ کوئی حیرانگی کی بات نہیں کہ اُس کا ایک بندہ ایک دن میں خُراسان سے بیت المقدس پہنچ جائے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی قدرت و قوت کا مالک ہے، اور خلافِ عادت کام (یعنی کرامت کا صدور) اُسی سے صادر ہوتا ہے جو اُس کا محبوب اور مختار ہو، اے سَرِّی سَقَطِی! دنیا و آخرت کی عزت اختیار کر

اور دنیا و آخرت کی ذلت تک پہنچنے سے بچ۔"

حضرتِ سیِّدُنا سَرِّی سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! دنیا و آخرت کی عزت کی طرف میری رہنمائی فرما دیجئے؟" تو اُس نے کہا: "جو بغیر مال کے امیری، بغیر سیکھے علم، بغیر خاندان کے عزت چاہتا ہو تو اُسے چاہئے کہ اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے، اُس کی طرف مائل نہ ہو، اور نہ اُس سے مطمئن ہو، اِس لئے کہ دنیا کی صفائی میں میل کی ملاوٹ، اور اِس کے میٹھے پن میں کڑواہٹ ہے۔" میں نے پھر عرض کی: "اے میرے سردار! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنے انوار کے ساتھ خاص کیا اور اپنے اسرار سے آگاہ فرمایا! اب کہاں کا ارادہ ہے؟" اُس نے بتایا: "اب حجِ بیتُ اللہ اور سید الانام صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے مزارِ پُر اَنوار کی زیارت مقصود ہے۔" میں نے عرض کی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا کیونکہ آپ سے جدا ہونا، روح کے جسم سے جدا ہونے سے بھی زیادہ سخت ہے۔" اُس نے بِسْمِ اللّٰہ شریف پڑھی اور میں بھی اُن کے ہمراہ بیت المقدّس سے بستی کی طرف چل پڑا، ہم چلتے رہے یہاں تک کہ اُس نے کہا: "اے سَرِّی سَقَطِی! ظہر کا وقت ہو گیا ہے تو کیا نماز نہ پڑھ لیں؟" میں نے کہا: "کیوں نہیں۔" میں نے مِٹّی سے تیمم کا ارادہ کیا تو اُس نے کہا: "یہاں پانی کا ایک چشمہ ہے۔" پھر وہ راستے سے کچھ ہٹا اور ایسے چشمے پر لے گیا جس کا پانی شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے وضو کیا اور پانی پی کر کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اِس راستے سے کئی مرتبہ گزرا لیکن پانی کا چشمہ یہاں کبھی نہیں پایا۔"

اُس نے کہا: ”سب تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں پر کرم فرمایا۔ ہم نے نمازِ ظہر ادا کی، پھر عصر تک چلتے رہے۔ پھر اچانک حِجازِ مقدس کے پہاڑ اور دیواریں ہمارے سامنے ظاہر ہو گئے، میں نے کہا: ”یہ تو حجازِ مقدس کی زمین ہے۔“ اُس نے مجھ سے کہا: ”آپ مکہ مکرمہ میں پہنچ چکے ہیں۔“ حضرتِ سیِّدُنا سَرِّی سَقَطِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں گریہ وزاری کرنے لگا، پھر اُس نے مجھ سے پوچھا: ”اے سَرِّی سَقَطِی! کیا تم ہمارے ساتھ داخل ہو گے؟“ میں نے کہا۔ ”جی ہاں۔“ جب ہم بابُ النَّدْوَہ سے داخل ہوئے تو میں نے دو شخص دیکھے، اُن میں سے ایک بوڑھا اور دوسرا جوان تھا۔ جب اُنہوں نے اُس کو دیکھا تو مسکرائے اور کھڑے ہو کر معانقہ کیا، اور کہا: ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی السَّلَامَۃِ۔“ میں نے اپنے نوجوان رفیق سے پوچھا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! یہ کون ہیں؟“ اس نے جواب دیا: ”عمر رسیدہ بزرگ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور جوان بزرگ حضرتِ سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الجلیہ ہیں۔“ پھر ہم نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی، ہم سب اپنی طاقت کے مطابق نماز کے لئے کھڑے ہوئے، میں اُن کے ساتھ نماز پڑھتا رہا یہاں تک کہ حالتِ سجدہ میں مجھے نیند آگئی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہاں کوئی نہ تھا، میں غمزدہ شخص کی طرح تنہا رہ گیا، اُن کو مسجدِ حرام، مکہ مکرمہ اور مِنٰی شریف میں بہت تلاش کیا لیکن کہیں نہ ملے۔ میں اُن سے بچھڑنے کی وجہ سے روتا ہوا واپس آگیا۔“ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الرابع فی المناقب الصالحین، ص ۳۳، دار احیاء التراث العربی بیروت)

زمین کیوں لپیٹ دی جاتی ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم اولیاء کے بارے میں سنتے ہیں کہ فلاں ولی نے اتنے کم وقت میں اتنا زیادہ سفر کر کیا، فلاں ولی کے لئے زمین لپیٹ دی گئی اب یہاں سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ کسی ولی کے لئے زمین کو لپیٹ دیا جاتا ہے اور کسی کے لئے سفر کو کم کر دیا جاتا ہے اسی بات کا جواب علامہ یوسف نبہانی اپنی کتاب جامع کرامات الاولیاء میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ عالم کبیر میں زمین کا لپٹ کر مختصر ہونا ولی کے لئے ثابت ہوتا ہے تو یہ اسی بناء پر ہوتا ہے کہ ولی مجاہدات اور مختلف عبادات کے ذریعے اپنے جسم کی زمین کو لپیٹ دیتا ہے اور کئی کئی دنوں اور کئی کئی راتون تک اپنے آپ کو مقام طوی (بھوک) پر روکتا ہے تو اسے طی (زمین کا لپٹ کر مختصر ہونا) پر تسلط حاصل ہوتا ہے یہ ہی کچھ ہمیں اولیائے امت سے ملا ہے او یہ ہی ہمیں علم نے بتایا ہے۔ (جامع کرامات الاولیاء، المطلب الثالث فی ان الکرامات ہی نتائج الطاعاتِ، تتمہ، ۱/ ۵۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہاں یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ حقیقت میں ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ چنانچہ آیئے یہاں پر زمین کے لپیٹ جانے کے بارے میں انبیاء، اولیاء کے سردار، حبیب پروردگار عزوجل و صلی اللہ تعالی علی والہ وسلم کے سفر معراج کے بارے میں پڑھتے ہیں، جنہیں (رات کے تھوڑے حصے میں) مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، پھر وہاں سے "سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی تک، اور وہاں سے قَابَ قَوْسَیْن تک سیر کرائی گئی۔ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مکّہ معظمہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ اور پھر اس قلیل وقت میں ہمارے

آقا صلی اللہ تعالی علی والہ وسلم بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قُرب کا وہ مرتبہ پایا کہ کبھی کسی انسان یا فرشتے، نبی یا رسول نے نہ پایا تھا۔ خداوندِ عالم کا جمالِ پاک اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا، کلام الٰہی سنا، اور پھر اس قلیل وقت میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالی علی والہ وسلم نے آسمان وزمین کے تمام ملک ملاحظہ فرمائے، جنّتوں کی سیر کی، دوزخ کا معائنہ فرمایا، مکّہ معظمہ سے بیت المقدس تک راہ میں جو قافلے ملے تھے صبح کو ان کے حالات بیان فرمائے۔ اور یہ سارا سفر آناً فاناً پلک جھپکنے میں طے ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب میرے مصطفی صلی اللہ تعالی علی والہ وسلم طویل ترین سفر کر کے واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالی علی والہ وسلم کا بستر مبارک گرم اور دروازۂ مبارک کی کنڈی شریف ہِل رہی تھی۔

2100 میل کا فاصلہ طے کرنا

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مقبول ولی تھے، ان پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بہت عطائیں تھیں، وہ لوگوں سے دور رہنا پسند کرتے اسی لئے کبھی کسی شہر میں تو کبھی کسی شہر میں ہوتے۔ بالآخر وہ مکہ معظمہ زَادَہَا اللہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں آئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ میں ان کی عادت سے واقف تھا کہ یہ کسی شہر میں زیادہ دن نہیں ٹھہرتے لیکن مکہ شریف میں قیام کئے ہوئے انہیں کافی دن گزر چکے تھے، میں نے پوچھا: "آپ تو کسی شہر میں اتنا زیادہ رکتے ہی نہیں پھر مکہ معظمہ زَادَہَا اللہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا میں اتنے دن کیوں رک گئے؟" فرمایا: "بھلا میں اس عظمتوں والے شہر میں کیوں نہ رکوں؟ میں نے کوئی ایسا شہر نہیں دیکھا جس میں مکہ معظمہ زَادَہَا اللہُ شَرَفًا

وَتکثیرِیمًا سے زیادہ رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہو۔ لہٰذا مجھے یہ بات محبوب ہے کہ میں ایسے بابرکت شہر میں ٹھہروں جہاں دن رات ملائکہ کی آمد ورفت رہتی ہے، بے شک یہاں بہت سے عجائبات ہیں۔ ملائکہ مختلف صورتوں میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے رہتے ہیں۔ اگر میں وہ تمام باتیں بتادوں جو میں نے دیکھی ہیں تو لوگ ان پر یقین نہ کریں۔" میں نے کہا: "خدارا! ان باتوں میں سے مجھے بھی کچھ بتایئے۔

فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ہر وہ بندہ جو ولایتِ کاملہ کے درجے پر فائز ہو وہ ہر جمعرات کو اس بابرکت شہر میں آتا ہے اور کبھی بھی ناغہ نہیں کرتا۔ میں اسی لئے یہاں رکا ہوا ہوں تا کہ ان اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی ولی کامل کی زیارت سے فیضیاب ہو سکوں۔ میں نے مالک بن قاسم جَبَلِی علیہ رحمۃ اللہ الولی نامی ایک شخص کو دیکھا ان کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں، میں نے ان سے کہا: "کیا آپ کھانا کھا کر آرہے ہیں؟" انہوں نے کہا "اَسْتَغْفِرُاللہ" میں نے تو کئی ہفتوں سے کچھ بھی نہیں کھایا، ہاں! میں نے اپنی والدہ کو کھجوریں کھلائی ہیں اور اب فجر کی نماز پڑھنے کے لئے حرم شریف آیا ہوں۔" حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ "حرم شریف اور اس کے گھر کا درمیانی فاصلہ سات سو (700) فرسخ (یعنی 2100 میل) تھا، وہ وہاں سے فجر کی نماز پڑھنے مسجدِ حرام میں آیا تھا، کیا تم اس بات پر یقین کرلوگے؟ میں نے کہا: "کیوں نہیں، فرمایا: "تمام تعریفیں اسی پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے مجھے ایسے مسلمان شخص سے ملوایا جو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی کرامات کا ماننے والا اور انہیں حق جاننے والا ہے۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الحادیۃ والسبعون بعد المائتین، ص

۲۵۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ولی کے لئے تمام زمین کا سمٹ جانا

شیخ سراج جناب شیخ ابو الحسن علی بن ابی الجبار سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا میں بصرہ میں اپنے ساتھی کے ساتھ ایک باغ میں تھا ۔ایک فقیر باغ میں داخل ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے اور چہرہ پر دھول پڑی ہوئی تھی مجھ سے کہنے لگا۔ ”مجھ بھوکے کو کھانا کھلاؤ میں نے اسے کھانے کے لئے انجیر دیے ۔وہ سب کھا گیا اور کہنے لگا ابھی مجھے اور دو میری بھوک ختم نہیں ہوئی اس طرح کئی مرتبہ میں نے اسے انجیر دیے۔ اور وہ ہر مرتبہ کھا کر اور مانگتا۔ حتی کہ ایک ہزار رطل انجیر کھا گیا۔ پھر نہر سے پانی پینے لگا۔ بہت سا پانی پیا اور چلا گیا پھر میرے ساتھی نے بتایا کہ اس سال انجیر کا پھل پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ پیدا ہوا ہے۔ شیخ ابو الحسن موصوف بیان کرتے ہیں ۔ پھر میں دوسرے سال حج کو گیا۔ اس دوران کہ میں سواروں کے آگے جا رہا تھا۔ میرے دل میں آیا اور میں نے تمنا کی کہ کاش وہ شخص مجھے کہیں نظر آئے ”جس نے پچھلے سال باغ میں اس قدر انجیر کھائے“ اس خیال کے فورا بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ہی شخص میری دائیں جانب کھڑا ہے یہ دیکھ کر میں دہشت زدہ ہو گیا اور خوشی بھی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے میری تمنا فوراً پوری کر دی ہے ۔ پھر ہم چلتے رہے اگر وہ کہیں بیٹھ جاتا تو ہم بھی اپنی سواریوں سے اتر جاتے اور جب وہ چل پڑتا تو ہم بھی چل پڑتے پھر وہ پانی کے ایک تالاب کے پاس آیا جس میں بہت سا پانی تھا اور گار بھی بہت کم تھی اس نے دونوں ہاتھوں سے گارا اٹھانا شروع کیا اور اٹھا کر منہ میں

ڈالتا اور کھا جاتا جیسا کہ حلوہ کھایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بہت سے گار کھا گیا۔ مجھے بھی اس نے ایک لقمہ میں نے جب اسے کھایا تو وہ بہترین مٹھائی سے بھی زیادہ میٹھا تھا اور اس کی اذخر سے بڑھ کر خوشبو تھی۔ پھر اس نے اس تالاب میں سے کافی مقدار میں پانی پیا۔ پھر کہنے لگا۔ اے علی! یہ لقمہ جات اور گھونٹ وہ ہی ہیں ان دونوں کے درمیان کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے پوچھا اے سیدی! یہ کہاں سے ہے؟ وہ کہنے لگا میرے شیخ جناب ابو محمد بن عبد نے میری طرف ایک نظر دیکھا تو ان کی محبت سے میرا دل لبریز ہو گیا اور میرا راز میرے رب تک پہنچ گیا۔ ساری کائنات میرے لئے سمیٹ دی گئی اور ہر چیز کی حقیقت تبدیل کرنے کی مجھے قوت دے دی گئی۔ دور کو میرے لئے قریب کر دیا گیا۔ (جامع کرامات الاولیاء، خاتمۃ الکتاب، ۲/ ۴۴۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

طویل ترین سفر "دو دنوں" میں طے کر لیا

حضرت سیدنا عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اپنی توبہ سے قبل کا ایک واقعہ بتایا جو واقعات آپ کی توبہ کا سبب بنے ان میں یہ سب سے پہلا واقعہ تھا، آپ فرماتے ہیں: "موسم گرما کی ایک سخت دوپہر، مَیں اپنے محل کے بالاخانے میں دنیا کی رنگینیوں میں مگن تھا، مجھے ہر طرح کی سہولت میسر تھی، محل کی ایک کھڑکی شارع عام کی طرف کھلتی تھی جس سے میں باہر کے نظاروں سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا۔ اس دن بہت شدید گرمی تھی لیکن میں اپنے آرام دہ، ٹھنڈے، ہوادار بالاخانے میں اپنے رفقاء کے ساتھ بڑے سکون سے خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ یکایک میری نظر اس کھڑکی کی طرف پڑی

جو شارع عام کی طرف کھلتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس سخت گرمی میں ایک بزرگ بوسیدہ سی چادر میں لپٹا دنیا کے غموں سے بے فکر محل کی دیوار کے سائے تلے بڑے سکون سے بیٹھا ہے۔ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ میں نے فوراً خادم کو بلایا اور کہا: "اس بزرگ کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ کچھ دیر محل میں تشریف لے چلیں، ہمارا بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے۔" خادم فوراً بزرگ کے پاس گیا اور اسے میرا پیغام دیا۔ وہ خادم کے ساتھ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا اور اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اس کی قربت سے مجھے دلی سکون نصیب ہوا اور میرے دل سے دنیا کی محبت زائل ہونے لگی۔ میں نے اس بزرگ کے لئے کھانا منگوایا تو اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: "آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟" فرمانے لگے: "میں وراء النہر سے آیا ہوں۔" میں نے پوچھا: "کہاں کا ارادہ ہے؟" فرمانے لگے: "ان شاء اللہ عزوجل حج کا ارادہ ہے۔" میں بہت حیران ہوا کیونکہ اس دن ذوالحجۃ الحرام کی دو تاریخ تھی۔ میں نے پوچھا: "آپ حج کے لئے اب روانہ ہوئے ہیں حالانکہ ذوالحجۃ الحرام کی دو تاریخ ہو چکی ہے، آپ اتنے کم وقت میں حرمین شریفین کیونکر پہنچ پائیں گے؟" تو وہ بزرگ فرمانے لگے: "اللہ عزوجل جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ ہر شے پر قادر ہے۔" میں نے کہا: "حضور! اگر آپ قبول فرمائیں تو میں بھی آپ کے ساتھ حرمین شریفین کی حاضری کے لئے چلوں۔" فرمایا: "جیسے تمہاری مرضی۔" چنانچہ میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا کہ اس بزرگ کی صحبت ضرور حاصل کروں گا اور اس کے ساتھ حج کرنے جاؤں گا۔ جب رات ہوئی تو

اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: "چلو! ہم اپنے سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔" میں سفر کی کچھ ضروری چیزیں لے کر ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم رات ہی کو بلخ سے روانہ ہو گئے۔ ہم نے رات کے کچھ ہی حصہ میں کافی فاصلہ طے کر لیا پھر ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو مجھے ایک شخص ملا میں نے اسے چند ضروری اشیاء لانے کو کہا تو اس نے فوراً وہ چیزیں حاضر کر دیں پھر ہمیں کھانا پیش کیا۔ ہم نے کھانا کھایا، پانی پیا اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ پھر اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: "اٹھئے، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل دیئے ہم منزل پر منزل طے کرتے جاتے۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ زمین ہمارے لئے سمیٹ دی گئی ہے اور خود بخود ہمیں کھینچ کر منزل کی طرف لے جا رہی ہے۔ ہم کئی شہروں اور بستیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ جب بھی کوئی شہر آتا تو وہ بزرگ مجھے بتاتے کہ یہ فلاں شہر ہے، یہ فلاں جگہ ہے۔ جب ہم کوفہ پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا: "تم مجھے رات کو فلاں وقت فلاں جگہ ملنا۔" اتنا کہنے کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔ جب میں وقتِ مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو وہ بزرگ وہیں موجود تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑا اور پھر منزل کی طرف چل دیئے۔ میں حیران تھا کہ اس بزرگ کی صحبت میں نہ تو مجھے تھکاوٹ کا احساس ہو رہا تھا اور نہ ہی کسی قسم کی وحشت محسوس ہو رہی تھی۔ ہماری منزل قریب سے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا: "اے ابراہیم! اب ہم اپنی عقیدتوں کے مرکز اور عُشّاق کی آنکھوں کی ٹھنڈک "مدینہ منورہ" کی نور بار فضاؤں میں داخل ہونے والے ہیں، سامنے سبز سبز گنبد ہے۔

کیا سبز سبز گنبد کا خوب ہے نظارہ !

ہے کس قدر سہانا کیسا ہے پیارا پیارا !

ہم دھڑکتے دل کے ساتھ روضہ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر حاضر ہوئے اور درود وسلام کے نذرانے پیش کئے میرے دل کو کافی قرار نصیب ہوا، میں روضہ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معطر ومعنبر فضاؤں میں گم ہو گیا۔

ایسا گما دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں

ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

(عیون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ والستون، ص ۸۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ملاحظہ کیا آپ نے کہ کس طرح حضرت ابراہیم بن ادھم نے اس ولی کے ساتھ اتنا لمبا سفر حج چند ہی دنوں میں کر لیا اور ان کو کوئی تھکاوٹ بھی محسوس نہیں ہوئی۔ اور اس طرح وہ مدینہ پہنچ گئے اور حضرت ابراہیم بن ادھم کے قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود وسلام کے نذرانے پیش کئے کہ جس کی وجہ سے میرے دل کو کافی قرار نصیب ہوا، اور میں روضہ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معطر ومعنبر فضاؤں میں گم ہو گیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حقیقت ہی ہے کہ عاشقوں کے دلوں کو سرکار کی بار گاہ میں ہی چین ملتا ہے اور یہ کیوں نہ ہو کہ اگر چین اُدھر نہیں ہے تو پھر چین کہاں ہے ؟ اسی لئے تو میرے شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکات العالیہ اپنے نعتیہ کلام وسائل بخشش میں کہتے ہیں

کیا سَبز سَبز گُنبد کا خُوب ہے نظارہ
ہے کس قدَر سُہانا کیسا ہے پیارا پیارا
ہوتی ہے یاں چَھما چَھم برساتِ نُور پَیہَم
پُر نور سَبز گُنبد پُر نُور ہر مَنارہ
پیشِ نظر ہو ہر دم بس سبز سبز گنبد
دِل میں بَسا رہے بَس جلوہ سَدا تمہارا
سائے میں سَبز گنبد کے توڑنے بھی دو دم
چارہ گرو! خُدارا کوئی کرو نہ چارہ
غوثُ الوریٰ کا صدقہ وہ غم مجھے عطا ہو
روتے ہوئے ہی گُزرے سرکار! وقت سارا
سینہ بنے مدینہ دل میں بسے مدینہ
یادوں میں اپنی رکھئے گُم یانبی! خدارا
ہے دُشمنوں نے گھیرا لِلّٰہ کوئی بَھیرا
یامُصطفٰے! خُدارا اَب آکے دو سہارا
کردے عَدُو کو غارت،حاسِد کو دے ہِدایت
پوری ہو قلبِ مُضطَر کی عرض کِردگارا
ظالِم ڈرا رہے ہیں، آنکھیں دِکھا رہے ہیں
آقا ! دو جلد آ کر عطّارؔ کو سہارا

کیا سَبز سَبز گُنبد کا خُوب ہے نظارہ
ہے کس قَدَر سُہانا کیسا ہے پیارا پیارا

(وسائل بخشش، ص۳۶۷ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اولیاء کو سرکار ولیہ السلام کے ساتھ ایک خاص قسم کا عشق ہوتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک ہے کہ جیسے ان کے لئے زمین کا سمٹ جانا ایک انعام ہے اسی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے خاص قسم کے عشق کی زیادتی بھی اللہ کا انعام ہے آیئے اب مزید ان اولیاء کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے سمٹ جانے کا انعام دیا ہے چنانچہ

پل بھر میں دور دراز کا سفر طے کرادیا

حضرت مسلم بن یسار کے بارے میں ہے کہ آپ نے بصرہ میں آٹھ ذی الحجہ کو اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔ کیا تم حج کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ شخص بدحواسی کی بات کر رہا ہے۔ بھلا آٹھویں ذوالحج کو بصرہ میں ہوں اور حج بھی کر سکیں۔ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود ہم اس کے کہنے پر عمل کریں گے۔ آپ نے فرمایا: جس کا حج کرنے کا ارادہ ہے وہ تیار ہو کر شہر سے باہر نکل آئے۔ چنانچہ یہ لوگ شہر سے باہر صحراء کی طرف نکلے اور سواریاں بھی ان کے پاس تھیں آپ نے فرمایا: ان سواریوں کی لگامیں چھوڑ دو۔ رات کے بعد جب صبح ہوئی تو انہیں اپنے سامنے جبال تہامہ نظر آیا (یعنی مکہ شریف کے پہاڑ دکھائی دینے لگے)۔ (جامع کرامات الاولیاء، حرف المیم، مسلم بن یسار، ۲/ ۳۸۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

زمین سمٹ جاتی ہے

حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن بن جعفر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر فرماتے ہیں: ”میں بصرہ میں پانچوں نمازیں مقامی مسجد میں پڑھا کرتا تھا جو ”مَسْجِدُ الخَشَّابِیْن (یعنی لکڑیاں بیچنے والوں کی مسجد“) کے نام سے معروف تھی اور اُس کے امام مغرِب سے تعلق رکھتے تھے، جن کو ابو سعید کہا جاتا تھا جو نیکی کے کاموں میں مشہور تھے اور مسجد میں نمازِ فجر کے بعد بیان کیا کرتے تھے۔ ایک سال میں حج کے لئے روانہ ہوا۔ وہ شدید گرمی کا سال تھا۔ عام طور پر رات کو میں اپنے رفقاء سے آگے نکل جاتا اور سو جاتا پھر میرے دوست مجھے آملتے، ایک رات اِسی طرح میں راستے سے ہَٹ کر سویا ہوا تھا کہ قافلہ آگے نکل گیا اور میرے دوستوں کو میری خبر تک نہ ہوئی، جب بیدار ہوا تو میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون سا راستہ ہے، میں نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عرض کی: ”اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں کہاں آگیا اور میں تو اپنے گھر سے بھی دور ہو گیا۔“ حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن بن جعفر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر فرماتے ہیں، بہر حال میں چلتا رہا یہاں تک کہ تھک گیا۔ گرمی بھی شدید تھی، میں زندگی سے مایوس ہو گیا اور ریت کے ٹیلے پر موت کا انتظار کرنے لگا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک شخص مجھے پکار رہا ہے، میں کھڑا ہوا، دیکھا تو وہ ہمارے امام مسجد حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید تھے۔ اُنہوں نے پوچھا: ”کیا آپ بھوکے ہیں؟ میں نے عرض کی: ”جی ہاں۔“ تو اُنہوں نے مجھے ایک گرما گرم روٹی دی، میں نے کھائی تو میری سانس بحال ہو گئی، مجھے پیاس لگی تو اُنہوں نے مجھے ایک چمڑے کا تھیلا دیا جس میں شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ

ٹھنڈا پانی تھا۔ میں نے پیا اور چہرے کو بھی دھویا تو میری تازگی اور راحت لوٹ آئی۔ پھر اُنہوں نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”میرے پیچھے چلو۔“ میں تھوڑی دیر تک آپ کے پیچھے چلا تو مکہ مکرمہ جا پہنچا۔ اُنہوں نے ارشاد فرمایا: ”یہیں ٹھہر جاؤ، تین دن بعد تمہارے دوست یہاں پہنچ جائیں گے۔“ پھر مجھے ایک روٹی دے کر چلے گئے میں نے اُس روٹی کا ایک ہی لقمہ کھایا تو سیر ہو گیا۔ میں نے وہ روٹی تین دن اپنے پاس رکھی یہاں تک کہ میرے رُفقاء آ گئے۔ جب میں نے عرفہ میں وقوف کیا تو حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کو ایک چٹان کے قریب دعا میں مشغول کھڑے ہوئے دیکھا۔ میں نے سلام عرض کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ”کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟“ میں نے عرض کی: ”دعا فرما دیں۔“ اُنہوں نے دعا کی پھر ہم پہاڑ سے اُتر آئے۔ اُس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے نظر نہ آئے۔ میں حج ادا کر کے بصرہ واپس آ گیا اور گھر میں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کے پیچھے مسجد میں صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام اور مصافحہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے ہاتھ کو دَبایا۔ میں سمجھ گیا کہ راز کو ظاہر نہیں کرنا۔ مسجد کا مؤذن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت خدمت کیا کرتا تھا، میں نے اُس سے ایّامِ حج میں مسجد سے حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی عدم موجودگی کے متعلق پوچھا تو اس نے قسم کھائی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچوں نمازیں اِسی مسجد میں ادا فرمائیں۔ تو میں نے جان لیا کہ یہ

بزرگ، انسانوں کے سردار ابدال میں سے ہیں۔"(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الثانی عشر من کلام الشیخ عزالدین، ص۷۹، داراحیاء التراث العربی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید بیک وقت اللہ عزوجل کی عطا سے حج پر بھی تھے اور مسجد میں پانچوں نمازوں کی امامت بھی فرمارہے تھے۔ اور یہ بات تو لازمی ہے کہ ان کی مسجد جہاں پر وہ امامت فرماتے تھے مکہ مکرمہ میں تو نہیں تھی لہذا حج کے دوران پانچ وقت نماز پڑھانے کے لئے جانا اور پھر واپس آنا اس میں کافی وقت درکار ہوتا ہے، لہٰذا ان کا جانا اور پھر واپس آنا یقینا یہ بات اُس وقت کے دور کے اعتبار سے بغیر کرامت کے محال ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے کہ جو وہ اپنے پیارے بندوں کو عطا کرتا ہے جیسا کہ ہمارے آقا، محبوبِ کبریا عزوجل وصلی اللہ تعالی علی والہ وسلم کو مالکِ ومولی عزوجل نے وہ طاقت و قدرت عطا فرمائی ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ ج 29، ص 281 میں شیخُ الاسلام، شہابُ الدین، امام احمد بن حجر المکی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم ایک وقت میں 70 ہزار جگہ تشریف فرما ہوسکتے ہیں"۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم بیک وقت 70 ہزار مقامات پر تشریف فرما ہوسکتے ہیں۔ تو اُن کی اُمت کے اولیاء، اُن کے غلام اُن کے صدقے میں ایک ہی وقت میں کئی جگہ تشریف فرماہوں تو عجب کیا۔ اور پھر ولیوں کے بھی شہنشاہ، گیارویں والے پیا، مشکل کشا و حاجت روا رضی اللہ تعالی عنہ کی کی کیا بات ہے جیسا کہ

ولیوں کے بھی شہنشاہ، گیارویں والے پیا، حضور سید عبد القادر جیلانی قدس النورانی کی کرامت مشہور ہے کہ آپ نے بیک وقت 70 مریدوں کے ہاں روزہ افطار فرمایا تھا۔

گئے اک وقت میں ستر مریدوں کے یہاں حضرت
سمجھ میں آنہیں سکتا معمّہ غوث اعظم کا

پیارے اسلامی بھائیو! یہ بات تو اس قادر مطلق کے ہاں کوئی مشکل نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں اپنی اس طاقت کے بارے میں ارشاد فرمایا چنانچہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پ ۱، البقرۃ: ۲۰) بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت سے ہمیں حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی دوسری کرامت بھی پتا چلی کہ آپ نے صرف خود ہی جلدی سفر نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے قافلے سے پیچھے رہ جانے والے حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن بن جعفر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر کو جلد تر مکہ مکرمہ پہنچا دیا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید کی جب حج سے واپسی ہوئی تو حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید نے حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن بن جعفر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر کو اپنی کرامت لوگوں کو بتانے سے منع کیا۔ اس واقعے سے ہمیں ایک بڑا پیارا مدنی پھول یہ بھی ملا کہ ہمارے اسلاف ہمارے اولیاء شہرت سے بہت زیادہ بچتے تھے اور حتی المقدور نیکیاں چھپاتے تھے لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی نیکیاں اخلاص کے ساتھ کریں اور جب نیک کر لیں تو پھر اس کو دوسروں کو بلا وجہ شرعی نہ بتائیں لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ اِن باکرامت اولیاء اور مخلصین کے صدقے ہمیں

اخلاص کی دولت نصیب فرمائے۔

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یاالٰہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیاء کرام اللہ کی عطا سے جہاں جانا چاہتے ہیں وہاں پہنچ جاتے ہیں جیسا کہ

جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 413 صفحات پر مشتمل مطبوعہ بنام ترجمہ ''عیون الحکایات''، حصہ دُوُم، ص 78 پر حضرتِ امام ابو الفَرَج، عبد الرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا عمر بن وَاصِل رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے منقول ہے، ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا سَہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا: ''اے ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں ایسے عظیم بزرگ بھی ہیں جن کی صبح ''بصرہ'' ہوتی ہے اور شام مکۂ مکرمہ (زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا) میں۔ کیا واقعی ایسا ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں، جو پہلو کے بل لیٹے ہوتے ہیں اور کروٹ بدلتے ہیں تو جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔'' پھر کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا: ''کیا ہم دیکھتے نہیں کہ بادشاہ اپنے وزیروں اور مُشیروں میں سے جسے زیادہ فرمانبردار، بہادر اور اچھی نیت والا دیکھتے ہیں اُسے اپنے خزانوں کی چابیاں دے دیتے ہیں اور اجازت دے دیتے ہیں کہ اُمورِ مملکت میں جو چاہے کرو، تم بااختیار ہو۔'' اسی طرح بندہ جب اپنے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہتا ہے، جن کاموں کا حکم دیا گیا اُنہیں بجالاتا ہے۔ جن سے منع کیا

گیا اُن سے باز رہتا ہے اور ہر اُس کام کو بخوشی کرتا ہے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے اپنا مُقَرَّب بنالیتا ہے۔(عیون الحکایات، الحکایۃ الثالثۃ والستون بعد المائتین من مواعظ سہل، ص۲۴۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ملاحظہ کیا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے فنا کر دیا جب انہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کے لئے فنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ایسے انعامات سے نوازا کہ رہتی دنیا تک ان کا نام باقی رہے گا۔

بغداد یہاں سے کتنا دور ہے؟

علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی علیہ رحمۃ اللہ الوالین لکھتے ہیں: ایک صاحبِ علم و فضل بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک سوداگر تھا جو اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں بدکلامی کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے اسی شخص کو اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صُحبت میں دیکھا اور کسی نے مجھے بتایا کہ اس نے اپنی ساری دولت انہیں پر لُٹا دِی ہے۔ میں نے اس سوداگر سے اِس تبدیلی کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا: "میں غَلَطی پر تھا اور اس کا اِحساس مجھے اِس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ جمعہ کی نَماز کے بعد میں نے حضرتِ سیِّدُنا بِشر حافِی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کو دیکھا کہ بَہُت جلدی میں مسجِد سے نکل رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ دیکھو تو سہی یہ شخص بڑا صُوفی کہلاتا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں رُکنے کو تیّار نہیں۔ میں نے سب کچھ چھوڑا اور اپنے دِل میں کہا: دیکھوں تو سہی کہ یہ کہاں جاتے ہیں؟ اور ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ انہوں نے

بازار جا کر نان بائی سے نرم نرم روٹیاں خریدیں، میں نے سوچا صُوفی صاحب کو دیکھئے نرم نرم روٹیاں لے رہے ہیں، اس کے بعد آپ نے کباب والے سے ایک دِرہم کے کباب خریدے۔ یہ دیکھ کر میرا غصہ اور فُزوں ہوا۔ وہاں سے وہ حلوائی کی دُکان پر پہنچے اور ایک دِرہم کا فالُودہ لیا۔ میں نے دِل میں ٹھان لی کہ انہیں خریدنے دو، جب یہ اسے کھانے بیٹھیں گے تو میں اِن کا مزہ کِرکرا کروں گا۔ سب چیزیں خریدنے کے بعد انہوں نے جنگل کی راہ لی۔ میں نے سوچا انہیں بیٹھ کر کھانے کے لئے شاید سبزہ زار اور پانی کی تلاش ہے چُنانچہ میں ان کے پیچھے لگا رہا حتی کہ عَصر کے وقت آپ ایک گاؤں کی مسجِد میں پہنچے، جہاں ایک بیمار آدمی موجود تھا۔ آپ اس کے سرہانے بیٹھ کر اسے کھانا کھلانے لگے ۔ میں تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے چلا گیا اور گاؤں کی سیر کو نکل گیا۔ جب میں واپس لوٹا تو حضرت بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الھادی وہاں نہیں تھے۔ میں نے اس بیمار سے آپ علیہ رحمۃ اللہ الھادی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ بغداد چلے گئے۔ میں نے پوچھا: "بغداد یہاں سے کتنی دور ہے ؟" اس نے بتایا: "۴۰ فرسخ۔" "میری زبان سے نکلا: "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔" مجھے اپنے کئے پر بَہُت پچھتاوا ہوا۔ میرے پلے اتنے پیسے نہ تھے کہ سواری پر جاؤں اور نہ جسم میں اتنی سکت کہ پیدل جا پہنچوں۔ اس بیمار نے مشورہ دیا کہ حضرت بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کے آنے تک یہیں رہو۔" چنانچہ میں دوسرے جمعہ تک وہیں رکا رہا۔ اگلے جمعۃ المبارک حضرت بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کھانا لے کر پھر سے بیمار کے پاس پہنچے۔ جب آپ اسے کھانا کھلا چکے تو اس نے کہا: "اے ابو نصر! یہ شخص گزشتہ جمعہ آپ کے پیچھے

یہاں آیا تھا اور ہفتہ بھر سے یہیں پڑا ہوا ہے اسے واپس پہنچا دیجئے۔" حضرت بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے جلال سے میری طرف دیکھا اور پوچھا: "میرے ساتھ کیوں آئے تھے؟" میں نے کہا: "مجھ سے غلطی ہوگئی۔" فرمایا: "میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔" میں ان کے پیچھے چلتا رہا حتی کہ مغرب کے وقت ہم شہر کے قریب جا پہنچے۔ انہوں نے میرے محلے کے بارے میں پوچھا اور میرے بتانے کے بعد فرمانے لگے: "جاؤ اور دوبارہ ایسا نہ کرنا۔" میں نے اسی وقت سے اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگوئی سے توبہ کرلی اور ان کی صحبت اِختیار کرلی اور اب اسی پر قائم رہوں گا، ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ۔ (روض الریاحین، الحکایۃ السابعۃ والثلاثون بعد المئتین، ص ۲۰۳، المکتبۃ التوقیفیہ)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! ملاحظہ کیا آپ نے کہ اولیاء کرام رحمہم اللہ سے بُغض وعَداوَت رکھنے اور اُن کے بارے میں بدگُمانی کرکے ٹوہ میں پڑنے والے کو کتنی شرمندگی اُٹھانا پڑی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اولیاء سے حُسنِ عقیدت قائم رکھنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم۔ آیئے اب بدگمانی کے بارے میں کچھ پڑھتے ہیں کیونکہ جب تک ہمیں بدگمانی کے بارے میں پتا ہی نہیں ہوگا ہم اس سے کس طرح بچ سکیں گے چنانچہ

گُمان کی اَقسام

بُنیادی طور پر گُمان (ظن) کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حُسنِ ظن (یعنی اچھا گُمان)

(۲) سوئے ظن (یعنی بُرا گُمان، اسے بدگُمانی بھی کہتے ہیں۔)

کثرتِ گُمان کی مُمانَعَت

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قراٰن پاک میں اِرشاد فرمایا:یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ۲۶،الحجرٰت:۱۲)ترجمہ کنزالایمان:اے ایمان والو!بَہُت گُمانوں سے بچو بیشک کوئی گُمان گناہ ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ **عبداللہ ابو عُمَر بن محمد شیرازی بَیضاوی** علیہ رحمۃ اللہ الھادی کثرتِ گُمان سے مُمانَعَت کی حِکمت بیان کرتے ہوئے **تفسیر بیضاوی** میں لکھتے ہیں:"تاکہ مسلمان ہر گُمان کے بارے میں مُحتَاط ہو جائے اور غور و فِکْر کرے کہ یہ گُمان کس قبیل سے ہے۔ (تفسیر بیضاوی،پ۲۶،الحجرٰت،تحت الآیۃ:۵،۱۲/۲۱۸)اس آیت کریمہ میں بعض گُمانوں کو گناہ قرار دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے اِمام **فخرُالدین رازِی** علیہ رحمۃ اللہ الھادی لکھتے ہیں:"کیونکہ کسی شخص کا کام دیکھنے میں تو بُرا لگتا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ کرنے والا اسے بھول کر کر رہا ہو یا دیکھنے والا ہی غَلَطی پر ہو۔"(التفسیر الکبیر،پ۲۶،الحجرٰت تحت الآیۃ:۱۲،۱۰/۱۱۰،داراحیاء التراث العربی بیروت)

"حکم" کے تین حُرُوف کے نِسبت سے بد گُمانی سے بچنے کے 3 فرامین

(۱)نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم،رسول اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:"بد گُمانی سے بچو بے شک بد گُمانی بدترین جھوٹ ہے۔"

(صحیح البخاری،کتاب النکاح،باب مایخطب علی خطبۃ اخیہ،ص،الحدیث:۵۱۴۳دار المعرفۃ بیروت)

(۲) ارشاد فرمایا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم :"مسلمان کا خون ،مال اور اس سے بد گُمانی(دوسرے مسلمان پر)حرام ہے۔"(شعب الایمان،باب فی تحریم اعراض الناس، ۵/۲۹۷،الحدیث:۶۷۰۶ملتقطا،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۳)حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے:جس نے اپنے مسلمان بھائی سے بُرا گُمان رکھا،بے شک اس نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے برا گُمان رکھا۔"(الدر المنثور،پ۲۶،الحجرٰت تحت الآیۃ:۱۳،۱۲/۵۶۵،مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیۃ)

بد گُمانی پر حکمِ شرعی کب لگے گا؟

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! کسی شخص کے دِل میں کسی کے بارے میں بُرا گُمان آتے ہی اسے گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دِل میں بُرا خیال آجانے کی بنا پر سزا کا حقدار ٹھہرانے کا مطلب کسی اِنسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے،اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

ترجمہ کنز الایمان:اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔(پ۲،البقرۃ:۲۸۶)

بد گُمانی کے حرام ہونے کی دو صُورتیں

(۱)جب اِنسان اس بد گُمانی کو دِل پر جمالے(یعنی اس کا یقین کرلے)

(۲)اِس کو زبان پر لے آئے یا اِس کے تقاضے پر عمل کرلے۔

(۱)بد گُمانی کو دِل پر جمالینا

شارح بخاری **علامہ بدرُالدین محمود بن احمد عینی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں:گُمان وہ

حرام ہے جس پر گُمان کرنے والا مُصِر ہو (یعنی اصرار کرے) اور اسے اپنے دِل پر جمالے نہ کہ وہ گُمان جو دِل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔(عمدۃ القاری، الحدیث ۹۶ ج ۱۴، ص ۹۶،) حجۃ الاِسلام **اِمام محمد غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: (مسلمان سے) بدگُمانی بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح زبان سے برائی کرنا حرام ہے۔ لیکن بدگُمانی سے مُراد یہ ہے کہ دِل میں کسی کے بارے میں برا یقین کرلیا جائے، رہے دِل میں پیدا ہونے والے خدشات و وَسُوَسے تو وہ معاف ہیں بلکہ شک بھی معاف ہے۔(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبۃ بالقلب، ۳/۱۸۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت)" مزید لکھتے ہیں: "بدگُمانی کے پختہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ مظنون کے بارے میں تمہاری قَلبی کَیفِیَّت تبدیل ہو جائے، تمہیں اُس سے نفرت محسوس ہونے لگے، تم اُس کو بوجھ سمجھو، اس کی عزت واِکرام اور اس کے لئے فِکْر مند ہونے کے بارے میں سُستی کرنے لگو۔(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبۃ بالقلب، ۳/۱۸۶، دار الکتب العلمیۃ بیروت) نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب تم کوئی بدگُمانی کرو تو اس پر جمے نہ رہو۔ یعنی اسے اپنے دِل میں جگہ نہ دو، نہ کسی عمل کے ذریعے اس کا اِظہار کرو اور نہ اَعضاء کے ذریعے اس بدگُمانی کو پُختہ کرو۔(جامع الاحادیث للسیوطی، قسم الاقوال، ۱/۲۳۷، الحدیث: ۱۵۷۷، دار الفکر بیروت) مثلاً شیطان نے کسی اِسلامی بھائی کے دِل میں کسی نیک شخص کے بارے میں رِیاکاری کا گُمان ڈالا تو اس اِسلامی بھائی نے اس گُمان کو فوراً جھٹک دیا اور اس مسلمان کے بارے میں مُخْلِص ہونے کا حسنِ ظن قائم کرلیا تو اب اس کی گرِفْت نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ گنہگار ہوگا۔ اِس کے برعکس اگر دِل میں بدگُمانی

آنے کے بعد اُس کو نہ جُھٹلایا اور وہ بد گُمانی اس کے دِل میں قَرار پکڑے رہی حتی کہ یقین کے دَرَجے پر پہنچ گئی کہ فُلاں شخص ریاکار ہی ہے تو اب بد گُمانی کرنے والا گناہ گار ہو گا چاہے اس بارے میں زبان سے کچھ نہ بولے۔

(۲) بد گمانی کو زبان پر لے آنا

علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: شک یا وہم کی بناء پر مؤمنین سے بد گُمانی حرام ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الرابع والعشرون، من اخلاق السیئین المذمومۃ سوء الظن، ۲/ ۸، مکتبۃ النوریۃ الرضویہ لائلپور) علامہ سیّد محمود آلُوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: جب بد گُمانی غیر اِختیاری ہو تو جس چیز کی مُمانَعَت ہے، وہ اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرنا ہے یعنی مظنون (یعنی جس کے بارے میں دِل میں گُمان آئے) کو حقیر جاننا یا اس کی عیب گوئی کرنا یا اس بد گُمانی کو بیان کر دینا۔(روح المعانی، پ۲۶، الحجرٰت: تحت الآیۃ ۱۲، ۲۶/ ۱۵۶، داراحیاء التراث العربی بیروت) مثلاً آپ کی دعوت میں نہ پہنچنے والے اِسلامی بھائی نے ملاقات ہونے پر اپنا کوئی عُذر پیش کیا مگر آپ کے دِل میں شیطان نے وَسْوَسہ ڈالا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور آپ نے اس گُمان کی پیروی کرتے ہوئے فوراً بول دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو ایسی بد گمانی حرام ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ کے اپنے اولیاء پر انعامات میں سے ایک یہ بھی انعام ہے کہ وہ گناہوں اور ناپسندیدہ باتوں سے بچالیتا ہے۔ لہذا ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی گناہوں اور ناپسندیدہ باتوں سے بچتے رہنے کی کوشش کریں اور اللہ سے اس کے پیارے بندوں کے وسیلے سے اس بارے میں مدد مانگتے رہیں۔ آیئے اب مزید ان

اولیاء کے بارے ملاحظہ فرماتے ہیں کہ جن پر انعام خداوندی تھا اور ان کے لئے زمین سمٹ جاتی تھی چنانچہ

مختصر وقت میں دور دراز کی سیر

شیخ صالح ابو عبد اللہ محمد بلخی فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں مجاور تھا۔ایک دن میں چاشت کے وقت مقام ابراہیم میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری تشریف لائے ۔آپ کے ساتھ چار آدمی اور بھی تھے ۔انہوں نے چند رکعت ادا کیں ۔پھر طواف کے ساتھ سات چکر لگائے پھر باب بنی شیبہ سے باہر نکل آئے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ان میں سے ایک نے مجھے واپس جانے کو کہا ۔شیخ موصوف نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو آنے دو۔پھر رُک گئے اور پانچ صفیں بنائیں یعنی سب سے آگے شیخ موصوف ان کے پیچھے دوسرا، تیسرا، چوتھا اور سب سے آخر میں میں کھڑا ہو گیا۔ شیخ نے ہر ایک کو حکم دیا کہ وہ چلتے وقت اپنا قدم اس جگہ رکھے جہاں اس سے اگلے شخص کا پڑا تھا۔یوں ہم چاروں شیخ موصوف کے پیچھے پیچھے چل پڑے ۔زمین ہمارے پاؤں میں سکڑتی جا رہی تھی تھوڑے ہی عرصہ بعد ہم مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں پہنچ گئے ۔سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا روضہ مبارک دیکھ کر ہم سب خوش ہوئے ۔یہاں ہم نے ظہر کی نماز ادا کی ۔پھر یہاں سے چل پڑے جیسا کہ ہمیں ہدایت کی گئی تھی کچھ دیر بعد ہم بیت المقدس میں تھے ۔یہاں ہم نے عصر کی نماز ادا کی۔پھر اسی طرح آگے چل پڑے ۔تھوڑے سے عرصہ بعد ہم یاجوج ماجوج کی سدّ (دیوار) کے پاس آگئے یہاں ہم نے نماز مغرب ادا

کی۔ پھر آگے چل دیے چند ساعتوں کے بعد قاف پہاڑ میں آگئے یہاں عشاء کی نماز ادا کی اور پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ گئے۔ ہم شیخ موصوف کے ارد گرد بیٹھے تھے اور شیخ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے وہاں آپ کے پاس پہاڑ کے اطراف سے کچھ مرد حاضر ہوئے۔ ہم آپ کے ارد گرد تھے اور آپ ہیبت ناک شیر کی طرح نظر آرہے تھے۔ آنے والے مردوں کی نورانیت نے سورج اور چاند کو مات کر دیا تھا۔ انہوں نے سلام کیا اور شیخ موصوف کے سامنے ادب و احترام کے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر کچھ اور لوگ آسمان سے ہوا میں اڑتے ہوئے ارتے۔ وہ کوند بجلی کی طرح تھے انہوں نے شیخ موصوف کو گھیرے میں لے لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگے ان میں سے بعض کی آواز بجلی کی کڑک جیسی تھی بعض کے آنسو بہہ رہے تھے اور بعض چیخے اور ہوا میں ادھر اُدھر دوڑتے تھے حتی کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے۔ پہاڑ قریب تھا کہ ہمارے نیچے سے کانپ اُٹھتا، ہم وہاں فجر تک رہے۔ نماز سے فارغ ہو کر شیخ موصوف پہاڑ کی دوسری طرف اترے ہم بھی ساتھ تھے۔ وہاں زمین دیکھی جو بہت زیادہ سفید مفید اور بکثرت انوار و تجلیات والی ہے اور لطیف و نرم ہے ہمیں اس کا کنارہ نظر نہ آیا۔ شیخ اس باغ کے کنارے میں تسبیح میں مشغول ہو گئے آپ اسی کیفیت میں تھے حتی کہ چاشت کا وقت ہو گیا پھر واپس اسی جگہ ہم آگئے جہاں سے گئے تھے اور پھر تھوڑے سے عرصہ بعد ہم ایک ایسے شہر میں آگئے جو سونے چاندی سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اس میں درخت باہم معانقہ کر رہے تھے اور برابر نہریں بہہ رہی تھیں اور پکے ہوئے تازہ پھل تھے بہت سے میوہ جات تھے ہم وہاں گئے اور کھایا پیا ہم میں سے ہر ایک کو حکم

دیا گیا کہ ایک ایک سیب لے لو پھر ہم سے ہر ایک کو ایک ایک سیب مل گیا مگر اس ساتھی کو نہ ملا جس نے مجھے واپس جانے کو کہا تھا اس کو ہمت نہ ہوئی پھر شیخ موصوف نے اسے فرمایا: دراصل یہ تیری بے ادبی اور اس کے دل توڑنے کی وجہ سے ہوا ہے ۔ پھر شیخ نے فرمایا: یہ اولیاء کا شہر ہے اس میں صرف ولی ہی داخل ہو سکتا ہے پھر ہمیں لے کر چل پڑے حتی کہ ہم مکہ مکرمہ آگئے یہاں ہم نے ظہر کی نماز ادا کی اور مجھ سے عہد لیا کہ ان کی زندگی میں اس بات کا میں کسی سے ذکر نہ کروں گا اور پھر وہ غائب ہو گئے۔(جامع کرامات الاولیاء، حرف القاف، ابوالقاسم بن عبداللہ البصری، ۲/ ۳٦۱، ملخصا دارالکتب العلمیۃ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری کے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور اس حکایت سے ہمیں ایک اور بات بھی معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے بندوں کے لئے زمین کے سمٹ جانے کا انعام رکھا ہے وہیں پر انہیں ہوا میں اڑنے کی طاقت بھی عطا فرمائی ہے۔ آیئے اب ہم کچھ ایسے اولیاء کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہوا میں اڑنے کی طاقت عطا فرمائی ہے چنانچہ علامہ یوسف نبہانی اپنی کتاب جامع کرامات الاولیاء چند ایسے اولیاء کا ذکر فرماتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہوا میں اڑنے کی طاقت عطا کی تھی آیئے ان اولیاء کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

ولی کے تین حروف کی نسبت سے تین اڑنے والے اولیاء کا تذکرہ

(۱) حضرت ابو عبد اللہ الحسین بن ابی بکر بن الحسین السوری بہت بڑے فقیہ، عالم اور صالح تھے۔ صاحب فضیلت و کرامات تھے جناب عمر بن علی السوری سے مروی ہے آپ نے فرمایا: اس دوران کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے یعنی میں اور فقیہ حسین اور شریف محمد بن عنیف۔ فقیہ حسین بولے اے شریف! تم صالحین کی کرامات کی تصدیق کرتے ہو؟ شریف بولے "کون سی کرامات ہیں؟" فقیہ حسین نے کہا کہ بعض صالحین وہ ہیں کہ جو ہوا میں اڑتے ہیں اور جا کر عرفات میں وقوف کرتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ایک ہی قدم میں یہ مسافت طہ کر لیتے ہیں۔ یہ درجہ اڑ کر جانے والے سے اعلیٰ وارفع ہے اور کچھ بزرگ ایسے ہیں جو کسی جگہ جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو اسی وقت اس جگہ موجود ہوتے ہیں جہاں کا ارادہ کیا ہوتا ہے۔ اور یہ مقام ایک ہی قدم میں دور دراز کی مسافت طے کرنے سے بلند و بالا ہے اور ان حضرات میں سے بعض وہ ہیں کہ جن کے لئے اللہ تعالیٰ تمام زمین سکیڑ دیتا ہے اور وہ ان کے سامنے آجاتی ہے یہ درجہ پہلے تمام درجات سے اعلیٰ ہے۔ یہ سن کر جناب شریف بولے۔ "شافعی المسلاک حضرات میں سے ان کی آپ کے سوا کوئی اور تصدیق نہیں کرے گا اس پر جناب فقیہ بولے میں اس شخص کی گواہی دیتا ہوں جو اس حالت پر ہے۔ اس پر جناب شریف بولے "میں اسے تب قبول کروں گا کہ اس حالت و مقام والے آپ ہوں" جناب فقیہ بولے "بعض علماء سے پوچھا گیا: کہ قبیح جھوٹ کونسا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا" وہ یہ کہ آدمی خود اپنی تعریف کرے۔ (جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص ۳۷، دار الکتب العلمیہ)

ہوا میں رقص

(2) ایک بزرگ پانچ فقراء کے ہمراہ ایک دیہات میں گئے ان لوگوں کے ساتھ ایک قوال (بغیر ساز کے پڑھنے والا) بھی تھا۔ فقیروں میں سے ایک "صاحب وجد" بھی تھا۔ ہر وقت قوال سے کچھ سنانے کی فرمائش کرتا اور قوال جب کوئی کلام سناتا تو اسے حال آجاتا۔ بزرگ نے اس فقیر کو سرزنش کی کہ آخر یہ کیسا وجد ہے؟ فقیر یہ سن کر چپ رہا۔ بزرگ فرماتے ہیں "کچھ دیر بعد میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ ہی فقیر ہوا میں رقص کر رہا تھا۔ میں اس کی طرف دوڑ کر گیا کہ اس سے معافی مانگوں مگر وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور اس کے نہ ملنے کا اب تک مجھے افسوس ہے۔ (روض الریاحین، ص ٢٢٦، المکتبۃ التوقیفیہ)

ہوا پر سواری

(3) حضرت ابو عمران واسطی فرماتے ہیں کہ جہاز ٹوٹ گیا اور میں اپنی بیوی سمیت ایک تختے پر رہ گیا اس حالت میں میری بیوی نے بچی کو جنم دیا وہ پھر چلانے لگی کہ میں پیاس سے مر رہی ہوں میں نے کہا مولا کریم ہمارا حال دیکھ رہے ہیں میں نے سر اوپر اٹھایا تو فضا میں ایک شخص کو بیٹھے پایا اس کے ہاتھ میں سنہری زنجیر تھی اور اس کے ساتھ سرخ یاقوت کا کوزہ بندھا ہوا تھا اس نے کہا لو دونوں پی لو، میں نے کوزہ پکڑا اور اس سے پانی پیا۔ وہ پانی کیا تھا کستوری سے زیادہ خوشبو دار، برف سے بڑھ کر ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے پوچھا "اللہ کریم آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں"؟ اس نے کہا آپ کے آقا جل مجدہ کا غلام ہوں۔ میں نے پوچھا کس سبب سے آپ اس مرتبہ پر پہنچے ہیں؟ جواب میں فرمایا میں نے اپنی خواہش رضائے الٰہی کے لئے چھوڑ دی

ہے تو اس ذات بے مثل نے مجھے ہوا پر سوار کر دیا ہے۔ پھر وہ غائب ہو گیا اور مجھے نظر نہ آیا۔ (جامع کرامات الاولیاء، حرف الالف، ج ۲، ص ۳۸۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ کس طرح حضرت ابو عمران واسطی کی اور ان کی بیوی کو اللہ تعالیٰ نے پانی دے مدد کی اور اس ولی کو اپنی خواہشات ترک کرنے پر ہوا میں قدرت عطا کی۔ یقیناً جو اپنی خواہشات کو اللہ کی رضا کے لئے ترک کر دیتا ہے تو اللہ اس کو بہت سے انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنی خواہشات کو اللہ کی رضا کے لئے ترک کر دیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس وجہ سے ہمیں اپنے محبوب بندوں میں شمار کر لے اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کو اپنے لطف و عنائت سے نوازتا ہے جیسا کہ زمین کا سمیٹ دیا جانا بھی اس کا ایک انعام ہے جو اس نے اپنے پیارے بندوں پر کیا ہے آیئے اب مزید زمین کے سمٹ جانے کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

شہر کے درمیان پانچ دن کی مسافت تھی

حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے اپنے ایک رومیُ النسل دوست سے اِسلام لانے کا سبب پوچھا تو اُس نے بیان کرنے سے انکار کر دیا۔ جب میں نے اصرار کیا تو اُس نے بتایا کہ ہمارے ملک پر مسلمانوں کا لشکر حملہ آور ہوا، انہوں نے چند سال تک ہمارا محاصرہ کئے رکھا۔ آخر کار ہم نے باہر نکل کر ان سے جنگ کی، ہمارے کچھ لوگ قتل ہوئے اور کچھ اُن کے۔ ہم نے اُن کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ایک کو قیدی بنالیا۔ اور میں نے اکیلے دس مسلمانوں کو گھر میں

قید کر لیا۔ روم میں میرا بہت بڑا گھر تھا لہٰذا میں نے اِن سب کو اپنے خادمین کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے ان کو بیڑیوں میں باندھ کر خچروں پر سامان لادنے کے کام پر لگا دیا۔ ایک دن میں نے ان قیدیوں پر مقرر ایک خادم کو دیکھا کہ اس نے ایک قیدی سے کچھ لیا اور اس کو نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دیا، میں نے اس خادم کو پکڑ کر مارا اور پوچھا: ”بتاؤ! تم اِس قیدی سے کیا لیتے ہو؟“ تو اس نے بتایا: ”یہ ہر نماز کے وقت مجھے ایک دینار دیتا ہے اور میں اسے نماز پڑھنے کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔“ میں نے اس سے پوچھا: ”کیا اس کے پاس دینار ہیں؟ تو اس خادم نے بتایا: ”نہیں، مگر جب یہ نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مارتا ہے اور اس سے ایک دینار نکال کر مجھے دے دیتا ہے۔“ مجھے شوق ہوا کہ میں اس کی حقیقت جانوں۔ لہٰذا جب دوسرا دن ہوا تو میں اس نگران کے کپڑے پہن کر اس کی جگہ کھڑا ہو گیا اور اسے کہا: ”تم جاؤ! آج اس کی نگرانی میں خود کروں گا تاکہ اس بات کی حقیقت جانوں جو تم نے مجھے بتائی تھی۔“ جب ظہر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے اشارہ کیا کہ مجھے نماز پڑھنے دے تو میں تجھے ایک دینار دوں گا۔“ میں نے کہا: ”میں دو دینار سے کم نہیں لوں گا۔“ اس نے کہا: ”ٹھیک ہے۔“ میں نے اسے چھوڑ دیا، اس نے نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور وہاں سے نئے دو دینار نکال کر مجھے دے دیئے۔ جب عصر کا وقت ہوا تو اس نے مجھے پہلی مرتبہ کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے اسے اشارہ کیا کہ ”میں پانچ دینار سے کم نہیں لوں گا۔“ اس نے مان لیا۔ پھر جب مغرب کا وقت ہوا تو حسبِ معمول مجھے اشارہ کیا تو میں نے کہا: ”میں دس دینار سے کم

نہیں لوں گا۔'' اس نے میری بات مان لی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوا تو زمین سے دس دینار نکال کر مجھے دے دیئے اور پھر جب عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو حسبِ عادت اس نے مجھے اشارہ کیا، میں نے کہا: ''میں بیس دینار سے کم نہیں لوں گا۔'' پھر بھی اس نے میری بات تسلیم کرلی اور نماز سے فراغت پا کر اس نے زمین سے بیس دینار نکالے اور مجھے تھما کر کہنے لگا: ''جو مانگنا ہے مانگو! میرا مولیٰ عَزَّوَجَلَّ بہت غنی اور کریم ہے، میں اس سے جو مانگوں گا وہ بخل نہیں کرے گا۔'' میں نے وہ رات رو کر گزاری، اس کا یہ معاملہ دیکھ کر مجھے بڑا دھچکا لگا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی ہے، مجھ پر اس کا رعب طاری ہو گیا اور میں نے اس کو زنجیروں سے آزاد کر دیا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے اسے بلا کر اس کی تعظیم و تکریم کی، اسے اپنا پسندیدہ نیا لباس پہنایا۔ میں نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو ہمارے شہر میں عزت والے مکان یا محل میں رہے اور اس کی انتہائی تعظیم و تکریم کی جائے گی اور چاہے تو اپنے شہر چلا جائے۔ اس نے اپنے شہر جانا پسند کیا۔ لہٰذا میں نے ایک خچر منگوایا اور زادِ راہ دے کر اسے خچر پر خود سوار کیا۔ اس نے مجھے دُعا دی: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے پسندیدہ دین پر تیرا خاتمہ فرمائے۔'' اس کا یہ جملہ مکمل نہ ہوا تھا کہ میرے دل میں دینِ اسلام گھر کر گیا پھر میں نے اس کے ساتھ اپنے دس غلام اور خادم بھیجے۔ انہیں حکم دیا کہ وہ سب اس کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کریں اور اِسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہونے دیں اور یہ کہ وہ لوگ اس کے حکم کی اطاعت کریں، اور وہی کریں جو یہ پسند کرے اور اس کی مخالفت بالکل نہ کریں۔ پھر اس کو ایک دوات اور کاغذ دیا اور ایک نشانی مقرر کرلی کہ جب وہ

اپنے مقام پر محفوظ پہنچ جائے تو وہ نشانی لکھ کر میری طرف بھیج دے۔ ہمارے اور اس کے شہر کے درمیان پانچ دن کی مسافت تھی۔ جب چھٹا دن آیا تو میرے خُدَّام میرے پاس آئے، ان کے پاس رقعہ بھی تھا جس میں اس کا خط اور وہ علامت بھی تھی۔ میں نے اپنے غلاموں سے جلدی پہنچنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم اس کے ساتھ یہاں سے نکلے تو ہم کسی تھکاوٹ اور مشقت کے بغیر ایک گھڑی کے اندر اندر وہاں پہنچ گئے لیکن واپسی پر وہی سفر تھکاوٹ اور تکلیف کے ساتھ پانچ دنوں میں طے ہوا۔ ان کی یہ بات سنتے ہی میں نے اسی وقت پڑھا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ دِیْنَ الْاِسْلَامِ حَقٌّ۔'' پھر میں روم سے نکل کر مسلمانوں کے شہر آ گیا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الخامس عشر فی مناقب الاولیائ، ص ۹۵ دار احیاء التراث العربی بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس حکایت میں اللہ کے اولیاء میں سے ایک ولی کی کئی کرامات کا بیان ہے پہلی کرامت یہ کہ وہ ولی اللہ زمین پر ہاتھ مار کر دینار نکال لیا کرتے تھے۔ دوسری کرامت یہ کہ ان کی دعا کی برکت سے عیسائی شخص کے دل میں پہلے اسلام کی مٹھاس و حلاوت آئی اور پھر اُسے قبولِ اسلام کی توفیق ملی۔ تیسری اور ہمارے بیان کے مطابق کرامت یہ کہ اللہ عزوجل کے ولی نے 5 دن کا سفر آناً فاناً نہ صرف خود طے کیا بلکہ اپنے ساتھ کے 10 افراد کو بھی طے کروایا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے ہمیں یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ کے اولیاء وہ ہوتے ہیں کہ جتنی بھی آزمائش آجائے سخت امتحان میں مبتلا ہوں یہ لوگ فرائض و واجبات

کا لحاظ کرتے ہیں نماز روزے کے اس قدر پابند ہوتے ہیں کہ قید و بند میں بھی نماز ترک نہیں فرماتے۔ اس سے ایک یہ بات بھی پتہ چلی کہ جب دین اسلام کی عزت و توقیر کرنے سے ایک غیر مسلم کو برکات حاصل ہو سکتی ہیں تو پھر ایک مسلمان کیوں کر محروم رہ سکتا ہے۔ لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی دین اسلام کا ادب کریں اور اس کے احکامات کو مانیں اور دین اسلام کے ساتھ خیر خواہی کریں جیسا کہ رسول محتشم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: الدین النصیحة، قلنا: لمن یا رسول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قال صلی الله علیه واله وسلم لِلّٰہِ و لکتابه ولرسوله و لأئمة المسلمین وعامتهم یعنی دین خیر خواہی ہے۔ صحابہ نے عرض کی کس کے لئے؟ ارشاد فرمایا: اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے، مسلمانوں کے اماموں کے لئے، اور عام مسلمانوں کے لئے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب، بیان ان الدین النصیحة، ص ۴۴، الحدیث: ۹۵، دار الکتب العلمیة بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امام محی الدین ابو زکریا یحیٰ بن یحیٰ شرف نووی اپنی تالیف شرح الاربعین النوویہ میں مندرجہ بالا حدیث تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ دین اللہ کے لئے خیر خواہی ہے اس کا مطلب یہ کہ کہ ایمان کو اللہ کی طرف پھیرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، اور اللہ تعالیٰ کو تمام قسم کے نقائص سے پاک جاننا، اس کی فرمانبرداری کرنا اور اس کی معصیّت سے بچنا اور اسی کے لئے محبت کرنا اور اسی کے لئے غصہ کرنا۔ اور اللہ کی کتاب کے لئے دین خیر خواہی ہے اس مطلب ہے کہ قرآن پاک پر ایمان رکھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور اس نے اس کو نازل فرمایا ہے، اور

لوگوں کے کلام میں سے اس میں کچھ بھی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایک بھی اسی کی مثل لانے پر قادر ہے، اور اسی تعظیم کرنا اور جس طرح اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے اس طرح اس کی تلاوت کرنا، قرآن پاک کے احکام کو ماننا، اور اس کی نصیحتوں سے عبرت حاصل کرنا۔ اور اللہ کے رسول کے لئے خیر خواہی کے تحت لکھتے ہیں کہ آپ کی رسالت کی تصدیق کرنا، آپ کے اوامر کی اطاعت کرنا، اور آپ کی منہیات سے بچنا، آپ کی سنت اور طریقے کو زندہ کرنا، آپ کی دعوت اور سنت کو پھیلانا وغیرہ وغیرہ۔ (شرح الاربعین النوویۃ، تحت الحدیث السابع، ص۴۹، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی وہ ہی کام کریں کہ جس کی وجہ سے ہماری اور ہمارے دین کی بہتری ہو۔ اور اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اس کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہو جائیں گے آیئے مزید اللہ کے پسندیدہ بندوں کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

پیدل ایک رات میں مکہ سے مدینہ

مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے کسی عجمی بزرگ کو دیکھا جو مدینے سے رخصت ہو رہے تھے، اُس شخص نے اُن کے پیچھے چلنا شروع کر دیا، عجمی بزرگ نے مسجد ذوالحلیفہ میں جاکر نماز پڑھی اور تلبیہ کہا، تو اُس شخص نے بھی ویسا ہی کیا اور اُن کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ عجمی بزرگ: آخر تم کیا چاہتے ہو؟ وہ شخص کہنے لگا! میں آپ کی ہمراہی چاہتا ہوں۔ عجمی بزرگ: میں معذرت خواہ ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا! اگر مجھے اپنی صحبتِ بابرکت سے نوازیں تو بڑا کرم

ہو گا۔ عجمی بزرگ: اگر سچ مچ ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ کچھ دیر اُن دونوں کا سفر جاری رہا۔ اُس شخص کو اُن راستوں کی پہچان نہ ہو سکی، رات کچھ گزری تو چراغوں کی روشنی نظر آئی، عجمی بزرگ نے کہا یہ مسجد عائشہ ہے تم آگے بڑھو گے یا میں آگے چلوں۔ اُس شخص نے کہا آپ جو پسند فرمائیں۔ عجمی بزرگ پہلے اور وہ شخص اُن کے بعد مسجد میں پہنچا، وہ شخص وہاں سو رہا، صبح ہوئی تو مکہ مکرمہ میں طواف وسعی کر کے اُس زمانے کے عظیم بزرگ شیخ ابو بکر کتانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے پاس حاضر ہوئے، شیخ اس وقت دیگر مشائخ کی جھرمٹ میں تشریف فرما تھے، انہیں دیکھا تو سلام وکلام کے بعد اُنہوں نے پوچھا۔ مدینہ منورہ سے کب آئے؟ اُس شخص نے عرض کیا، رات کو، شیخ کتانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے دریافت فرمایا کہ وہاں سے کب چلے تھے؟ عرض کیا: گزشتہ شب (اِس کے بعد اُس شخص نے سارا واقعہ ذکر کیا تو سب لوگ تعجب سے دیکھتے رہ گئے) یہ حضرت ابو جعفر دامغانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی تھے، اِس کے بعد شیخ کتانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ حضرت ابو جعفر دامغانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو تلاش کرو اور اُس شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میرے عزیز! تمہارے احوال تو ایسے نہیں ہیں کہ تم ایک رات میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ پہنچ جاؤ۔ بتاؤ حضرت ابو جعفر دامغانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے ہمراہ چلتے ہوئے زمین تمہارے قدموں تلے کیسی محسوس ہو رہی تھی؟ اُس شخص نے عرض کیا: بالکل اُسی طرح جیسے کشتی کے نیچے چلتا پانی۔ (الروض الریاحین فی حکایات الصالحین، الحکایۃ الثالثۃ والثمانون عن احدہم، ص ۱۰۵، المکتبۃ التوقیفیہ)

ہر جمعرات بریلی سے مدینہ

حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے ”بریلی سے مدینہ“ میں لکھتے ہیں ایک بار حضرت علامہ مولانا حمیدُ الرحمن قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ایک جمعرات کو میں بریلی شریف میں اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے کاشانۂ رحمت پر حاضر تھا کہ کوئی صاحب ملنے آئے اور وہ وقت عام ملاقات کا نہیں تھا، لیکن وہ ملنے پر مُصِر تھے، چنانچہ میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے خاص کمرے میں پیغام دینے کے لئے چلا گیا۔ مگر کمرے میں تو کُجا پورے مکاں میں اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کہیں نظر نہیں آئے۔ ہم حیران تھے کہ آخر کہاں گئے! اسی شش و پنج میں سب کھڑے تھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت اچانک اپنے کمرۂ خاص سے بر آمد ہوئے۔ سب حیران رہ گئے اور پوچھنے لگے کہ جب ہم نے تلاش کیا تو آپ کہیں نظر نہ آئے مگر پھر آپ اپنے ہی کمرے سے باہر تشریف لائے اس میں کیا راز ہے؟ لوگوں کے پَیہم اِصرار پر ارشاد فرمایا: الحمد للّٰہ عزوجل! میں ہر جمعرات کو اس وقت اپنے اسی کمرے یعنی بریلی سے مدینہ منورہ زادھا اللّٰہ شرفاو تعظیما حاضری دیتا ہوں۔ (رسائل عطاریہ، حصہ دوم، بریلی سے مدینہ، ص ۱۲۴، المکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

حرم ہے اُسے ساحتِ ہر دو عالم!
جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! الحمد اللہ عزوجل! امام اہلسنت زبردست عاشق رسول تھے۔ ان پر آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خصوصی کرم تھا۔ بریلی شریف سے مدینہ منورہ حاضر ہوتے تھے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام اہلسنت بہت تھوڑے سے وقت میں اپنے کمرے سے مدینہ شریف جاکر واپس بھی آجاتے تھے۔

بغداد سے نہاوند کا سفر اور واپسی

حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اپنی تالیفِ لطیف ''زُبْدَۃُ الْآثَار'' میں غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی حکایت نقل فرماتے ہیں: شیخ ابوالحسن طنظنہ بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ میں شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ربانی کے پاس ایک ضروری کام کے لیے قیام پذیر تھا۔ میں رات کو اکثر بیداری اختیار کرتا۔ اگر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لیے کوئی خدمت ہوتی تو بجالاتا۔ حضرتِ سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم ایک رات تنہا گھر سے باہر نکلے میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو وضو کے لیے پانی کا برتن دیا۔ سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اپنے مدرسہ کی طرف تشریف لے گئے۔ جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مدرسے کے دروازہ کے سامنے پہنچے تو مدرسے کا دروازہ خود بخود کُھل گیا۔ میں بھی حضرتِ سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ ہم چلتے گئے حتّٰی کہ بغداد کے بیرونی دروازے پر پہنچ گئے۔ دوسرا دروازہ بھی کھلا اور ہمارے باہر آنے کے بعد خود بخود بند ہوگیا۔ ایک راہ پر روانہ ہوئے تو تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک شہر نظر آیا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک ایسے مکان کی طرف پہنچے

جو ایک سرائے کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ وہاں 6 افراد بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے سلام کیا میں بھی ایک خفیہ جگہ کھڑا ہو گیا۔ مجھے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی۔ تھوڑی دیر کے بعد رونے کی آواز رُک گئی۔ ایک شخص نکلا اور اُس طرف چلا گیا جہاں سے رونے کی آواز آ رہی تھی، وہ ایک دوسرے آدمی کو اپنی گردن پر بٹھا کر لا رہا تھا۔ ایک دوسرا شخص ننگے سر اور لمبے بال وہاں بیٹھا تھا۔ لوگ اُسے حضور غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس لے آئے اور 2 شہادتیں دیں اور اُس شخص کے لمبے بال اور مونچھیں کاٹ دیے گئے اور اُسے ایک عمدہ لباس پہنایا گیا اور اُس کا نام محمد رکھا گیا۔ پھر سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے اُن لوگوں کو کہا کہ اِس شخص کو اِس مردہ آدمی کا نعم البدل قرار دیا گیا ہے۔ اب سب نے کہا ہم نے اِسے قبول کیا۔ حضور سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم باہر نکلے اور انہیں وہیں چھوڑ دیا۔ میں بھی سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ہم ابھی کوئی لمبا فاصلہ طے کرنے نہ پائے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ہم بغداد کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ دروازہ کھل گیا۔ ہم مدرسہ میں آئے اور مدرسے کا دروازہ بھی کھل گیا اور پھر ہم گھر میں آ گئے۔ صبح ہوئی تو میں حضور سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے پاس بیٹھا اور حسبِ عادت کچھ پڑھنے لگا لیکن میں اُسے پڑھ نہ سکا کیونکہ میرے دماغ میں ابھی تک رات کے واقعہ کی ہیبت تھی۔ حضرتِ سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا بیٹا! یہ پڑھو تا کہ تمہیں کوئی فکر و غم نہ رہے۔ میں نے پوچھا کہ رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہاں تشریف لے گئے تھے؟ اور وہ لوگ کون تھے؟ حضرتِ سیدنا غوث

الا عظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے فرمایا کہ اُس شہر کا نام ''نہاوند'' ہے جن 6 افراد کو تم نے دیکھا تھا وہ ابدالِ وقت تھے۔ یہ آدمی جسے تم نے دیکھا تھا وہ ساتواں ابدال تھا اور وہ فوت ہو گیا اور جس شخص نے دوسرے شخص کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا وہ حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام تھے تا کہ ان کا متولی بن سکیں جس شخص کو میں نے گواہ بنایا تھا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا نصرانی تھا اور مجھے حکم ہوا تھا کہ (کہ وہ اسلام قبول کرنے کے بعد تائب ہو گا) اسے ابدالِ وقت مقرر کر دیا جائے۔ اُسے لایا گیا۔ اس نے اقرارِ قبول اسلام کیا۔ چنانچہ اب وہ وقت کے ابدالوں میں سے ہے۔ حضرتِ سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم نے مجھ سے عہد لیا کہ اس واقعہ کا تذکرہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی زندگی مبارکہ میں کسی سے نہ کروں۔

(زبدۃ الاثار، ذکر بعض خوارقہ وکرامتہ، ص ۷۹، مطبوعہ بکسلنگ کمپنی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سبحان اللہ ملاحظہ کیا آپ نے ولیوں کے شنشاہ، بغداد کے تاجدار، حضور میراں غوث اعظم، سید عبد القادر جیلانی کا تصرف کہ آپ نے ایک عیسائی کو مسلمان کر کے ہاتھوں ہاتھ ابدال مقرر فرما دیا اور جیسے ہی پیرانِ پیر، روشن ضمیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر مدرسے کے دروازے کے سامنے پہنچے تو وہ از خود کھل گیا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بغداد سے نہاوند کا طویل سفر آناً فاناً طے کر لیا کہ آپ نے کچھ ہی دیر میں بغداد سے نہاوند کا سفر کیا اور پھر وہاں پر ابدالوں سے ملاقات کی اور پھر اسی مختصر وقت میں نہاوند سے بغداد واپس تشریف لے آئے۔ اور اس پر ولیوں کے شنشاہ کیشانِ تواضع ملاحظہ فرمایئے کہ خادم سے عہد لیا کہ میرے جیتے جی تم نے اِس کرامت

کا کسی سے ذکر نہیں کرنا۔

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا
تیری عزت کے نثار اے میری غیرت والے
آہ! صد آہ! کہ یوں خوار ہو بردہ تیرا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے غوث پاک کی کرامت کو ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح مختصر سے وقت سے بغداد سے بہاوند تشریف لے گئے آیئے ایسے ولی کامل کی تحریک کے بارے میں ایک مدنی بہار ملاحظہ فرماتے ہیں کہ جو غوث پاک کا مرید کروا کے ان کے غلاموں میں شامل کروادیتے ہیں چنانچہ

بدمذہبیت سے توبہ

بھیرہ (ضلع گلزار طیبہ (سرگودھا) پنجاب) کے ایک اسلامی بھائی کے تحریری بیان کا خلاصہ ہے: دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ ہونے سے قبل میرا اُٹھنا بیٹھنا بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ تھا۔ کم و بیش 13 برس اُن کی صُحبتِ سراپا ضَلالت میں رہ کر میرے عقائد بھی اُنہی جیسے ہو چکے تھے اور عملی حالت بھی کچھ اچّھی نہ تھی، چِہرے پر داڑھی بھی سنّت کے مطابِق نہیں بلکہ خشخشی تھی۔ میرے جنرل اسٹور کے قریب واقع مسجِد میں ایک دینی طالبِ علم اسلامی بھائی فیضانِ سُنّت کا دَرس دینے اور مدرَسۃُ المدینہ (برائے بالِغان) پڑھانے آیا کرتے تھے۔ غالِباً صَفَرُ الْمُظَفَّر ۱۴۲۰ھ بمطابق جون 1999ء کا واقِعہ ہے کہ شہر سطح پر دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماع کی ہمارے یہاں دھوم تھی۔ اُنہی دنوں وُہی دینی طالبِ علم ایک

دوسرے اسلامی بھائی کے ہمراہ میری دکان پر تشریف لائے، اُنھوں نے مجھے سلام کیا میں چونکہ دعوتِ اسلامی والوں کو گمراہ سمجھنے کی وجہ سے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اِس لیے ان کے سلام کا جواب نہ دیا اور NO LIFT کرواتے ہوئے دکان کے سامان کی صفائی میں مشغول ہو گیا۔ اُنھوں نے تھوڑا سا تَوَقُّف کیا (یعنی کچھ رُکے) پھر بڑے نرم لہجے میں مُسکراتے ہوئے شہر میں ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماع کی دعوت پیش کی، جسے قَبول کرنے سے میں نے نہ صِرف انکار کیا بلکہ انہیں بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ میرے اِس رَوَیّے کی وجہ سے اُن کے چِہروں پر اُداسی چھا گئی مگر ان کے صبر و تحمُّل پہ لاکھوں سلام! بے چارے زَبان سے کچھ نہ بولے۔ ان کا یہ انداز خاصا مُتاَثِّر کُن تھا۔ جب شام کو دوکان بند کر کے گھر گیا اور رات کے کھانے سے فارِغ ہوا تو مجھے ان دونوں عاشقانِ رسول کا دعوت دینا یاد آ گیا میں نے سوچا کہ چل کے دیکھوں تو سہی یہ لوگ اپنے اجتماع میں کرتے کیا ہیں! چُنانچہ میں یوں ہی دیکھنے کیلئے چلا گیا اور یہاں دیکھنے تو کیا گیا، میرا سویا ہوا نصیب انگڑائی لیکر جاگ اُٹھا! دَورانِ اجتماع مجھے جاگتی آنکھوں سے مدینے کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر کے روضۂ انور کی روح پرور سنہری جالیوں کی زیارت ہو گئی! اس اجتماع میں سردار آباد (فیصل آباد) سے تشریف لائے ہوئے مبلّغ دعوتِ اسلامی نے سنّتوں بھرا بیان فرمایا۔ اجتماع کے بعد اُنہوں نے شفقت بھرے انداز میں مجھ پر انفرادی کوشش کی جس کے نتیجے میں مَدَنی قافلے میں سفر کی میں نے نیَّت کر لی اور جلد ہی مجھے عاشقانِ رسول کے ساتھ 3 دن کے لیے مَدَنی قافلے میں سنّتوں بھرے سفر کی سعادت نصیب ہو گئی۔ ہمارا مَدَنی قافلہ ایک مسجد میں ٹھہرا۔ پہلی ہی رات مجھ گنہگار پر کرم بالائے کرم ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف کا صحن ہے اور میں جھاڑو دے رہا ہوں۔ اِتنے میں سُنہری جالیاں کھلتی ہیں

اور اُمّت کے غمخوار، مکّی مَدَنی سرکار، غیبوں پر خبر دار بِاِذنِ پروردگار باہر تشریف لائے اور میرا نام لے کر ارشاد فرمایا: ''اپنا اندر (باطن) بھی صاف کرو۔'' اِس خواب سے میرے دل میں مَدَنی انقلاب برپا ہو گیا! حالانکہ قبل ازیں میں حیاتُ النَّبی کا مُنکِر تھا اور میرا یہ بھی عقیدہ تھا کہ سرکارِ مدینہ ہمیں دیکھتے سنتے نہیں اور نہ ہی ہماری باطنی حالت سے آگاہ ہیں۔ مجھ پر حق آشکار (یعنی ظاہر) ہو گیا کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار ہمارے نام تو کیا، دلوں کی کیفیت سے بھی خبر دار ہیں۔ میں نے عقائدِ باطِلہ سے سچّی توبہ کرلی۔ وہ دن اور آج کا دن میرے چِہرے پر ایک مُٹّھی داڑھی ہے، سر پر عمامے کا تاج اور جسم پر سنّت کے مطابق مَدَنی لباس رہتا ہے اور ہمارا سارا گھرانا مَدَنی رنگ میں رنگ چکا ہے۔ کی شان دیکھئے کہ جس عاشقِ رسول نے مجھے دوکان پر آکر دعوت دی تھی اور جنہوں نے بعدِ اجتماع مجھ پر اِنفِرادی کوشِش فرمائی تھی وہ ترقّی کرتے کرتے دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رُکن بن چکے ہیں! یہ بیان دیتے وَقت میں تقریباً دس سال سے مَدَنی ماحول میں ہوں اور تین سال سے مسلسل مَدَنی قافلوں میں سفر کی سعادت مُیَسَّر ہو رہی ہے۔ اِس دَوران تحصیل مُشاوَرَت کے نگران کی ذِمّے داری اور تین بار بنگلہ دیش میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ مَدَنی قافِلوں میں سفر سے مُشرَّف ہو چکا ہوں۔ مجھے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں استِقامت عنایت فرمائے، اِخلاص کے ساتھ مَدَنی کام کرنے کی سعادت اور ایمان وعافیت کے ساتھ مدینے کی گلی میں شہادت نصیب کرے۔ (نادان عاشق، ص6، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

دعائے اولیا کی برکات

دُرُود شریف کی فضیلت

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرتِ علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی ضیائی دَامَت بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے "بریلی سے مدینہ" میں نقل فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ منوّرہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ دلنشین ہے: "فرض حج کرو بے شک اس کا اَجر بیس غزوات میں شرکت کرنے سے زیادہ ہے اور مجھ پر ایک مرتبہ دُرُودِ پاک پڑھنا اس کے برابر ہے۔" (فردوس الاخبار، الجزء الثانی، ص ۲۰۷، دار الکتاب العربی بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ درود پاک کا ثواب کتنا زیادہ ہے کہ انسان بیس غزوات میں شرکت کرے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے کہ جس قدر ایک مرتبہ درود پاک پڑھنے کا ثواب اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے لہٰذا اگر ہم ثواب زیادہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات بابرکت پر درود پاک کی کثرت کرنی ہوگی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیاء کرام اللہ کے ایسے نیک بندے ہوتے ہیں کہ جو مستجاب الدعوات ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں جو بھی دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس دعا کو اپنے پیارے بندے کی وجہ سے مستجاب کرتا ہے۔ آیئے! اولیاءِ کرام کی دعاؤں کی قبولیت کے چھبیس دلچسپ واقعات ملاحظہ فرمایئے:

(1) مرنے سے پہلے ایمان نصیب ہو گیا:

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینۃ کی ۳۰۰ صفحات پر مشتمل مایہ ناز تالیف بنام آنسوں کا دریا کے صفحہ نمبر ۳۹ پر ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی سے منقول ہے کہ میں ایک مجوسی کی موت کے وقت اس کے پاس گیا ۔اس کا گھر میرے گھر کے قریب تھا،وہ اچھا پڑوسی،اچھی سیرت والا اور خوش اخلاق انسان تھا۔ میری خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے موت کے وقت ہدایت قبول کرنے اور حالتِ اسلام میں مرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ میں نے اس سے پوچھا:"تُو کیسا محسوس کر رہا ہے ؟ تیرا کیا حال ہے ؟"اس نے جواب دیا:"میرا دل بیمار ہے اور صحت مند میں بھی نہیں، بدن کمزور ہے طاقت بالکل نہیں، قبر وحشت ناک ہے اور کوئی ہمدرد بھی نہیں، سفر طویل ہے اور میرے پاس توشہ نہیں، پل صراط بہت باریک ہے اور میرے پاس اجازت نامہ بھی نہیں، آگ شعلہ زن ہے اور میرا بدن نحیف ونزار ہے، جنت بلند مرتبہ مقام ہے اور میرا اس میں کوئی حصہ نہیں اور پروردگار (عزوجل) عادل ہے اور میرے پاس کوئی حجت وعذر نہیں۔" حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ میں نے (دل ہی دل میں) اللہ عزوجل سے اس مجوسی کے مسلمان ہو جانے کی دعا کی۔ پھر میں اس مجوسی کے قریب آیا اور اس سے پوچھا کہ تم سلامتی پانے کے لئے مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے ؟"اس مجوسی نے کہا:"چابی تو فتّاح عزوجل کے پاس ہے، پھر اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہاں قفل (تالا) لگا ہوا ہے۔" یہ کہنے کے بعد اس پر غشی طاری ہو گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ الٰہی

عزوجل میں عرض کی:" اے میرے اللہ !میرے آقا ! میرے مولا عزوجل! اگر تیرے پاس اس کا کوئی اچھا عمل باقی ہے تو اس کی روح کے نکلنے اور امید ٹوٹ جانے سے پہلے اس کا بدلہ اسے جلد عطا فرما۔"تو اسے غشی سے افاقہ ہوا آنکھیں کھولیں اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:"اے شیخ ! فتّاح عزوجل نے چابی بھیج دی ہے، اپنا ہاتھ بھڑ ایئے تا کہ میں گواہی دوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔"یہ کہتے ہی اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور وہ اللہ عزوجل کی رحمت میں غوطہ زن ہو گیا۔ (بحر الدموع، الفصل الاول، فضل التوبۃ وثمارھا، ص ۲۴، مکتبۃ دار الفجر)

(2) یااللہ! صباحی کو اندھا کر دے!

زبردست عالم و مُحدِّث حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن وَہب علیہ رحمۃُ ربّ ایک لاکھ حدیثوں کے حافِظ تھے، مِصر کے حاکم عُبّاد بن محمد نے انہیں قاضی بنانا چاہا تو عُہدۂ قضا سے بچنے کیلئے کہیں رُوپوش ہو گئے۔ ایک ”صباحی“ نامی حاسِد نے جھوٹی چُغلی کھاتے ہوئے حاکم سے کہا، ”عبد اللہ بن وَہب علیہ رحمۃُ ربّ نے خود مجھ سے قاضی بننے کی حرِص ظاہِر کی تھی مگر اب آپ کی قصداً نافرمانی کرتے ہوئے غائب ہو گئے ہیں۔“ حاکم نے غصّہ میں آکر آپ علیہ رحمۃُ ربّ کے مکانِ عالی شان کو مُنہدِم (مُنْ۔ہَ۔دِمْ) کروادیا۔ حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن وَہب علیہ رحمۃ رب نے جلال میں آکر بارگاہِ ربِّ ذوالجلال میں عرض کر دی، یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! ”صباحی“ کو اندھا کر دے۔ چُنانچِہ آٹھویں دن وہ ”صَباحی“ اندھا ہو گیا۔ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن وَہب رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ پر خوفِ خدا کا غَلَبہ رَہتا تھا۔ ایک بار ذِکرِ قیامت سُن کر دَہشت طاری ہو گئی اور بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آنے کے بعد صِرف چند روز زندہ رہے اور اِس دَوران کچھ بھی نہ بولے۔ ۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ (تذکرۃُ الحفّاظ، الجزء الاول، الطبقۃ السادسۃ، عبداللہ بن وھب بن مسلم، السادسۃ، ص ۳۰۵۔۳۰۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، ملخصا)

اَولیاء کا جو کوئی ہو بے ادَب
نازل اُس پہ ہوتا ہے قہر و غضب

یاربِّ مصطَفٰے! عَزَّوَجَلَّ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں اپنے پیارے حبیب شاہِ خیرُ الْاَنام صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا سچّا ادَب نصیب فرما، صَحابۂ کرام علیہم الرضوان کا سچّا ادَب نصیب فرما، اور اولیائے عِظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السلام کا سچّا ادَب نصیب فرما، انبیا و صحابہ کرام اور اولیائے عِظام کی بے ادَبی اور ان کے بے اَدَبوں کے شر سے سدا محفوظ رکھ۔ اور ہمیں اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سچّا دیوانہ بنا۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

محفوظ سدا رکھنا خدا بے ادبوں سے اور مجھ بھی سرزد کبھی بے ادبی نہ ہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیاء کرام کی دعاؤں کی برکتیں بے شمار ہیں۔ چنانچہ

(3) بارش شروع ہو گئی

حضرت علامہ شیخ عبداللہ بن اسعد یافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی ”روض الریاحین فی حکایاتِ الصالحین“ میں لکھتے ہیں: ایک بزرگ کے عَلاقے میں قحط پڑا لوگ پریشان ہوئے اور ایک شخص پانی خریدنے گیا تو اسے گراں قیمت پر پانی خریدنا پڑا، راستے میں ایک انجان

فقیر ملا، اُس نے فقیر سے کہا: آپ ہماری پریشانی نہیں دیکھ رہے ہیں؟ دُعا فرمایئے، فقیر نے پوچھا کس چیز کے لئے؟ کہا بارش کے لئے۔ یہ سن کر فقیر کا رنگ سرخ ہو گیا، ایک ساعت خاموش رہ کر فقیر نے چیخ ماری اور وہاں سے چل دیا۔ وہ شخص خریدا ہوا پانی ابھی گھر لے کر پہنچنے نہیں پایا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔ (روض الریاحین فی حکایات الصالحین ،الحکایۃ الثانیہ عشرۃ بعد الثلاث مائۃ، ص ۲۵۴، المکتبۃ التوقیفیہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ نیک لوگوں کی دعاؤں سے مصیبتیں کیسے ٹلتی اور غم دور ہوتے ہیں۔ ہمارا ربِّ عظیم، اللہ کریم، جواد ورحیم اپنے بندوں پر ہر آن اپنے فضل ورحمت وکرم کی بارش برسا رہا ہے جو چاہے اِس بارانِ رحمت میں نہالے۔ اللہ کی اُن پر رحمت ہو۔۔ اور۔۔ اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(4) دیانت دار تاجر

حضرت سیدنا مطفر بن سہل المُقرِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا علان خیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دوران گفتگو حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا ذکرِ خیر شروع ہو گیا، ہم ان کے فضائل ومناقب بیان کرنے لگے۔ حضرت سیدنا علان خیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے فرمایا: "ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا، اچانک ایک عورت نہایت پریشانی کے عالم میں آئی اور آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی: "اے ابو الحسن (علیہ رحمۃ اللہ الاعظم)! میں آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کے پڑوس میں رہتی ہوں، مجھ پر ایک مصیبت آن پڑی ہے، رات میرے بیٹے کو سپاہی پکڑ کر لے گئے اور مجھے خطرہ ہے کہ وہ اسے تکلیف پہنچائیں گے اور اسے سزا دیں گے۔ میں آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ہوں۔ اگر آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ساتھ چل کر میرے بیٹے کی سفارش کریں یا پھر کسی کو میرے ساتھ بھیج دیں جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا پیغامِ سفارش حاکم کو پہنچا دیں تو مجھے اُمید ہے کہ حاکم میرے بیٹے کو چھوڑ دے گا۔ خدارا! میرے حال پر رحم فرمائیں ۔"

حضرت سیدنا علان خیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں کہ اس عورت کی یہ فریاد سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اور نماز میں مشغول ہو گئے اور اِنتہائی خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے لگے۔ جب کافی دیر ہو گئی تو اس عورت نے کہا: "اے ابو الحسن (علیہ رحمۃ اللہ الاعظم)! جلدی کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ حاکم میرے بیٹے کو قید میں ڈال کر سزا دے اور اسے تکلیف پہنچائے، برائے کرم! میرے معاملے کو جلدی حل فرما دیں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز میں مشغول رہے، پھر سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: "اے اللہ عزوجل کی بندی! میں تیرے ہی معاملے کو حل کر رہا ہوں۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اس عورت کی خادمہ آئی اور اس نے کہا: "محترمہ! گھر چلئے، آپ کا بیٹا بخیر و عافیت گھر لوٹ آیا ہے۔" یہ سن کر وہ عورت بہت خوش ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی۔ حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق نے یہ واقعہ سنانے کے بعد ارشاد فرمایا: "اے مطفر اس سے بھی زیادہ عجیب بات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتاتا ہوں۔ حضرت سیدنا سری

سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی تجارت کیا کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اس عہد پر سختی سے عمل کرتے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بازار تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 60 دینار کے بدلے 96 صاع بادام خریدے اور پھر انہیں بیچنے لگے اور ان کی قیمت 63 دینار رکھی، تھوڑی دیر کے بعد آپ کے پاس ایک تاجر آیا اور کہنے لگا: "میں یہ سارے بادام آپ سے خریدنا چاہتا ہوں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "خرید لو۔" اس نے پوچھا: "کتنے دینار لو گے؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "63 دینار۔" اس تاجر نے پوچھا: "حضور! باداموں کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور اب 96 صاع باداموں کی قیمت 90 دینار تک پہنچ چکی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے 90 دینار میں یہ بادام فروخت کر دیں۔" حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: "میں نے اپنے رب عزوجل سے وعدہ کر لیا ہے کہ تین دینار سے زیادہ نفع نہیں لوں گا لہٰذا میں اپنے وعدہ کے مطابق تمہیں یہ بادام بخوشی 63 دینار میں فروخت کرتا ہوں، اگر چاہو تو خرید لو، میں اس سے زیادہ رقم ہرگز نہیں لوں گا۔" وہ تاجر بھی اللہ عزوجل کا نیک بندہ تھا اور اپنے مسلمان بھائی کی بھلائی کا خواہاں تھا۔ دھوکے سے ان کا مال لینے والا یا بد دیانت تاجر نہ تھا۔ جب اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سنی تو کہنے لگا: "میں نے بھی اپنے رب عزوجل سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ کبھی بھی اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بد دیانتی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی کسی مسلمان کا

نقصان پسند کروں گا۔ اگر تم بادام 90 دینار میں بیچو تو میں خریدلوں گا، اس سے کم قیمت میں کبھی بھی یہ بادام نہیں خریدوں گا۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنی بات پر قائم رہے اور فرمایا: "میں 63 دینار سے زیادہ میں فروخت نہیں کروں گا۔" چنانچہ نہ تو اس امانت دار تاجر نے یہ بات گوارا کی کہ مَیں کم قیمت میں خریدوں اور نہ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تین دینار سے زیادہ نفع لینے پر راضی ہوئے بالآخر ان کا سودا نہ بن سکا اور تاجر وہاں سے چلا گیا۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت سیدنا علان الخیاط علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: "جن لوگوں میں ایسی عظیم خصلتیں پائی جائیں جب وہ اپنے پاک پروردگار عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو ان کی دعائیں قبول کیوں نہ ہوں۔ اللہ عزوجل ایسے برگزیدہ بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت ضرور عطا فرماتا ہے۔ جو اللہ عزوجل کا ہو جاتا ہے اللہ عزوجل اس کے تمام معاملات کو حل فرمادیتا ہے۔" (عیون الحکایات، الحکایۃ الخامسۃ والاربعون بعد المائۃ من مناقب سری سقطی، ص ۱۶۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(5) میں اس دعا کی برکت سے ہوں

امام اعظم ابو حنیفہ کے پوتے اسماعیل بن حماد بن ابو حنیفہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہمارا خاندان کبھی غلام نہیں رہا۔ اور میرے دادا یعنی امام اعظم ابو حنیفہ ۸۰ سن ھجری میں پیدا ہوئے اور امام اعظم کے والد محترم یعنی ثابت نے صغر سنی میں حضرت علی بن ابو طالب سے ملاقات کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے امام اعظم کے والد اور ان کی اولاد کے لئے خیر وبرکت کی دعا فرمائی اور ہمیں اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت علی کی دعا ہمارے حق میں قبول فرمایا۔(تاریخ بغداد، الرقم ۷۲۴۹، النعمان بن ثابت ابو حنیفۃ التیمی، ۱۵/ ۴۴۸، دار الغرب الاسلامی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سراج الائمہ، امام الائمہ حضرت سیّدُنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زُوَطی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 80 سنِ ہجری انبار میں پیدا ہوئے، 150ھ میں وفات پائی اور 70 سال کی عمر پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک دَور میں ہوئی اور تابعین کے دور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عظیم فقیہہ بن گئے۔

(6) دُعائے معروف کی برکت

حضرتِ سیّدُنا ابو سلیمان رُوْمی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے منقول ہے، فرماتے ہیں: میں نے خلیل صیّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''ایک مرتبہ میرا بیٹا شہر سے باہر کھیتوں کی طرف گیا اور گم ہو گیا، خوب ڈھونڈا لیکن کہیں نہ ملا، بیٹے کی جدائی پر اِس کی والدہ غم سے نڈھال ہو گئی۔ میں حضرت سیّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے ابو محفوظ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)! میرا بیٹا لاپتہ ہو گیا ہے۔ اس کی والدہ بیٹے کی جدائی کے غم سے ہَلکان ہوئی جارہی ہے۔'' حضرت سیّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: ''تم کیا چاہتے ہو؟'' کہا: ''حضور! دعا فرمائیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے بیٹے کو ہم سے ملوادے۔ یہ سن کر کامل ولی، مقبولِ بارگاہِ خداوندی (عَزَّوَجَلَّ)، حضرت سیّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے دعا

کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس طرح التجا کی: ”اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! بے شک تمام آسمان تیرے ہیں، زمین تیری ہے اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے سب کا مالک وخالق تو ہی ہے۔ اے میرے مالک عزوجل! ان کا بچہ انہیں لوٹا دے۔“ حضرت سیِّدُنا خلیل صیّاد علیہ رحمۃ اللہ الجواد کہتے ہیں: پھر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت سے شہر کے دروازے پر آیا تو اپنے بیٹے کو وہاں موجود پایا، اُس کا سانس پھول رہا تھا۔ میں نے جب اپنے بیٹے کو دیکھا تو فرطِ محبت سے پکارا: ”اے محمد! اے میرے بیٹے!“ میری آواز سن کر وہ میری طرف لپکا۔ میں نے اسے سینے سے لگا کر پوچھا: ”میرے لختِ جگر تم کہاں تھے؟“ کہا: ”ابا جان میں گندم کے کھیتوں میں مارا مارا پھر رہا تھا کہ اچانک یہاں پہنچ گیا۔“ میں اپنے بچے کو لے کر خوشی خوشی گھر کی طرف چل دیا۔ یہ سب حضرت سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دعا کی برکت تھی کہ مجھے میرا بیٹا مل گیا۔“ (عیونُ الحکایات، الحکایۃ الحادیۃ عشرۃ بعد الثلاث مائۃ حکایۃ خلیل الصیاد وابنہ الغائب، ص ۲۷۸، دار الکتب العلمیہ بیروت، مفہوما)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ نیک لوگوں کی دعاؤں سے مصیبتیں کیسے ٹلتی اور غم دور ہوتے ہیں۔ ہمارا ربِّ عظیم، اللہ کریم، جواد ورحیم اپنے بندوں پر ہر آن اپنے فضل ورحمت وکرم کی بارش برسا رہا ہے جو چاہے اِس بارانِ رحمت میں نہالے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اِن کی برکت سے ہمارے مصائب وآلام دُور فرمائے۔ آمین بجاہ النبی

الکریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دعائے ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

(7) کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینۃ کی مایہ ناز تالیف فیضان مرشد کے صفحہ نمبر ۱۸ پر ہے کہ سردارِ سلسلہ سہروردیہ حضرت شیخُ الشُّیُوخ، شہابُ الحقّ وَالدِّین عمر سہروردی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ مجھے علمِ کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اسکی کتابیں ازبر (یعنی حفظ) کرلی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہوگیا تھا۔ میرے عَمِّ مکرّم (یعنی چچا جان) پیرِ معظم حضرت سَیِّدِی نجیبُ الدِّین عبدُالقاہر سہروردی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہِ غوثیت پناہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئے۔ راہ میں مجھ سے فرمایا: اے عمر! رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہِ ہم اِس وقت اُس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں، جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے، دیکھ! ان کے سامنے باحتیاط (یعنی محتاط) حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے بَرَکت پاؤ۔ جب ہم حاضرِ بارگاہ ہوئے تو میرے پیر (سَیِّدِی نَجیبُ الدِّین عبدُالقاہر سہروردی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی) نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم عَلَیہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم سے عرض کی: "اے میرے آقا! رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ میرا بھتیجا علمِ کلام میں آلودہ ہے، میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا۔" حضور (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم نے علمِ کلام میں کون

کون سی کتابیں حفظ کی ہیں؟ میں نے عرض کی: "فُلاں فُلاں کتابیں۔" (یہ سُن کر) حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹنے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، اور ان کے تمام مَطالِب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھُلا دیئے، ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علمِ لَدُنّی بھر دیا، تو میں حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے علمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا گویا ہو کر اُٹھا (یعنی علمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو تسلیم کر کے اُٹھا) اور حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا: "مُلکِ عِراق میں سب سے پہلے نامور تم ہو گے یعنی تمہارے بعد عِراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا۔" اس کے بعد امام شیخ الشُّیُوخ سہروردی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہِ طریق (یعنی طریقت کے بادشاہ) ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے۔ (بہجۃ الاسرار، فصول من کلامہ مرصعا... الخ، ص ۷۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کیسا تَصَرُّف تھا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا ارشادِ مبارک "بَہْجَۃُ الْاَسْرَار" میں ہے، "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دِل میرے ہاتھ میں ہیں۔ چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔" (بہجۃ الاسرار، فصول من کلامہ مرصعا... الخ، ص ۱۴۹، مکتبہ شبیر برادر اردو بازار مرکز الاولیاء لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضور غوث پاک کی دعا سے امام شہاب الدین سہروردی کو اللہ تعالیٰ نے کیسا مرتبہ عطا کیا کہ آپ سے زیادہ عراق میں کسی کو

بھی شہرت حاصل نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو ایسے خاص کمالات عطا کیے ہیں کہ وہ جو چاہیں باذن اللہ کر سکتے ہیں۔

کُنجیاں دِل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

(حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبْ ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(8) قید سے رہا کرا دیا

حضرت سیدنا عبد الرحمن بن احمد علیہ رحمۃ اللہ الصمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت حضرت سیدنا بقی بن مخلد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور بڑے غمگین انداز میں یوں عرض گزار ہوئی:" حضور! میرے جوان بیٹے کو رومیوں نے قید کر لیا ہے اور وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ان کے ظلم وستم کا نشانہ بن رہا ہے۔ میرے پاس اِتنی رقم نہیں کہ مَیں فدیہ دے کر اسے آزاد کرا لوں، میری ملکیت میں صرف ایک چھوٹا سا گھر ہے جسے میں بیچ بھی نہیں سکتی، اپنے لختِ جگر کی جدائی کے غم نے میرے دن کا سکون اور راتوں کی نیند اُڑا دی، مجھے ایک پَل سکون میسر نہیں، خدارا! میری حالتِ زار پر رحم فرمائیں، اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی صاحبِ حیثیت سے کہہ دیں گے تو وہ فدیہ دے کر میرے بیٹے کو آزاد کرا لے گا اور اس طرح مجھے قرار نصیب ہو جائے گا۔" اس بوڑھی ماں کی یہ مامتا بھری باتیں سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:" محترمہ! اللہ عزوجل

پر بھروسہ رکھو وہ ضرور کرم فرمائے گا، میں آپ کے معاملے کو حل کرنے کو شش کرتا ہوں، آپ بے فکر ہو جائیں۔" جب دکھیاری ماں نے ڈھارس بندھانے والی یہ باتیں سنیں تو دعائیں دیتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ بڑھیا وہاں سے چلی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ پڑھنے لگے لیکن ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کو نہ سن سکے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافی دیر تک اسی حالت میں رہے۔ کچھ عرصہ بعد وہی بوڑھی عورت اپنے جوان بیٹے کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعائیں دے رہی تھی اور آپ کا شکریہ ادا کر رہی تھی، پھر کہنے لگی: "حضور! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے میرے بیٹے کو اللہ عزوجل نے قید سے رہائی عطا فرمادی ہے۔ اس کا واقعہ بڑا عجیب ہے، یہ خود اپنی رہائی کا واقعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہے۔" یہ سن کر آپ نے فرمایا: "اے نوجوان! اپنا واقعہ بیان کرو۔" تو وہ کہنے لگا: جب مجھے رومیوں نے قید کر لیا تو انہوں نے مجھے چند اور قیدیوں کے ساتھ شامل کر دیا۔ وہ ہم سے بہت زیادہ مشقت والے کام کرواتے۔ پھر ہم چند قیدیوں کو ایک بڑے شاہی عہدہ دار کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس کی ملکیت میں بہت سارے باغات تھے اور وہ بہت بڑی جاگیر کا مالک تھا، وہ ہمارے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر سپاہیوں کی نگرانی میں اپنے باغات اور کھیتوں میں کام کرنے کے لئے بھیجتا۔ ہم سارا دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے جانوروں کی طرح کام کرتے پھر شام کو واپس ہمیں قید خانہ میں

ڈال دیا جاتا۔ اس طرح ہم ان کی قید میں مشقتیں بر داشت کر رہے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ جب شام کو ہمیں واپس قید خانے کی طرف لایا جارہا تھا تو یکایک میرے پاؤں میں بندھی ہوئی مضبوط بیڑیاں خود بخود ٹوٹ کر زمین پر آپڑیں، جب سپاہیوں کو خبر ہوئی تو وہ میری طرف دوڑے اور چیختے ہوئے کہنے لگے: "تُو نے بیڑیاں کیوں توڑ ڈالیں؟" میں نے کہا: "بیڑیاں خود بخود ٹوٹ گئیں ہیں، مَیں نے تو ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا، اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو دوسرے قیدیوں سے پوچھ لو۔" نوجوان کی یہ بات سن کر سپاہی بہت حیران ہوئے اور انہوں نے جاکر اپنے افسر کو یہ واقعہ بتایا وہ بھی حیران ہوا اور اس نے فوراً ایک لوہار کو بلایا اور کہا: "اس نوجوان کے لئے مضبوط سے مضبوط بیڑیاں تیار کرو، لوہار نے پہلی بیڑیوں سے مضبوط بیڑیاں تیار کیں۔ مجھے دوبارہ پابندِ سلاسل کر دیا گیا۔ ابھی میں ان بیڑیوں میں چند قدم ہی چلا ہوں گا کہ وہ بھی خود بخود ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں۔

یہ منظر دیکھ کر سارے لوگ بہت حیران ہوئے اور انہوں نے باہم مشورہ سے ایک راہب کو بلایا اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ راہب نے ساری گفتگو سن کر مجھ سے پوچھا: "اے نوجوان! کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟" میں نے کہا: "ہاں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عزوَجَلَّ! میری ماں زندہ ہے۔" راہب میری بات سن کر ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: "اس نوجوان کی والدہ نے اس کے لئے دعا کی ہے، اس کی دعاؤں نے اس نوجوان کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے اور اللہ عزوجل نے اس کی ماں کی دعا قبول فرمالی ہے، اب چاہے تم اسے کتنی ہی مضبوط زنجیروں میں قید کرو یہ پھر بھی آزاد ہو

جائے گا لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ اسے آزاد کر دو جس کے ساتھ ماں کی دعائیں ہوں اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔" راہب کی یہ بات سن کر ان رومیوں نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھے اسلامی سر حد تک چھوڑ گئے۔ جب اس نوجوان سے وہ دن اور وقت پوچھا گیا جس دن اس کی بیڑیاں ٹوٹی تھیں تو وہ وہی دن تھا جس دن بڑھیا حضرت سید بقی بن مخلد علیہ رحمۃ اللہ الصمد کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تھی اور اس نے دعا کے لئے عرض کی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے بیٹے کے لئے دعا کی تھی۔ اسی دن اور اسی وقت نوجوان کو روم میں وہ واقعہ پیش آیا، اس طرح ماں کی دعاؤں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکت سے اس نوجوان کو رہائی حاصل ہوئی۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الثامنۃ والاربعون بعد المائۃ، دعوۃ بقی بن مخلد، ص ۱۶۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(9) دل کی سختی کے مرض سے شفاء مل گئی

حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ العلی فرماتے ہیں کہ میں دل کی سختی کے مرض میں مبتلا تھا اور مجھے حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی دُعا کی برکت سے چھٹکارا مل گیا۔ ہوا یوں کہ میں نمازِ عید پڑھنے کے بعد واپس لوٹ رہا تھا کہ حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا جس کے بال اُلجھے ہوئے تھے۔ دل ٹوٹنے کے سبب روئے جا رہا تھا۔ میں نے عرض کی: "یاسیِّدِی! کیا ہوا؟ آپ کے ساتھ یہ بچہ کیوں روئے جا رہا ہے؟" تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: "میں نے چند بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا لیکن یہ بچہ ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ ان بچوں کے ساتھ نہ کھیلنے کی وجہ سے اس کا

دل ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے بچے سے پوچھا تو اس نے بتایا: "میں یتیم ہوں، میرا باپ انتقال کر گیا ہے، میرا کوئی سہارا نہیں اور میرے پاس کچھ رقم بھی نہیں کہ میں اخروٹ خرید کر ان بچوں کے ساتھ کھیل سکوں۔" چنانچہ، میں اس کو اپنے ساتھ لے آیا ہوں تاکہ اس کے لئے گٹھلیاں اکٹھی کروں جن سے یہ اخروٹ خرید کر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل سکے۔" میں نے عرض کی: "آپ یہ بچہ مجھے دے دیں تاکہ میں اس کی حالت بدل سکوں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "چلو اس کو پکڑ لو، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارا دل ایمان کی برکت سے غنی کرے اور اپنے راستے کی ظاہری و باطنی پہچان عطا فرمادے۔" حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں اس بچے کو لے کر بازار چلا گیا اور اچھے کپڑے پہنائے، اخروٹ خرید کر دیئے اور وہ عید کے دن دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے چلا گیا۔ دوسرے بچوں نے پوچھا: "تجھ پر یہ احسان کس نے کیا؟" اس نے جواب دیا: "حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی اور سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے۔" جب بچے کھیل کود کے بعد چلے گئے تو وہ بچہ خوشی خوشی میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے پوچھا: "بتاؤ! عید کا دن کیسا گزرا؟" اس نے کہا: "اے میرے محترم! آپ نے مجھے اچھا کپڑا پہنایا، مجھے خوش کر کے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے بھیجا، میرے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑا، اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی کمی پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے لئے اپنا راستہ کھول دے۔" حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ مجھے بچے کے اس کلام سے بے حد خوشی ہوئی جس نے عید کی خوشیاں دوبالا کر دیں۔ (الروض

الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الرابع والثلاثون فی مناقب معروف کرخی، ص۱۸۵، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(10) غوث پاک مستجاب الدعوات تھے

شیخ ابو محمد الدار بانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:"سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستجاب الدعوات تھے (یعنی آپ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں)۔ اگر آپ کسی شخص سے ناراض ہوتے تو اللہ عزوجل اس شخص سے بدلہ لیتا اور جس سے آپ خوش ہوتے تو اللہ عزوجل اس کو انعام و اکرام سے نوازتا، ضعیف الجسم اور نحیف البدن ہونے کے باوجود آپ نوافل کی کثرت کیا کرتے اور ذکر واذکار میں مصروف رہتے تھے۔ آپ اکثر امور کے واقع ہونے سے پہلے اُن کی خبر دے دیا کرتے تھے اور جس طرح آپ ان کے رونما ہونے کی اطلاع دیتے تھے اسی طرح ہی واقعات رونپذیر ہوتے تھے۔"(غوث پاک کے حالات، ص۱۸، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

(11) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کی برکت

حضرت شیخ صالح ابو المظفر اسماعیل بن علی حمیری زریرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک نیک شخص تھے اور شیخ امام علی بن المیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہ چکے تھے وہ فرماتے ہیں کہ شیخ سردار علی بن المیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بیمار ہوتے تو کبھی کبھی میری زمین کی طرف جو کہ زریران میں تھی تشریف لاتے اور وہاں کئی دن گزارتے ایک دفعہ آپ وہیں بیمار ہوگئے تو ان کے پاس میرے غوث صمدانی، قطب ربانی، شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی بغداد سے تیمارداری کے لئے تشریف لائے،

دونوں میری زمین پر جمع ہوئے، اس میں دو کھجور کے درخت تھے جو چار برس سے خشک تھے اورانہیں پھل نہیں لگتا تھا ہم نے ان کو کاٹ دینے کا ارادہ کیا تو حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کھڑے ہوئے اور ان میں سے ایک کے نیچے وضو کیا اور دوسرے کے نیچے دو نفل ادا کیے تو وہ سبز ہو گئے اور ان کے پتے نکل آئے اور اسی ہفتہ میں ان کا پھل آ گیا حالانکہ وہ کھجوروں کے پھل کا وقت نہیں تھا میں نے اپنی زمین سے کچھ کھجوریں لے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر کر دیں آپ نے اس میں سے کھائیں اور مجھ سے کہا: "اللہ عزوجل تیری زمین، تیرے درہم، تیرے صاع اور تیرے دودھ میں برکت دے۔" حضرت شیخ اسماعیل بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "میری زمین میں اس سال کی مقدار سے دو سے چار گنا پیدا ہونا شروع ہوا، اب میرا یہ حال ہے کہ جب میں ایک درہم خرچ کرتا ہوں تو اس سے میرے پاس دو سے تین گنا آجاتا ہے اور جب میں گندم کی سو (۱۰۰) بوری کسی مکان میں رکھتا ہوں پھر اس میں سے پچاس بوری خرچ کر ڈالتا ہوں اور باقی کو دیکھتا ہوں تو سو بوری موجود ہوتی ہے میرے مویشی اس قدر بچے جنتے ہیں کہ میں ان کا شمار بھول جاتا ہوں اور یہ حالت حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی برکت سے اب تک باقی ہے۔" (غوث پاک کے حالات، ص ۴۴، المدینہ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

(12) خدا تجھے نیکی کی توفیق دے

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ابتدائے حالِ طریقت سے کچھ آگاہ فرمائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت حبیب راعی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گزر میری دُکان سے ہوا۔ میں نے انہیں روٹی کے کچھ ٹکڑے پیش کئے تاکہ فقراء میں تقسیم فرمادیں اس وقت انہوں نے مجھے دعا دی: "خدا تجھے نیکی کی توفیق دے۔" اسی دن سے اپنی دنیا کو سنوارنے کا خیال میرے دل سے جاتا رہا۔ آپ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے اور انہیں سے علوم ظاہر و باطن اکتساب فرمایا۔ (شرح شجرہ قادریہ، ص ۷۰، المدینۃ العلمیہ باب المدینۃ کراچی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمدٌ

(13) اونٹ ٹھیک ہو گیا

کشف المحجوب، میں حجۃُ الکاملین، امامُ الواصلین، حضرتِ ابوالحسن سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ایک بچہ اونٹ پر بوجھ لادے اس کی نکیل پکڑے کسی بازار میں جارہا تھا، اُس بازار میں کیچڑ بہت تھی، اونٹ کا پائوں پھسلا وہ گر پڑا، اور اِس کا پائوں ٹوٹ گیا لوگوں نے چاہا کہ اونٹ کی کمر سے بوجھ اتار لیں لیکن بچہ ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگ رہا تھا اور روتا جارہا تھا، اتفاق سے اِدھر حضرت سیّدنا ابوالعباس احمد بن قصاب علیہ رحمۃ اللہ الوھاب کا گزر ہوا آپ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا: اونٹ کا پاؤں ٹوٹ گیا ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اونٹ کی نکیل تھامی اور آسمان کی طرف منہ کرکے دعا مانگی یا اللہ! اِس اونٹ کا پاؤں ٹھیک کر دے اور اگر تو درست کرنا نہیں چاہتا تو میرا دل بچے کے رونے سے کیوں جلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ولی کی دعا کی برکت سے اُسی وقت اونٹ کھڑا ہو گیا اور دوڑنے لگا۔ (کشف المحجوب فارسی، باب الثانی عشر فی ذکر۔۔۔۔۔۔الخ، ص 203، سنگ میل پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(14) درہم و دینار گرنا شروع ہو گئے

حضرت سیدنا محمد بن عبد العزیز بن سلمان عابد علیہ رحمۃ اللہ الواجد فرماتے ہیں، میں نے ایک نیک شخص کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "ایک مرتبہ مجھے حضرت سیدنا عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے اپنے پاس بلایا۔ میں اس وقت کچھ غمگین تھا لہٰذا اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ پھر جب میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پوچھا: "خیریت تو تھی، کل تم آئے نہیں۔" میں نے کہا: "ہاں! خیریت تھی، اللہ عزوجل جس حال میں رکھے ہم تو اس کی رضا پر راضی ہیں، کل میں گھر والوں کو خورد و نوش کا سامان مہیا کرنے کے لئے مزدوری کی تلاش میں تھا اس لئے حاضرِ خدمت نہ ہو سکا۔" آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے پوچھا: "کیا تمہیں کل مزدوری ملی؟" میں نے کہا: "نہیں۔" تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: "آؤ! ہم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں، وہ تمام جہانوں کو رزق عطا فرمانے والا ہے، آؤ! ہم اسی کریم ذات سے رزق کے لئے دعا کرتے ہیں۔" اتنا کہنے کے بعد حضرت سیدنا عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے دعا کی اور میں آمین کہتا رہا، پھر میں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ آمین کہنے لگے۔ "خدا عزوجل کی قسم! ابھی ہم دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ہمارے کمرے میں درہم و دینار گرنا شروع ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید نے فرمایا: "اے ابراہیم! کیا تجھے اتنا کافی ہے یا کچھ اور بھی چاہے؟" اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالٰی

علیہ وہاں سے تشریف لے گئے اور میں نے جب وہ درہم و دینار جمع کئے تو سو درہم اور سو دینار تھے۔ حضرت سیدنا محمد بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں کہ میں نے اس صالح عابد شخص سے پوچھا کہ تم نے اس رقم کا کیا کیا؟" اس نے جواب دیا:" میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے اس رقم سے ایک ہفتے کا راشن خرید کر ان کے حوالے کر دیا تاکہ میں اہل وعیال کی طرف سے بے فکر ہو جاؤں اور پھر دل لگا کر اللہ عزوجل کی عبادت کروں اور کوئی چیز میرے اور میرے رب عزوجل کے درمیان حائل نہ ہو۔" پھر میں راہِ خدا عزوجل کا مسافر بن گیا۔ حضرت سیدنا محمد بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں:" خدا عزوجل کی قسم! یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔" (عیون الحکایات، الحکایۃ السادسۃ والاربعون بعد المائۃ دعاء مستجاب، ص ۱۶۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(15) عیسائی والدین کا قبولِ اسلام

حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد اللہ کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک عیسائی رہا کرتا تھا۔ ایک دن میں اپنے گھر میں موجود تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:" اے ابو عامر! پڑوسی ہونے کی حیثیت سے میرا آپ پر حق ہے، میں آپ کو رات اور دن کے خالق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ" مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے کسی ولی کے پاس لے چلئے تاکہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے میرے لئے بیٹے کی دعا کرے۔ میرے دل میں اولاد کی بہت خواہش ہے اور میرا جگر جلتا رہتا ہے۔" چنانچہ، میں اس کو ساتھ لے کر حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں اس عیسائی کا معاملہ عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو کہنے لگا: "اے معروف! جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے ہدایت نہ دے آپ نہیں دے سکتے، میں آپ کے پاس صرف دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی: "یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں تیری بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ اسے ایسا لڑکا عطا فرما جو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرے اور وہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائیں۔" چنانچہ، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اس کو ایک ایسا لڑکا عطا فرمایا جو اپنی عقلِ کامل کے سبب تمام اہلِ زمانہ پر فوقیت لے گیا، وہ اپنی شرافت کی بلندی کے باعث اپنے جیسے تمام لڑکوں پر بلند مقام رکھتا تھا۔ جب وہ کچھ بڑا ہوا تو باپ اسے عیسائیت کی تعلیم دلانے کے لئے ایک پادری کے پاس چھوڑ آیا۔ پادری نے اُسے سامنے بٹھایا اور ہاتھ میں تختی پکڑا کر ابھی "بولو" ہی کہا تھا تو وہ بچہ کہنے لگا: "کیا بولوں؟ میری زبان تمہارے تین خدا ماننے کے عقیدے سے روک دی گئی ہے اور میرا دل میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی محبت میں مشغول ہے۔" پادری کہنے لگا: "اے بیٹے! میں نے تجھے یہ تو نہیں کہا تھا۔" تو بچے نے کہا: "پھر تم نے مجھے کیا کہا تھا؟" پادری نے کہا: "تم میرے پاس جس تعلیم کے لئے آئے ہو میں تو تمہیں وہ سکھا رہا ہوں جبکہ تم نے مجھے پڑھانا شروع کر دیا۔" یہ سن کر بچہ کہنے لگا: "پھر مجھے کوئی ایسی بات بتلایئے، جسے میری عقل بھی قبول کرے اور میرا ذہن بھی تسلیم کرے۔ استاد نے کہا: "ٹھیک ہے، تو پھر کہو! الف۔" بچے نے کہا: "الف تو وَصلی یعنی ملانے والا ہے، جس نے ہر دل کو اس محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا گرویدہ

کر دیا جس کی صفات اَزَلی ہیں۔"استاد نے کہا:"اے بیٹے! کہو! باء۔"بچے نے کہا:"باء سے مراد حقیقی بقاء ہے، جس نے دلوں کو زندہ کیا اور ان میں محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔"استاد نے کہا:"اے بیٹے! کہو! تاء۔"تو بچے نے کہا:"تاء سے مراد دل کا جذبہ وشوق ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق دل میں کھٹکنے والے تمام شکوک و شبہات کو دور کرتا ہے۔"پادری نے کہا:"اے بیٹے! کہو! ثاء۔"تو بچے نے کہا:"ثاء سے مراد اس نورانی لباس کے لئے پردہ ہے جو مقامِ قرب پانے والوں کو ثابت رکھے ہوئے ہے۔استاد نے کہا:"اے بیٹے! کہو! جیم۔"تو بچے نے کہا:"جیم تو نورِ جمالِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا نام ہے، جو انسانوں پر صبح و شام اپنے انوار و تجلیات ڈالتا ہے۔"استاد نے کہا:"اے بیٹے! پڑھو! حاء۔"تو بچے نے کہا:"حاء سے مراد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد ہے، جس نے دلوں کی حفاظت کی اور بری خصلتوں سے پاک وصاف کر دیا۔"استاد نے کہا:"اے بیٹے! کہو! خاء۔"تو بچے نے کہا:"خاء سے مراد خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ ہے، جس نے برگزیدہ بندوں کی تمام تکالیف اور دکھ دَرد دُور کر دیئے۔" یہاں تک کہ پادری بچے کو ایک ایک حرف پڑھنے کے لئے کہتا رہا اور بچہ اس حرف کے متعلق ہم وزن و منظوم کلام سے جواب دیتا رہا۔ پادری کی عقل دنگ رہ گئی اور ایسی گفتگو سن کر اس کا دل زندہ ہو گیا اور اس نے جان لیا کہ دینِ اسلام ہی سچا دین ہے۔ پھر کہنے لگا: اے وحدانیتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کو ماننے والے پیارے بچے! میں تجھے شاباش دیتا ہوں۔"اس کے بعد بچے نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے: "کیا وہی برحق نہیں جو رلاتا و ہنساتا، زندگی و موت دیتا اور مخلوق کے لئے کھیتی اُگاتا ہے؟ یقیناوہی معبودِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ ہے

لہٰذا جو اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر جاتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے اور جو اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے گمراہ ہو جاتا ہے۔ اے خائب و خاسر کوشش کرنے والے! جب بندے کا مقصودِ حقیقی وہی ذات ہے تو اب کون اس مقصد کے غیر کی طرف کامیاب کوشش کر سکتا ہے؟ پس وہی برتر، غالب اور رحیم ہے کہ اس کی طاقت کے بغیر کوئی کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ اپنے بندے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے اور اس کو بن مانگے عطا کرتا ہے۔ عاصیوں اور گنہگاروں سے بخشش کا معاملہ کرتا ہے اور ہجر و فراق کے ماروں کو وصال کی دولت سے نوازتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کے علاوہ حقیقی پروردگار کوئی نہیں، وہ اپنے اس بندے کو پسند کرتا ہے جو اس کا حکم توجہ سے سنتا ہے۔" راوی کہتے ہیں کہ جب پادری نے بچے کا ایسا کلام سنا جس نے اس کے ہوش اڑا دیئے اور اسے رنج و غم میں مبتلا کر دیا تو اس نے جان لیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس بچے کو قوتِ گویائی عطا کرنے والا وہی ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ، اس نے دل ہی دل میں کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔ پھر بچے کو اس کے باپ کے پاس لے آیا۔ جب باپ نے ان دونوں کو آتے دیکھا تو اس کا چہرہ خوشی سے دَمک اٹھا۔ اس نے پادری سے پوچھا: "آپ نے میرے بچے کی ذہانت کو کیسا پایا؟" تو وہ کہنے لگا: "ذرا اس کا عارفانہ کلام تو سنیں۔" پھر اس نے ساری گفتگو بچے کے باپ کو سنا دی۔ یہ سن کر باپ بولا: "اس خدا کی قسم جو ہر لاچار و بے بس کی مدد فرماتا ہے! میرا بیٹا محض حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دُعا کی برکت سے اس مقام

و مرتبے تک پہنچا ہے۔" پھر کہنے لگا: " اے میرے بیٹے! سب خوبیاں خدائے واحد عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے تیرے سبب ہم سب کو گمراہی سے نجات عطا فرمائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت سیِّدُنا محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کے سچے رسول ہیں۔" اس کے بعد بچے کی ماں اور تمام گھر والے اسلام لے آئے اور اپنے گلے سے (عیسائیوں کے نشان) صلیب کو اُتار پھینکا۔ (سُبْحٰنَ اللہ!) اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی دعا کی بدولت ان سب کو جہنم سے چھٹکارا دے دیا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الرابع و الثلاثون فی مناقب معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، ص ۱۸۶، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(16) شفاء دینے والا ہاتھ

حضرت سیدنا ابو بکر حری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں تقریباً بیس سال تک ساحلوں، جنگلوں، پہاڑوں اور صحراؤں میں صرف اس لئے گھومتا رہا کہ شاید اللہ عزوجل کے کسی ولی سے ملاقات ہوجائے اور میں اس کی صحبتِ بابرکت سے فیض حاصل کروں" ایک دن اسی مقصد کے تحت میں ایک جنگل میں گیا۔ وہاں مجھے ایک غار نظر آیا۔ میں اس غار میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہاں ایک لُنجا، دو اندھے اور بہت سے کوڑھ کے مریض موجود تھے، میں نے ان سے پوچھا: "تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو اور اس ویران جنگل میں اس وقت تم کس لئے جمع ہوئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: "ہم اللہ

عزوجل کے ایک ولی کا انتظار کر رہے ہیں، جس کی شان یہ ہے کہ وہ جس بیمار پر اپنا مبارک ہاتھ رکھ دیتا ہے اس کی سب بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ آج وہ یہاں آئے گا، ہم اس کے انتظار میں یہاں جمع ہیں۔ "حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، میں نے دل میں کہا: "ان شاء اللہ عزوجل آج میری مراد پوری ہو جائے گی اور آج میں کسی ولیء کامل کی زیارت سے ضرور مشرف ہوں گا۔" چنانچہ میں بھی ان مریضوں کے ساتھ بیٹھ گیا اور اس ولیء کامل کا انتظار کرنے لگا، انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور ایک نہایت کمزور و نحیف شخص اُون کا جُبہ زیب تن کئے ہماری طرف آیا، اس نے آتے ہی سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر اندھے شخص کو اپنے پاس بلایا۔ اس کی آنکھوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ اندھا فوراً اکھیارا ہو گیا۔ پھر اس مردِ صالح نے اپنے دستِ مبارک سے لُنجے شخص کی طرف اشارہ کیا، وہ بھی فوراً درست ہو گیا پھر کوڑھ کے مریضوں کو بلایا اور ان کی طرف بھی اپنا ہاتھ بڑھا کر اشارہ کیا تو سب کے سب کوڑھ پن سے نجات پا گئے اور بالکل تندرست ہو گئے، جب وہاں موجود تمام مریضوں کو اپنے اپنے مرض سے شفا مل گئی تو وہ نیک شخص اٹھا اور جانے لگا۔ حضرت سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "جب میں نے اسے جاتے دیکھا تو میں فوراً اٹھا اور ان کا دامن تھام لیا۔" وہ کہنے لگا: "اے سری علیہ رحمۃ اللہ القوی! تو میری طرف راغب نہ ہو، بے شک اللہ عزوجل غیّور ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں تیرا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے لیکن اس نے تیرا راز پوشیدہ رکھا ہوا ہے۔ اگر تو اسے چھوڑ کر کسی اور کی طرف راغب ہو گا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بارگاہ میں تیری

قدر و منزلت کم ہو جائے۔ بس اس ایک ذات پر کامل بھروسہ رکھ اور اسی کی طرف ہر دم متوجہ رہ۔" (عیون الحکایات، الحکایۃ السابعۃ والتسعون بعد المائۃ من حکایات المتصوفۃ، ص ۲۰۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(17) چار دعاؤں کی حِکایت

حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجتِماع میں کسی حقدار نے چار دِرْہم کا سُوال کیا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلان فرمایا، جو اِس کو چار دِرْہم دے گا، میں اُس کے لئے چار دعائیں کروں گا۔ اُس وَقْت وہاں سے ایک غلام گزر رہا تھا، اس نے حضرت منصور کی بات سن لی اُس کے پاس چار دِرْہم تھے اور مجلس شراب نوشی میں بیٹھے ہوئے اس کے آقا نے غلام کو یہ درھم اس لئے دیے تھے کہ وہ بازار سے جا کر میوے خرید لائے اور مجلس شراب کے ہم نشینوں کو کھلائے۔ حضرت منصور کی بات سن کر غلام کے قدم تھم گئے اور اس نے شیخ کی مجلس میں حاضر ہو کر وہ درھم اُس نے سائل کو پیش کر دیئے۔ حضرتِ سیِّدُنا منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور نے فرمایا، بتاؤ کون کون سی چار دعائیں کروانا چاہتے ہو؟ عرض کیا، (۱) میں غلامی سے آزاد کر دیا جاؤں۔ (۲) مجھے ان دَراہم کا بدلہ مل جائے۔ (۳) مجھے اور میرے آقا کو توبہ نصیب ہو۔ (۴) میری، میرے آقا کی، آپ کی اور تمام حاضِرین کی بخشش ہو جائے۔ حضرت سیِّدُنا منصور بن عمّار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے ہاتھ اُٹھا کر دعاء فرما دی۔ غلام اپنے آقا کے پاس دیر سے پہنچا۔ تو آقا نے سببِ تاخیر دریافت کیا تو اُس نے واقِعہ کہہ سنایا، آقا نے پوچھا، پہلی دعاء کون سی تھی؟ غلام بولا! میں غلامی سے آزاد کر دیا جاؤں۔ یہ سُن کر

آقا کی زَبان سے بے ساختہ نکلا، ”جا تو غلامی سے آزاد ہے۔“ پوچھا، دوسری دعاء کون سی کروائی؟ کہا، جو چار درہم میں نے دے دیئے ہیں اُس کا نِعْمَ الْبَدَل مل جائے۔ آقا بول اُٹھا، میں نے تجھے چار درہم کے بدلے چار ہزار درہم دیئے۔ پوچھا، تیسری دعاء کیا تھی؟ بولا، مجھے اور میرے آقا کو گناہوں سے توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے۔ یہ سنتے ہی آقا کی زَبان پر اِستغفار جاری ہو گیا اور کہنے لگا، میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ چوتھی دعاء بھی بتا دو، کہا، میں نے التجاء کی کہ میری، میرے آقا کی، آپ جناب کی اور تمام حاضِرینِ اجتماع کی مغفِرت ہو جائے۔ یہ سُن کر آقا نے کہا، تین باتیں جو میرے اختیار میں تھیں، وہ کر لی ہیں، چوتھی سب کی مغفِرت والی بات، میرے اختیار سے باہَر ہے۔ اُسی رات اُس آقا نے خواب میں کسی کہنے والے کو سُنا، جو تمہارے اختیار میں تھا، وہ تم نے کر دیا، میں اَرْحَمُ الرَّاحِمِین ہوں، میں نے تمہیں، تمہارے غلام کو، منصور کو اور تمام حاضِرینِ اجتماع کو بخش دیا۔ (روض الریاحین فی حکایۃ الصالحین، الحکایۃ السادسۃ بعد المائتین، ص ۱۸۴، المکتبۃ التوفیقیۃ، مفہوما)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اولیاء کرام کے ساتھ جو بھی وابستہ ہوتا ہے اس کی بگڑی بن جاتی ہے اسی طرح شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں، جو بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہیں، اِن کی مخلصانہ جِدوجہد کی وجہ سے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں لوگ برائیوں سے تائب ہو کر نیکیوں کی راہ پر گامزن ہو چکے ہیں، ان میں ایسے ایسے

افراد بھی شامل ہیں، جو کل تک لوگوں کی عزت ومال پر ڈاکہ ڈالتے تھے، آج وہی لوگ دوسروں کی عزت ومال کے محافظ بن چکے ہیں، متعدد شرابی، ہیروئن اور چرس کے ناپاک نشے کے عادی، امیر اہلسنت کی بابرکت صحبت سے فیض یاب ہو کر اور آپ کی نگاہِ کرم بار سے نشۂ شراب طہور میں مخمور ہو کر معاشرہ کے معزز افراد میں شامل ہو چکے ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(18) گناہوں سے حفاظت کی انوکھی دعا

حضرت سیدنا مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، حضرت سیدنا یونس بن یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے زمانے کے مشہور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی میں سے تھے۔ زیادہ تر وقت مسجد میں گزارتے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں مشغول رہتے۔ عالمِ شباب تھا۔ انہوں نے اپنی جوانی اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مسجد سے باہر آرہے تھے کہ اچانک راستے میں ایک نوجوان عورت پر نظر پڑ گئی اور دل کچھ دیر کے لئے اس کی طرف مائل ہو گیا لیکن پھر فوراً اپنے اس فعل پر نادم ہوئے اور بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان الفاظ میں دعا مانگنے لگے :"اے میرے پاک پروردگار عزوجل ! بے شک تُو نے مجھے آنکھیں عطا فرمائیں جو کہ بہت بڑی نعمت ہے لیکن مجھے خطرہ لگ رہا ہے کہ کہیں ان آنکھوں کی وجہ سے میں عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں اور یہ آنکھیں میرے لئے ہلاکت کا باعث نہ بن جائیں، اے میرے پاک پروردگار

عزوجل!تُو میری آنکھوں کی بینائی سلب کرلے۔" جیسے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا سے فارغ ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی ختم ہوچکی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نابینا ہوگئے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بھتیجے کو اپنے ساتھ رکھتے جو نمازوں کے اوقات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد تک لے جاتا اور دیگر حاجات میں بھی آپ اس سے مدد لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھتیجا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسجد میں چھوڑ جاتا اور خود بچوں کے ساتھ کھیلنے لگتا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی تو اسے بلالیتے اسی طرح وقت گزرتا رہا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے جسم پر کوئی چیز رینگتی ہوئی محسوس ہوئی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھتیجے کو آوازدی لیکن وہ بچوں کے ساتھ کھیل میں مگن رہااور آپ کے پاس نہ آسکا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خطرہ تھا کہ کوئی نقصان نہ پہنچادے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دوبارہ فریاد کی اور ان الفاظ کے ساتھ اپنے مالک حقیقی سے دعامانگنے لگے:"اے میرے رحیم وکریم پروردگار عزوجل!تُو نے مجھے آنکھوں کی دولت سے نوازا جو کہ بہت بڑی نعمت تھی لیکن پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں ان آنکھوں کے غلط استعمال کی وجہ سے میں مبتلائے عذاب نہ ہو جاؤں، چنانچہ میں نے تجھ سے دعا کی کہ میری بینائی سلب کرلے، اے میرے مولیٰ عزوجل !اب مجھے یہ خوف ہے کہ اگر میری بینائی واپس لوٹ کر نہ آئی تو کہیں یہ میرے لئے آزمائش اور رسوائی کا باعث نہ بن جائے کیونکہ مَیں اب دیکھ تو نہیں سکتا، کوئی مؤذی جانور مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے

اور بار بار اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے دوسروں کی مدد درکار ہوتی ہے جس سے مجھے بڑی کوفت ہوتی ہے، اے میرے مالک ومختار پروردگار عزوجل! مجھے میری بینائی لوٹا دے تاکہ میں رسوائی اور لوگوں کی محتاجی سے بچ جاؤں حضرت سیدنا مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی وہ مرد صالح اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہوا تھا کہ اس کی بینائی واپس لوٹ آئی اور اب وہ خود دوسروں کی مدد کے بغیر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دونوں حالتوں میں دیکھا یعنی اس حال میں بھی دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بینائی ختم ہو چکی تھی اور اس حالت میں بھی دیکھا کہ دعا کی برکت سے آپ کو دوبارہ آنکھوں کی نعمت عطا کر دی گئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے کی طرح اب بھی خود مسجد کی طرف جاتے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت کرتے۔ (عیون الحکایات، ص ۱۶۵، الحکایۃ السابعۃ والاربعون بعد المائۃ دعوۃ مستجابۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(19) نافرمان اللہ پاک کا ولی بن گیا

اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق میں مُبلغِ اسلام اَلشَّیْخ شُعیب حَرِیفِیْش رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک ایمان افروز حکایت لکھتے ہیں اس کتاب کا اردو ترجمہ حکایتیں اور نصیحتیں کے نام سے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے ص 177 پر ہے، حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی انتہائی شریر تھا، اُس کی شکایت لے کر اہلِ محلہ میرے پاس آئے تاکہ میں اسے سمجھاؤں۔ جب میں اُس کے پاس گیا

اور اُس سے کہا: ”تیری نافرمانیاں زیادہ ہو گئی ہیں یا تو توبہ کر لے یا پھر اس محلے سے چلا جا۔“ تو اس نے جواب دیا: ”میں اپنے گھر میں ہی رہوں گا اور یہاں سے نہیں نکلوں گا۔“ میں نے کہا: ”ہم حاکمِ وقت سے تیری شکایت کریں گے؟“ کہنے لگا: ”میری اُس سے دوستی ہے۔“ میں نے کہا: ”ہم تیرے خلاف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کریں گے۔“ یہ سن کر اس نے کہا: ”میرا رب عَزَّوَجَلَّ تم سے زیادہ مجھ پر رحم فرمانے والا ہے۔“ پھر وہ میرے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے رات سحری کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے اور عرض گزار ہوا: اے میرے مالکِ حقیقی! فلاں شخص نے ہمیں تکلیف دی ہے لہٰذا تو اُسے اِس کی سزا دے۔“ ہاتفِ غیبی نے پکار کر کہا: ”اسے بد دعا نہ دے کیونکہ یہ ہمارے اولیاء میں سے ہے۔“ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں، میں اسی وقت اُٹھا اور جا کر اس کے دروازے پر دستک دی۔ جب وہ شخص باہر آیا تو سمجھا کہ شاید میں اُسے محلہ سے نکالنے آیا ہوں تو وہ رونے لگا اور معذرت کرتے ہوئے کہنے لگا: ”اے میرے محترم! میں نے آپ کی بات مان لی ہے اور اب میں اس محلے سے نکل جاؤں گا۔“ میں نے کہا: ”میں اس لئے نہیں آیا بلکہ یہ بتانے آیا ہوں کہ جب میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمہارے خلاف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ایک پکارنے والے نے نِدا دی: ”اِسے بد دعا نہ دے کیونکہ یہ ہمارے اولیاء میں سے ہے۔“ جب اس نے یہ سنا تو بہت رویا اور سچے دل سے تائب ہو گیا۔ لوگ اس کی زیارت کرنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے کثرت سے جمع ہونے شروع ہو گئے۔ پھر وہ پیدل مکۂ مکرمہ زادھا اللہ

تعالٰی شرفاً و تکریماً چلا گیا اور وہیں مقیم ہو گیا۔ حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں، اگلے سال میں نے حج کیا۔ ظہر کے وقت مسجدِ حرام کی دیوار کے سائے میں بیٹھا تھا کہ میں نے مسجد کے کونے میں ایک گروہ دیکھا۔ میں کھڑا ہوا اور دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں۔ غور کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ تو میرا وہی پڑوسی تھا۔ وہ مٹی پر لیٹا ہوا، لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا۔ میں اس کے سر کے قریب بیٹھ کر رونے لگا۔ اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا: ''اے مالک (علیہ رحمۃ اللہ الخالق)! دیکھو! وہ رب عَزَّوَجَلَّ برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور آنسو بہانے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ میں اس محلے سے نکلا اور تجھ سے حیاء کرتے ہوئے اپنے وطن اور گھر والوں کو چھوڑ دیا حالانکہ تو بھی میری طرح مخلوق ہے، (مگر میں نے خالق عَزَّوَجَلَّ سے حیا نہ کی تو) میں کل بروزِ قیامت اُس کی بارگاہ میں کیسے کھڑا ہوں گا؟ پھر اس نے ایک آہِ سرد دلِ پُر دَرد سے کھینچی اور اُس کے ساتھ ہی اُس کا طائرِ روح قفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گیا۔ (الروض الفائق، المجلس الخامس عشر فی مناقب الاولیاء رضی اللہ عنھم اجمعین، ص۹۴، دار احیاء التراث العربی)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(20) غار سے نجات مل گئی

''صحیح بخاری'' شریف میں ہے... حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال،، دافعِ رنج و مَلال، صاحبِ جُود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے لال صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو

فرماتے ہوئے سنا، ”تم سے پچھلی امت میں سے تین شخص سفر پر نکلے، یہاں تک کہ رات گزارنے کے لئے اُنہوں نے ایک غار میں پناہ لی اور وہ اس میں داخل ہوگئے، اچانک پہاڑ سے ایک چٹان گری اور اُس نے غار کا دَہانہ (یعنی باہر نکلنے کا راستہ) بند کر دیا تو وہ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ ”تمہیں اس چٹان سے صرف یہ بات نَجات دِلا سکتی ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرو۔“ چنانچہ اُن میں سے ایک شخص نے عرض کیا، ”یا اللہ عزوجل! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میں اُن سے پہلے نہ اپنے گھر والوں کو دودھ پلاتا اور نہ ہی اپنے مویشیوں کو سیراب کرتا تھا، ایک دن مجھے کسی چیز کی تلاش میں مجھے بہت دیر ہوگئی اور میں اُن کے سونے سے پہلے واپس نہ آسکا تو میں نے اُن کے لئے دودھ دوہا تو اُن کو سوتے ہوئے پایا اور میں نے اُن سے پہلے اپنے گھر والوں کو دودھ پلانا اور مویشیوں کو سیراب کرنا پسند نہ کیا۔ چنانچہ میں پیالہ ہاتھ میں لے کر فجر روشن ہونے تک اُن کے بیدار ہونے کا اے اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ عمل تیری رِضا کی طلب میں کیا تھا تو ہم سے اِس چٹان کی مصیبت کو دور فرمادے۔“ تو وہ چٹان (یعنی بہت بڑ اپتھر) تھوڑا سرک گیا مگر نکلنے کا راستہ نہ بنا۔

رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُن میں سے دوسرے شخص نے عرض کیا، ”یا اللہ عزوجل! میری ایک چچازاد بہن (کزن) تھی، وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ پسند تھی۔ میں نے اُس کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا اور اس نے مجھے یہ کام کرنے سے منع کیا یہاں تک کہ ایک سال وہ تنگ دستی میں مبتلاء ہوئی تو میرے

پاس آئی تو میں نے اسے 120 دینار (سونے کے سکے) اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے اور اپنے نفس کے درمیان تخلیہ کر دے (یعنی میرے ساتھ برا کام کر لے) تو وہ راضی ہو گئی۔ پھر جب میں نے اُس پر قابو پالیا تو وہ کہنے لگی، "یہ تیرے لئے حلال نہیں کہ اس کے حقدار کے سوا تو مہر کو توڑے" تو میں زنا کرنے سے رُک گیا۔ جب میں اُس سے دور ہوا، اُس وقت بھی وہ سب لوگوں میں مجھے زیادہ پسند تھی اور میں نے جو سونا اُسے دے دیا تھا، اُسی کے پاس رہنے دیا، یا اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا، تو ہم سے اس مصیبت کو دور فرمادے جس میں ہم مبتلا ہیں۔" تو چٹان مزید سرک گئی مگر باہر نکلنے کا راستہ اب بھی نہیں بن سکا۔ نبی کریم رؤوف الرحیم، محبوب رب عظیم عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیسرے شخص نے عرض کیا: "یا اللہ عزوجل! میں نے کچھ لوگوں کو اُجرت پر رکھا تھا اور اُن سب کو اُن کی اُجرت ادا کر دی تھی۔ مگر ایک شخص اپنی اُجرت میرے پاس چھوڑ گیا تھا۔ میں نے اُس کی اُجرت بڑھادی (یعنی تجارت میں لگادی) حتیٰ کہ اُس کا مال کثیر ہو گیا، پھر وہ کچھ عرصہ بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "میری اُجرت مجھے دے دو۔" میں نے اُس سے کہا کہ "یہ جو اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام دیکھ رہا ہے، یہ سب تیری اُجرت ہے۔" وہ کہنے لگا، "اے اللہ عزوجل کے بندے! میرے ساتھ مذاق مت کر۔" میں نے کہا، "میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا۔" تو وہ سارا مال ہانک کر لے گیا اور اُس نے اُس میں سے کچھ بھی نہ چھوڑا، یا اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہم سے اِس مصیبت کو دور فرمادے جس میں ہم مبتلا ہیں۔" تو چٹان بالکل ہٹ گئی اور وہ تینوں غار سے باہر نکل آئے۔ (صحیح بخاری، کتاب الاجارہ، باب من استاجر اجیرا فترک

اجرہ۔۔۔۔الخ، الحدیث ۲۲۷۲، ص ۵۸۳، دار المعرفۃ بیروت)

صلُّوا عَلَی الحبیب ! صلی اللہ تعالیٰ عَلٰی محمد

(21) اونٹ زندہ ہو گیا

حضرت سیِّدُنا محمد بن سعید بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ”میں بصرہ کے راستے میں پیدل چل رہا تھا کہ میں نے ایک اعرابی کو اپنے اونٹ کو ہانکتے ہوئے دیکھا۔ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک اونٹ گر کر مر گیا اور وہ شخص اور کجاوہ گر گیا تو وہ اعرابی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: ”اے تمام اسباب کو پیدا کرنے والے! اور ہر طلبگار کی طلب کو پورا کرنے والے! مجھے اسی حالت پر لوٹا دے۔“ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اونٹ دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شخص اور کجاوہ بھی اس کے اوپر ہو گیا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس السابع عشر فی اثبات کرامات الاولیاء رضی اللہ، ص ۱۰۴، دار احیاء التراث العربی بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

(22) تیری ہی وجہ سے قبول کیا ہے

منقول ہے کہ ایک چور رات کے وقت حضرتِ سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے گھر داخل ہوا، اس نے دائیں بائیں ہر طرف پورے گھر کی تلاشی لی لیکن سوائے ایک لوٹے کے کوئی چیز نہ پائی۔ جب اس نے نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: ”اگر تم چالاک و ہوشیار چور ہو تو کوئی شئے لئے بغیر نہیں جاؤ گے۔“ اس نے کہا: ”مجھے تو کوئی شئے نہیں ملی۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے

فرمایا: ”اے غریب شخص! اس لوٹے سے وضو کر کے کمرے میں داخل ہو جا اور دو رکعت نماز ادا کر، یہاں سے کچھ نہ کچھ لے کے جائے گا۔“ اس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے کہنے کے مطابق وضو کیا اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھا کر یوں دُعا کی: ”اے میرے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! یہ شخص میرے پاس آیا لیکن اس کو کچھ نہ ملا، اب میں نے اِسے تیری بارگاہ میں کھڑا کر دیا ہے، اِسے اپنے فضل و کرم سے محروم نہ کرنا۔“ جب وہ چور نماز سے فارغ ہوا تو اُس کو عبادت کی لذت نصیب ہو گئی۔ چنانچہ، وہ رات کے آخری حصے تک نماز میں مشغول رہا۔ جب سحری کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اِس کے پاس تشریف لے گئیں تو اُسے حالتِ سجدہ میں اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے پایا: اے نفس! جب میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے پوچھے گا: ”کیا تجھے حیا نہ آئی کہ تو میری نافرمانی کرتا رہا؟ اور میری مخلوق سے گناہ چھپاتا رہا اور اب گناہوں کی گٹھڑی لے کر میری بارگاہ میں پیش ہے، جب وہ مجھے عِتاب کرے گا اور اپنی بارگاہِ رحمت سے دور کر دے گا تو اُس وقت میں کیا جواب دوں گا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے پوچھا: ”اے بھائی! رات کیسی گزری؟“ بولا: ”خیریت سے گزری، عاجزی و انکساری سے میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں کھڑا رہا تو اس نے میرے ٹیڑھے پَن کو درست کر دیا، میرا عُذر قبول فرما لیا اور میرے گناہوں کو بخش دیا اور مجھے میرے مطلوب و مقصود تک پہنچا دیا۔“ پھر وہ شخص چہرے پر حیرانی و پریشانی کے آثار لئے چلا گیا۔ حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی: ”اے میرے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! یہ

شخص تیری بارگاہ میں ایک گھڑی کھڑا ہوا تو تُو نے اُسے قبول کر لیا اور میں کب سے تیری بارگاہ میں کھڑی ہوں، تو کیا تُو نے مجھے بھی قبول فرما لیا ہے؟۔'' اچانک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے دِل کے کانوں سے یہ آواز سنی: ''اے رابعہ! ہم نے اُسے تیری ہی وجہ سے قبول کیا اور تیری ہی وجہ سے اپنا قرب عطا فرمایا۔'' اِس حکایت کو نقل کرنے کے بعد مُبلغِ اسلام اَلشَّیْخ شُعیب حَرِیفِیْش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عربی شعر اور رقت انگیز دعا لکھتے ہیں۔ آیئے ملاحظہ کیجئے اور ایمان تازہ کیجئے۔

یَا سَیِّدِیْ عَبْدُكَ الْمِسْكِیْنُ فِیْ بَابِكَ

یَرْجُوْ رِضَاكَ فَجُدْ بِالْعَفْوِ اَوْلٰی بِكَ

حَاشَاكَ تَسْدُلُ حِجَابَكَ دُوْنَ طُلَّابِكَ

اَوْ تَبْتَلِیْ بِعَذَابِكَ قَلْبَ اَحْبَابِكَ

ترجمہ: (۱)...اے میرے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرا مسکین بندہ تیری رضا کی امید لگائے تیرے در پر حاضر ہے پس معافی کے ساتھ جود و کرم کرنا تیرے شایانِ شان ہے۔

(۲)...(یا الٰہی عَزَّوَجَلَّ!) تیری پناہ کہ تو اپنے طلبگاروں پر اپنے وصال سے پردہ ڈالے یا اپنے دوستوں کے دلوں کو عذاب میں مبتلا کرے۔

اے میرے اسلامی بھائی! پختہ عزم والے تجھ سے سبقت لے گئے اور تو غفلت کی نیند سویا ہوا ہے۔ اُٹھ اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے در پر نادِم شخص کی طرح کھڑا ہو جا اور ذلت سے سر کو جھکا کر یوں کہہ کہ ''میں ظالم ہوں۔'' اور سحری کے وقت یوں عرض کر کہ ''میں گنہگار و نافرمان ہوں، اے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میں تیرے عفو و کرم کی

امید لئے تیرے دربار میں حاضر ہوں، مجھے معاف فرما دے۔" اور اس کے نیک بندوں سے مشابہت اختیار کر اگرچہ عمل کے اعتبار سے تو ان میں سے نہیں پھر بھی ان کا قرب اختیار کر۔ اے میرے اسلامی بھائیو! عارفین بصیرت کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے علم پر عمل کرتے ہیں، انہوں نے نیند کو چھوڑ کر تاریک راتوں میں قیام کیا اور آنسوؤں سے چہروں کو دھویا پس زجر و توبیخ والی آیات کی تلاوت نے انہیں بے چین کر دیا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الثامن والعشرون، ص ۱۵۹، دار احیاء التراث العربی بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(23) موسلا دھار بارش شروع ہو گئی

ایک دفعہ "جبایہ" میں لوگوں کو قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا حضرت ابو الحسن علی بن احمد الحرانی نے اپنے گھر کسی کو بھیجا تاکہ وہاں سے فقراء کے لئے پانی لے آئے۔ جب یہ شخص آپ کے گھر پہنچا تو آپ کی شہزادی نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور آنے والے کو خوب ڈانٹ بھی پلائی۔ آپ نے جب اپنی شہزادی کی گفتگو سنی تو اس خادم کو فرمایا جاؤ اور اسے کہو "اے شہزادی خدا کی قسم! ہم ابھی بارش کے پانی سے پیئں گے" آپ نے آنکھ کے ایک کونے سے آسمان کی طرف دیکھا اور اللہ تعالٰی سے دعا کی۔ ہاتھ اٹھائے ادھر مؤذن نے اذان شروع کر دی مؤذن نے ابھی اذان مکمل بھی نہ کی تھی کہ بارش اس طرح موسلا دھار شروع ہو گئی جیسے کسی نے مشکیزوں کے منہ کھول دیئے ہوں۔ (جامع کرامات الاولیاء، حرف العین، ج ۲، ابو الحسن علی بن احمد الحرانی الاندلسی، ص ۲۷۹، دار الکتب العلمیہ بیروت، مفہوما)

(24)راہبوں کا قبول اسلام

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند مرتبہ کے مالک اور ابدال میں سے تھے، کم وقت میں طویل مسافت طے کر لیتے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر زباں زدِ عام تھا،اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ کرامات وتصرُّفات بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُندُلُس کی جامع مسجد خضر میں نمازِ فجر کے بعد بیان فرمایا کرتے تھے۔عیسائی راہبوں کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے پورے ملک کے گرجوں کی تعداد معلوم کی تو وہ ستر تھے۔ دس بڑے راہب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آزمانے کے لئے بھیس بدل کر مسلمانوں کے لباس میں لوگوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھ گئے اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان شروع کرنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے، پھر ایک درزی حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفسار فرمایا:"اتنی دیر کیوں لگادی؟"اس نے عرض کی، "حضور! آپ کے حکم پر رات کو ٹوپیاں بناتے ہوئے دیر ہو گئی۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے ٹوپیاں لیں اور کھڑے ہو کر سب راہبوں کو پہنا دیں۔ لوگوں کو اس سے بڑا تعجب ہوا لیکن معاملہ ابھی تک واضح نہ ہوا تھا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان شروع کر دیا، جس میں یہ جملہ بھی فرمایا: "اے فقراء !جب اللہ عزوجل کی طرف سے توفیق کی ہوائیں سعادت مند دلوں پر چلتی ہیں تو وہ ہر روشنی کو بجھا دیتی ہیں۔" پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سانس لیا جس سے مسجد کی تقریباً تیس(30) قندیلیں بجھ گئیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سر جھکائے ہوئے خاموش ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہیبت سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ کوئی بات یا حرکت کرے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا: ”اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، اے فقراء! جب عنایت کے انوار مردہ دلوں پر روشنی کرتے ہیں تو وہ راحت و سکون سے زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر ظلمت ان کے لئے روشن ہو جاتی ہے۔“ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سانس لیا تو تمام قندیلوں کی روشنی لوٹ آئی، اور وہ اتنی بے چینی سے جلیں کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر گر پڑتیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیتِ سجدہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جب سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا تو راہب بھی رسوائی کے خوف سے لوگوں کے ساتھ سجدہ میں گر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجدے میں یوں دعا کی: یا اللہ عزوجل! تو اپنی مخلوق کی تدبیر اور اپنے بندوں کی مصلحت بہتر جانتا ہے، یہ راہب مسلمانوں کے لباس میں مسلمانوں کے ساتھ تیری بارگاہ میں سجدہ کئے ہوئے ہیں، میں نے ان کے ظاہر کو تبدیل کر دیا، ان کے باطن کو تبدیل کرنے پر تیرے سوا کوئی قادر نہیں، میں نے انہیں تیرے دسترخوانِ کرم پر بٹھا دیا ہے تو اِن کو کفر کی تاریکی سے نکال کر نورِ ایمان میں داخل فرمادے۔ راہبوں نے ابھی سر سجدے سے نہ اٹھائے تھے کہ اُن سے کفر و شرک کی ناپاکی دور ہو گئی اور وہ اسلام میں داخل ہو گئے، اور اپنے مقصود کو حاصل کر لیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ اقدس پر توبہ کر لی اور اپنے کئے پر ندامت سے آنسو بہانے لگے حتیٰ کہ ان کی چیخ و پکار کی آواز مسجد میں گونج اٹھی۔ وہ دن گواہ ہے کہ تین شخص اُسی اجتماع میں انتقال کر گئے۔ جب بادشاہ تک یہ بات پہنچی تو اس نے اِن سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور انعام واکرام سے نوازا اور حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان کے قبولِ اسلام سے بہت خوش

ہوئے۔(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس التاسع والعشرون، فصل فی مناقب الصالحین، ص ۱۶۳، دار احیاء التراث العربی بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

سنتوں بھرا اجتماع اور ذکر اللہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جو سنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کی سعادت حاصل کرتے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اپنی دُنیا وآخرت کی بھلائی کا سُوال کرتے اور دعاؤں کی قبولیت کی برکت پاتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کا سنّتوں بھرا اجتماع ابتداء تا انتہاء ذِکرُ اللہ عزوجل ہی پر مُشْتَمِل ہوتا ہے۔ کیوں کہ تِلاوت، نعت شریف، سنّتوں بھرا بیان، دُعا اور صلوٰۃ وسلام وغیرہ سب ذِکرُ اللہ عزوجل میں داخِل ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے اجتماع کی برکات کی ایک جھلک مُلاحظہ ہو چُنانچِہ

(25) دعا کی برکت

قصور شہر سے مجلسِ فیضانِ قرآن کے ذمہ دار نے مزید لکھ کر بھیجا کہ ستائیس رمضان ۱۴۲۶ھ کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں امیر دعوتِ اسلامی شیخِ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ نے جو دعا کرائی "ٹی وی (T. V) کے ایک چینل نے اسے براہ راست (Live) نشر کیا یہ دعا قصور جیل کے اندر معتکف قیدیوں کو سنائی گئی، تمام قیدی دھاڑیں مار مار کر گناہوں پہ نادم ہو کر رو رہے تھے۔ اس دعا کی برکت سے کئی قیدی گناہوں سے تائب

ہو کر سنتوں بھری زندگی اختیار کر چکے ہیں اور شیخِ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری (دامت برکاتھم العالیہ) کے ذریعہ سے توبہ کر کے قادری عطاری بن گئے، یعنی پیرانِ پیر روشن ضمیر حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مرید بن چکے ہیں۔ (دعوت اسلامی کی جیل خانہ میں خدمات، ص ۱۳)

کرلے توبہ رب کی رحمت ہے
بڑی ورنہ قبر میں سزا ہوگی کڑی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول اور سنّتوں بھرے اجتماعات میں رَحمتیں کیوں نازِل نہ ہوں گی کہ ان عاشقانِ رسول میں نہ جانے کتنے اولیاء کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی ہوتے ہوں گے۔

میرے آقائے نعمت مجدد دین وملت پروانہ شمع رسالت امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ: ”جماعت میں بَرَکت ہے اور دعائے مَجْمَعِ مُسْلِمِین اَقْرَب بِقَبُول (یعنی مسلمانوں کے مجمع میں دعا مانگنا قبولیت کے قریب تر ہے)۔ (فتاوی رضویہ، ۲۴/۱۸۴، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) اعلیٰ حضرت مزید جامع صغیر کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ عُلَماء فرماتے ہیں: جہاں چالیس مُسلمان جَمع ہوتے ہیں اُن میں سے ایک ولیُّ اللّٰہ ضَرور ہوتا ہے۔ (التیسیر لشرح الجامع الصغیر، حرف الہمزۃ، ۱/۱۱۰، مکتبۃ الامام الشافعی الریاض)

(26) فلمی اداکار کی توبہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسی طرح سیدی امیر اہلسنت کی دعا کی مزید ایک اور بہار پڑھتے ہیں چنانچہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ”رسالہ

فلمی اداکار کی توبہ" میں ہے کہ بمبئی (ہند) کے مُقیم اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح بیان ہے کہ میں ایک ایکٹر (اداکار) تھا۔ کئی ٹی وی ڈراموں اور بڑے بڑے تھیٹروں میں کام کر چکا تھا۔ بد قسمتی سے ہمارے خاندان کے اکثر لوگ فلم انڈسٹری سے وابستہ تھے ،"خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے" کے مصداق بچپن سے مجھ پر ایک ہی دُھن سوار تھی کہ مجھے بہت بڑا فلمی اداکار بننا ہے۔ مجھ جیسے اور بھی کئی لوگ اس شوقِ بد میں مبتلا تھے مگر ہر ایک کو چانس کہاں ملتا ہے؟ لہٰذا مقابلہ سخت تھا۔ ان حالات میں شاید میرا فلمی ایکٹر بننے کا جذبہ کم پڑ جاتا لیکن میرے والدین نے (اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے) میری پیٹھ تھپکی اور ہمت بندھائی جس سے میرے ناپاک ارادے مزید پختہ ہوگئے۔ نفس و شیطٰن نے مجھے فلم انڈسٹری کی رنگینیوں میں گُم رکھا، میں مسلسل کوششیں کرتا رہا اور فلمی دُنیا میں اچھی خاصی جان پہچان پیدا کر لی تھی اور کسی فلم میں چانس ملنے کا یقین ہو چلا تھا۔ شاید میں فِلمی دنیا کی بے حیائیوں میں مبتلا ہو کر خوابِ غفلت میں سویا رہتا اور اسی حالت میں موت کے گھاٹ اُتر جاتا مگر میرے ربّ عزوجل نے مجھے بچا لیا اور مجھے دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ مُشکبار مَدَنی ماحول سے وابستہ ہونے کی سعادت مل گئی۔ ہوا یوں کہ رمضان المبارک کا مُقدَّس مہینہ تشریف لایا تو میں نے ساری فلمی مصروفیات چھوڑ چھاڑ کر روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ روزے رکھنے کی برکت سے میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آنے جانے لگا۔ ایک دن مغرب کی نماز کے بعد سفید لباس میں ملبوس باریش (یعنی داڑھی والے) اسلامی بھائی جن کے سر پر سبز عمامہ بھی تھا، نے کھڑے ہو کر اعلان کیا: "دعوتِ اسلامی کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع بائگلہ میں ہو گا، جس کے لیے بس کی ترکیب ہے، تمام اسلامی بھائی اس

اجتماع میں شرکت فرمائیں، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ سحری کی بھی ترکیب ہو گی۔ جب میں نے اعلان کرنے والے کے پاکیزہ و سُتھرے حلئے کو دیکھا تو مجھے اپنی آنکھوں میں ٹھنڈک سی محسوس ہوئی۔ اُن کی دعوت کانوں کے راستے میرے دل میں تو اُتری مگر میں دینی معلومات میں کُورا تھا اس لئے نہیں جانتا تھا کہ ہفتہ وار اجتماع کیا ہوتا ہے؟ میں اُسی وقت گھر گیا اور والدہ سے کچھ باتیں پوچھیں اور اجتماع میں جانے کے لئے مشورہ کیا، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے بھی مجھے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کی ترغیب دے دی کہ تمہیں اجتماع میں ضرور شرکت کرنی چاہے۔ میں نے اجتماع میں شرکت کی۔ وہاں پر تلاوت، نعت، سنّتوں بھرا بیان، ذکر اور رقت آمیز دُعا مجھے پسند تو بہت آئی مگر میری آنکھوں پر بندھی غفلت کی پٹی پوری طرح کھُل نہ سکی اور میں رمضان کا مہینہ رخصت ہونے کے بعد حسبِ سابق فلم کی اندھیر نگری میں جاگھسا۔ افسوس! دوبارہ اجتماع میں بھی نہ جاسکا یہاں تک کہ پورا سال گزر گیا اور رمضان المبارک تشریف لے آیا۔ یہ 1993 کی بات ہے۔ میں نے پھر چھٹیاں لیں اور روزے رکھنا شروع کر دیئے۔ نمازوں کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا۔ ایک دن میں نے مسجد کے باہر لگنے والے بستے پر بیان کی ایک کیسٹ دیکھی جس کا نام "جَہَنَّم کی تباہ کاریاں" تھا، بیان کرنے والے کا نام شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَت بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ تھا۔ مجھے یہ عنوان بہت دلچسپ لگا، میں نے اس کیسٹ کو خرید لیا اور گھر آکر سننا شروع کر دی۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَت بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے فکرِ آخرت سے معمور اندازِ بیان نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیئے۔ کیسٹ ختم ہو چکی تھی مگر میرے کانوں میں ابھی تک امیرِ اہلسنّت دَامَت

بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ناصِحانہ الفاظ گونج رہے تھے، دل پر عذابِ جَہَنَّم کا خوف طاری تھا اور آنکھوں سے پشیمانی کے آنسو رَواں تھے۔ رحمت خداوندی کی مجھ پر برسات ہوئی اور میں نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر لی اور فِلمی دنیا کو چھوڑنا اگرچہ بہت مشکل دکھائی دیتا ہے مگر میرا ذہن بنا کہ اسے چھوڑنے سے نقصان پہنچا تو دنیا ہی کو پہنچے گا لیکن اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ میری آخرت سنور جائے گی، لہٰذا میں نے فلم انڈسٹری کو چھوڑنے کا عزمِ مُصَمَّم (یعنی پختہ ارادہ) کر لیا۔ اپنی زندگی میں مَدَنی انقلاب برپا کرنے والے اس بیان کو میں نے بعد میں بھی بیسیوں بار سُنا۔ جب میں نے گھر والوں کے سامنے فلم انڈسٹری کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے کا اعلان کیا تو ان کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی، کیونکہ سب کی یہی خواہش تھی کہ میں بہت بڑا ایکٹر (اداکار) بنوں مگر میں نے یہ اعلان کر کے اُن کی "امیدوں پے پانی پھیر دیا" تھا۔ خاندان بھر میں گویا بھونچال آگیا، میری مخالفت شروع ہو گئی۔ مجھے نرمی سے، گرمی سے دوبارہ فلمی دنیا کا رُخ کرنے کے لئے آمادہ کیا گیا مگر میں نے صاف اِنکار کر دیا۔ بات یہاں تک بڑھی کہ مجھے گھر سے نکال دیا گیا۔ کوئی ٹھکانا تو تھا نہیں، میں کئی دن تک گھر سے باہر بے یارو مدد گار گھومتا رہا۔ اب بھی گھر والے جہاں ملتے بحث و تکرار شروع ہو جاتی۔ بالآخر مجھے دعوتِ اسلامی کے ذمہ دار اسلامی بھائیوں نے سمجھایا کہ آپ زبان کا قفلِ مدینہ لگا لیجئے اور کسی سے بحث نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو بہتری کی کوئی صورت نکل آئے گی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ قفلِ مدینہ لگانے کی برکت سے کچھ دن بعد ہی والدین نے مجھے گھر واپس بلالیا اور غیر اعلانیہ طور پر اپنے مطالبے سے بھی دستبردار ہو گئے۔ میں مسلسل سنّتوں بھرے اِجتماعات میں شرکت کرتا رہا۔ دعوتِ اسلامی نے میرے

کردار کو غلاظتوں سے پاک کرکے مجھے سُتھرا کردیا۔ میں فرائض وواجبات پر عمل کے ساتھ ساتھ سنّتوں اور مستحبات پر عمل کے لئے بھی کوشاں ہوگیا۔ مَدَنی ماحول نے مجھ پر جو رنگ چڑھایا اسے دیکھ کر کچھ ہی عرصے میں نہ صرف میرے چھوٹے بہن بھائی بلکہ میرے والدین بھی دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوکر سنّتوں کے عامل بن گئے۔ اللہ تعالیٰ امیر اہلسنّت دَامَت بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، جن کے ایک بیان نے ہمارے فلمی گھرانے کو مَدَنی گھرانے میں تبدیل کردیا۔ دعوتِ اسلامی کا مَدَنی کام کرنے کی مختلف ذمہ داریاں نبھانے کی کوشش کرتے کرتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تادمِ تحریر دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں ڈویژن مُشاورت کے خادم (نگران) کی حیثیت سے سنّتوں کی خدمت کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سَستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

(فلمی اداکار کی توبہ، ص ۲ تا ۷، مطبوعہ المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

غیب کی خبریں دینے والے اولیا

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور سراپا نور، شاہِ غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حضرت سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بھی حاضر تھے جب میں بیٹھا تو میں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر دُرُود شریف پڑھا، پھر اپنے لیے دعا مانگی حضور نبی کریم، رئوف رحیم، محبوبِ ربِّ عظیم عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مانگ! تجھے دیا جائے گا۔ مانگ! تجھے دیا جائے گا۔ (سنن الترمذی، ابواب السفر، باب ماذکر فی الثناء علی اللہ والصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل الدعاء، ص ۱۷۳، الحدیث: ۵۹۳، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ لبنان)

جنتی عورتوں کی سردار کون؟

حضرت عائشہ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: کہ ہم ازواج نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سرکار کے پاس جمع تھیں ہم میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہیں ہٹی۔ پس حضرت فاطمہ چلتی ہوئی رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ کا چلنا بالکل رسول اللہ کے چلنے کی مثل تھا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو آپ نے انہیں خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا: خوش آمدید میری بیٹی! پھر سرکار نے آپ کو اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھایا۔ پھر خاموشی سے ان کے کان میں کوئی بات فرمائی تو وہ بہت رونے لگیں۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو غمگین دیکھا تو پھر ان کے کان میں ایک اور بات کہی تو وہ ہنسنے بھی لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا آپ کو سرکار نے اپنی ازواج کی موجودگی میں خاموشی سے بات کرنے کے لئے خاص فرمایا پھر آپ رونے لگی پس جب رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھڑے ہوئے میں نے ان سے اس راز کے بارے میں دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ سے کیا راز کی بات کی تھی؟ تو آپ نے فرمایا: میں رسول پاک کا راز ظاہر نہیں کروں گی۔ آپ (حضرت عائشہ) فرماتی

ہیں کہ جب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وصال فرمایا تو میں نے فاطمہ سے کہا میرا جو حق تم پر ہے اس کی تمہیں قسم دیتی ہوں کیا وہ راز مجھے نہیں بتائیں گی جو راز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے فرمایا۔ حضرت فاطمہ الزہراء نے فرمایا لیکن اب تو ہاں میں تجھے خبر دیتی ہوں۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا جس وقت پہلی بار آپ نے سرگوشی فرمائی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت جبرئیل ہر سال ان سے قرآن مقدس کا ایک بار ورد (دور) کرتے تھے اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو بار ورد (دور) کیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔ تم اللہ سے ڈرتی رہو اور صبر کرو۔ میں تمہارے لئے بہترین پیشرو ہوں سیدہ فاطمہ نے فرمایا یہ سن کر میں رو پڑی جو تم نے میرا رونا دیکھ لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوسری بار سرگوشی فرمائی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ ! کیا تم خوش نہیں کہ تم مومن عورتوں کی سردار ہو (یا فرمایا) اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔ سیدہ فاطمہ فرماتی ہیں کہ : میں ہنس پڑی اور میری ہنسی آپ نے دیکھ لی۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل صحابہ ، باب فضائل فاطمۃ بنت النبی رضی اللہ عنہا ، ص ۹۵۵، الحدیث: ۲۴۵۰، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان) اور ایک حدیث میں ہے کہ تم میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملوں گی۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ص ۹۲۰، الحدیث: ۳۶۲۴، دار المعرفۃ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضور نے حضرت فاطمہ کو جنتی عورتوں کی سردار ہونے کی بشارت دی کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر دلالت کرتی ہے۔ آیئے اب سرکار کے غلاموں کی غیب کی خبریں دینے کے بارے میں پڑھتے

ہیں۔ چنانچہ

نذرانے کی گائیں

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃِ رب العزت فتاوی رضویہ شریف جس کی 30 جلدیں ہیں، 21656 صفحات ہیں، 6847 سوال و جواب اور 206 رسائل ہیں۔ ج ۱۳، ص 602 پر ''بَہجۃ الاسرار'' کے حوالے سے لکھتے ہیں: ہمیں خبر دی ابوالحسن بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر کا خرچ غیب سے چلتا تھا اور اُن کا تصرف نافذ تھا، اُن کے کام کرامات تھے، علی الاتصال اُنہیں کشف ہوتا تھا، مسلمان کثرت سے اِن کی نذر کرتے، ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا، کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں، حضرت نے اِن میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اِس گائے کے پیٹ میں سرخ پچھڑا ہے، جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اور اُس کا سب حلیہ بیان فرمادیا، پھر فرمایا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا، فقراء اِسے فُلاں دن ذبح کرینگے اور فُلاں فُلاں اِسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اِشارہ کیا اور فرمایا: اِس کے پیٹ میں بچھیا ہے اور اُس کا حلیہ بیان فرمایا فلاں وقت پیدا ہوگی اور وہ میری نذر ہوگی، فُلاں فقیر اِسے فُلاں دن ذبح کرے گا اور فُلاں فُلاں اِسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتّے کا بھی اِس کے گوشت میں حصہ ہے۔ ہمارے والد نے فرمایا خدا عزوجل کی قسم جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اِسی طرح واقع ہوا۔ (فتاوی رضویہ، ۱۳/ ۶۰۲، رضافاؤنڈیشن لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا شیخ جاگیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر کا واقعہ جو آپ نے ملاحظہ فرمایا اس میں شیخ جاگیر کا غیب کی خبر دینا ہے پہلی گائے کے پیٹ میں بچھڑے ہو گا اور دوسری گائے کے پیٹ میں بچھیا کی خبر دینا۔ اور یہ خبر دینا کہ گائیں اِن کی بارگاہ میں بطورِ نذرانہ پیش کی جائیں گی۔ اور یہ بھی اطلاع دینا کہ اِنہیں کون ذبح کرے گا اور کون کون کھائے گا؟ یہاں تک بتایا کہ ایک کتے کا بھی اِس میں حصہ ہو گا جس کا رنگ سرخ ہو گا۔ یہ سب کرامات ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کیا جاتا ہے اِسے ادباً نذر و نیاز بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں شرعی نذر (یعنی منت) مُراد نہیں۔ اور یہ کہ نذر و نیاز اولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کی ظاہری حیات اور پردہ فرمانے کے بعد بھی کی جاسکتی ہیں۔ بزرگانِ دین کی نذر و نیاز اُن کی ظاہری زندگی اور پردہ فرمانے کے بعد یہ مسلمانوں میں بہت قدیم سے رائج ہے، معمول ہے اور مقبول ہے۔

وہ تمہارے پاس آئیں گے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 649 صفحات پر مشتمل مطبوعہ کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ترجمہ بنام حکایتیں اور نصیحتیں''، ص 439 پر مبلغ اسلام الشیخ شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن ابی حواری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: موصل شہر میں ایک غمزدہ عاشق الٰہی عَزَّوَجَلَّ رہا کرتا تھا جس کا نام سعدون تھا۔ میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش

آتا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا: ''تمہارے غم اور محبت کا سبب کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ایک دن میں سیر وسیاحت کرتے ہوئے نکلا تاکہ کسی ایسے بندے سے ملوں جو میرے دل کو پاک کر دے اور مجھے رب عَزَّوَجَلَّ کے راستے کی معرفت کرا دے۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو شیر پر سوار تھا۔ میں اس سے خوفزدہ ہوا تو اس نے مجھے پکارا: ''کیا تم اپنے جیسی مخلوق سے ڈرتے ہو؟'' پھر اس نے شیر کو بھگادیا اور پیدل چلنے لگا۔ میں اس کے پیچھے ہو لیا اور اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ مرتبہ اور قرب عطا فرمایا ہے! مجھے بھی اس راستے کی رہنمائی فرمایئے۔'' اس نے فرمایا: ''دنیا کو قید خانہ اور آخرت کو ٹھکانہ اور قلعہ جانو، اپنی آنکھوں کو گریہ وزاری اور بیداری کا عادی کرو، سحری کے وقت بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں حاضری کو لازم پکڑو اور اس ذات سے خوفزدہ رہو۔'' میں نے عرض کی: ''یاسیدی! مزید کچھ فرمایئے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''اے سعدون! تو عقل مند ہے یا مجنون؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب تجھے راہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی معرفت مل جائے تو تیرا وجود تابع ہو جائے گا اور سیاہی دور ہو جائے گی۔'' میں نے عرض کی: ''یاسیدی! اس ذات کا واسطہ جس نے آپ کو بھیدوں پر آگاہ فرمایا اور آپ کا دل اپنے انوار سے معمور فرمایا! مجھے اجازت دیجئے کہ دن کا بقیہ حصہ آپ کی صحبت میں گزاروں۔'' تو فرمانے لگے: ''اس شرط پر کہ تم جو دیکھو گے اسے میرے زندہ رہنے تک چھپائے رکھو گے۔'' میں نے حامی بھرلی۔ پھر فرمایا: ''میرے ساتھ چلو، ہم کسی کے جنازے پر حاضر ہوں

گے۔'' پھر ہم چلتے چلتے ایک دریا پر جا پہنچے۔ انہوں نے دریا پر اپنی چادر بچھائی اور میرے ہاتھ کو تھام لیا۔ ہم چادر پر بیٹھ گئے یہاں تک کہ ہم دریا کے درمیان ایک جزیرے پر پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایک آدمی کو دیکھا جو چت لیٹا ہوا تھا، وہ سکرات موت میں تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اس کے غُسل و کفن کا اہتمام کیا، اس پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کر دیا۔ میں نے عرض کی: '' یاسیدی! یہ کون ہیں اور ان کا نام کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: '' یہ حضرت سیِّدُنا عبد الوہاب علیہ رحمۃ اللہ التَّوَّاب ہیں جو سات قطبوں میں سے ایک تھے، اب مجھے ان کی جگہ دی گئی ہے۔'' میں نے ان سے ان کے اپنے متعلق بھی پوچھنا چاہا مگر انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا اور مجھے چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ میں جزیرے میں اکیلا رہ جانے کی وجہ سے شدت سے رو پڑا۔ پھر میں نے اس قبر پر تلاوتِ قرآنِ کریم کی آواز سنی لیکن پڑھنے والا نظر نہ آ رہا تھا۔ میں اس سے مانوس ہو گیا اور قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ میں سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ مجھے خواب میں ایک حسین و جمیل بزرگ کا دیدار ہوا۔ میں نے عرض کی: '' یاسیدی! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی رضا اور قبولیت کی پوشاک عطا فرمائی ہے! اس بزرگ کا نام کیا ہے جو مجھے اس جزیرے میں تنہا چھوڑ گئے ہیں؟'' انہوں نے ارشاد فرمایا: '' یہ صاحبِ علمِ ربّانی حضرت سیِّدُنا عبد اللہ یونانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، وہ میری جگہ قطب بنائے گئے ہیں، کل وہ تمہارے پاس آئیں گے اور تجھے واپس پہنچا دیں گے، لیکن جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو میری طرف سے کہنا کہ '' میرے اور اپنے درمیان کئے ہوئے

وعدے کو نہ بھولنا۔''

حضرت سیِّدُنا سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں بیدار ہوا تو فجر ہو چکی تھی۔ میں نے وضو کرکے نماز پڑھی اور قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے لیٹ گیا تو اچانک مجھے اونگھ آ گئی اور مجھے تب پتہ چلا جب وہ بزرگ مجھے بیدار کر رہے تھے۔ میں نے ان کی دست بوسی کرتے ہوئے معذرت کی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور دریا کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ ہم خشکی پر پہنچ گئے۔ جب میں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: ''شیخ کی وصیت کہاں ہے؟'' میں نے عرض کی: ''یا سیدی! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کے اور ان کے درمیان کیا وعدہ ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ اسے نہ بھولنا۔'' تو آپ نے فرمایا: ''میں وعدہ بھولنے والا نہیں۔'' میں نے عرض کی، ''یا سیدی! مجھے ارشاد فرمایئے! آپ کے اور ان کے درمیان کون سا وعدہ ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں ہر روز ان کی زیارت کے لئے آیا کروں گا۔'' میں نے عرض کی: ''یا سیدی! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی معرفت عطا فرمائی اور اپنی ولایت سے مشرف فرمایا! مجھے ایسا توشۂ سفر عطا فرمادیں جو میرے لئے دنیا و آخرت میں نفع بخش ہو۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہدایت کے راستے پر چلتے رہو، گمراہ و مردود لوگوں سے کنارہ کش رہو، آج کے رزق پر قناعت کرو اور کل کی فکر نہ کرو، رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر راضی رہو اور آزمائش اور قضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر صبر کرو۔'' پھر مجھے وہیں چھوڑ کر وہ رخصت

ہو گئے۔ پھر حضرت سیِّدُنا سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہی واقعہ میری محبت، دیوانگی اور شوقِ دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا سبب ہے۔(اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق المجلس الحادی والاربعون فی مناقب الصالحین رضی اللہ عنھم، ص ۲۲۵، دار احیاء التراث العربی بیروت، ملخصا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت سیدنا عبد اللہ یونانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کا علم تھا کہ آپ نے حضرت سعدون کو غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شیخ کی وصیت کہاں ہے؟ اور ہمیں اس سے ایک اور بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نظام اپنے اولیاء کے ہاتھ میں دیا ہے کہ ہر وقت اس دنیا میں وہ موجود ہوتے ہیں جیسا کہ ان میں سے ایک عہدہ قطب کا ہے کہ ہر وقت سات قطب موجود ہوتے ہیں کہ جب ایک قطب فوت ہوتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا قطب بنا دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبد الوہاب کہ جو قطبوں میں سے تھے اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی جگہ پر حضرت عبد اللہ یونانی قطب بنائے گئے اور اسی طرح اور بھی بہت سے عہدے ہیں کہ ان عہدوں پر بیٹھنے والے اس نظام مملکت کو اللہ کے حکم سے چلاتے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہاں ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ جس طرح ہر دور میں قطب کا ہونا لازمی ہے تو کیا اسی طرح غوث کا ہونا بھی لازمی ہے اسی بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا تو ہمارے اعلیٰ حضرت نے اس کا جواب ارشاد فرمایا آیئے وہ سوال اور جواب ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

سُوال: کیا غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے؟

جواب: غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔ بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب "عبداللہ" ہوتا ہے اور وزیر دستِ راست (یعنی دائیں طرف کا وزیر) "عبدالرَّب" اور وزیر دستِ چَپ (یعنی بائیں طرف کا وزیر) "عبدالملک"۔ اس سلطنت میں وزیر دستِ چَپ، وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنتِ دنیا اس لئے کہ یہ سلطنتِ قلب ہے اور دل جانبِ چَپ۔ غوثِ اکبر وغوثِ ہر غوث حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے وزیر دستِ چَپ تھے اور فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وزیر دستِ راست۔ پھر اُمت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیت پر امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم وعثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی، اس کے بعد امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومولیٰ علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے پھر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی (کَرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کو اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے، پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب

ہوئے۔ ان کے بعد سیِّدُنا غوثِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مستقل غوث، حضور تنہا غوثیتِ کبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے۔ حضور "غوثِ اعظم" بھی ہیں اور "سیِّدُ الافراد" بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تک سب نائبِ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیتِ کبریٰ عطا ہو گی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ 1، ص178، المدینہ العلمیہ باب المدینہ کراچی، مفہوما)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رُوئے زمین پر اولیاءِ رَحِمَہُمُ اللہ تعالیٰ ہر وَقت موجود رہتے ہیں اور انہیں کی بَرَکت سے دنیا کا نظام چلتا ہے۔ چنانچہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ مایہ ناز تالیف فیضان سنت کے باب **آداب طعام** صفحہ 429 پر ہے:

حضرت سیِّدُنا شاہ عبدُالعزیز مُحَدِّث دِہلَوی علیہ رحمۃ اللہ الغنی سے کسی شخص نے شکایت کی کہ حُضُور! کیا وجہ ہے کہ آج کل دِہلی کا انتِظام "بَہُت سُست" ہے؟ فرمایا، آج کل یہاں کے صاحِبِ خدمت (یعنی ابدالِ دِہلی) سُست ہیں۔ پوچھا، کون صاحِب ہیں؟ فرمایا، فُلاں پھل فروش جو فُلاں بازار میں خَربوزے فروخت کرتے ہیں۔ پوچھنے والے صاحِب اُن کے پاس پہنچے اور خربوزے کاٹ کاٹ کر اور چکھ چکھ کر سب ناپسند کر کے ٹوکرے میں رکھ دیئے۔ اِس قدَر نقصان کر دینے والے کو بھی وہ کچھ نہیں بولے۔ کچھ عرصے کے بعد دیکھا کہ انتِظام بِالکل دُرُست ہے اور حالات بدل گئے ہیں تو اُسی شخص نے پھر پوچھا، کہ آج کل کون ہیں؟ حضرت سیِّدُنا شاہ عبدُالعزیز مُحَدِّث دِہلَوی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے فرمایا، ایک سَقّا ہیں، جو چاندنی چوک میں پانی پلاتے ہیں مگر ایک

گلاس کی ایک چَھدام (چَھدام اُن دنوں سب سے چھوٹا سکّہ تھا یعنی ایک پیسے کا چوتھائی حصّہ) لیتے ہیں۔ پوچھنے والے صاحب ایک چَھدام لے گئے اور اُن ابدال کو دیکر اُن سے پانی مانگا۔ اُنہوں نے پانی دیا اِن صاحب نے پانی گرا دیا اور دوسرا گلاس مانگا۔ اُنہوں نے پوچھا، اور چَھدام ہے؟ کہا، نہیں۔ اُن ابدال نے ایک دَھول (چانٹا) رَسید کیا اور کہا، خربوزے والا سمجھ رکھا ہے؟ (فیضان سنت، باب آداب طعام، ۱/ ۴۳۰، مکتبۃ المدینہ باب المدینۃ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ والے روحانی حاکم ہوتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی عطا سے غیب کی باتیں ان اللہ والوں کے علم میں ہوتی ہیں۔ ہر ولی کی ولایت کا شہرہ اور دھوم دھام ہونا ضروری نہیں۔ یہ حضرات معاشرے کے ہر طبقے میں ہوتے ہیں کبھی مزدور کے بھیس میں، کبھی سبزی اور پھل فروش کی صورت میں، کبھی تاجر یا ملازم کی شکل میں کبھی چوکیدار یا معمار کے روپ میں بڑے بڑے اولیاء ہوتے ہیں ہر کوئی ان کی شناخت نہیں کر سکتا ہمیں کسی بھی مسلمان کو حقیر نہیں جاننا چاہیے بعض اولیائے کرام باقاعدہ روحانی نظام سے مربوط ہوتے ہیں۔ (فیضانِ سنّت، باب آداب طعام، روحانی حاکم، ۱/ ۴۳۰، مکتبۃ المدینہ باب المدینۃ کراچی)

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ مایہ ناز تالیف ملفوظات اعلی حضرت کے صفحہ 73 پر ہے:

تُو آگ میں ہے

سید محمد یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے مادر زاد ولی تھے۔ ایک مرتبہ جب عمر شریف چند سال کی تھی باہر تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی جگہ

تشریف رکھی۔ایک شخص سے کہا لکھ : ''فُلَانٌ فِی الْجَنَّۃِ'' یعنی فلاں شخص جنت میں ہے۔ یونہی نام بنام بہت سے اشخاص کو لکھوایا۔ پھر فرمایا لکھ : ''فُلَانٌ فِی النَّارِ'' یعنی فلاں شخص دوزخ میں ہے۔انہوں نے لکھنے سے ہاتھ روک لیا،آپ نے پھر فرمایا،انہوں نے نہ لکھاآپ نے سہ بارہ (یعنی تیسری بار)ارشاد کیا۔انہوں نے لکھنے سے انکار کر دیا۔اس پر آپ نے فرمایا : ''اَنْتَ فِی النَّارِ'' تُوآگ میں ہے۔ وہ گھبرائے ہوئے ان کے والد ماجد (علیہ رحمۃ اللہ الواجد) کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ حضرت نے فرمایا : ''اَنْتَ فِی النَّارِ'' کہا یا ''اَنْتَ فِی جَھَنَّمَ''؟ عرض کی، ''اَنْتَ فِی النَّارِ'' فرمایا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا : ''میں اس کے کہے کو بدل نہیں سکتا،اب تجھے اختیار ہے دنیا کی آگ پسند کر یا آخرت کی ؟'' عرض کی : ''دنیا کی آگ پسند ہے ۔'' انکا جل کر انتقال ہوا۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت ،توآگ میں ہے ،حصہ 1،ص 73،المدینہ العلمیہ باب المدینہ کراچی) حدیث میں آگ کے جلے ہوئے کو بھی شہید فرمایا ہے۔(مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب جامع فیمن ھو شھید، حدیث3878، ج3، ص39) اعلیٰ حضرت اپنے والد ماجد کی غیب کی خبر دینے کی حکایت اپنی کتاب ملفوظات اعلیٰ حضرت میں بیان کرتے ہیں:

والِد محترم کی بشارت

ان کی اِس غایت محبت کے غصے نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز سے دیکھی تھی ۔ میں اس زمانہ میں بشدّت دردِ کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اسے بہت اِمتداد و

اِشتداد ہوا تھا(یعنی یہ درد بہت طویل و شدید تھا) ۔ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے۔ کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر و مرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رَواں (یعنی جاری) نہ ہوتے،جب ان کا اِنتقال ہوااور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی۔ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مُشَرَّف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی: یارسولَ اللہ! (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) حضور کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟فرمایا: ''برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے۔'' یہ وہی برکاتِ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھیں کہ جو محبتِ پیر ومرشد کے سبب انہیں حاصل ہُوئیں۔ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ(پ:۲۸، الجمعۃ:۴)ترجمہ کنزالایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ہاں تو اس خواب میں دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بھی حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں۔ دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی۔ میں شدتِ مرض سے تنگ آچکا تھا،زبان سے نکلا کہ'' حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہوجائے۔'' یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہوگیااور فرمایا:''ابھی تو

باون برس مدینے شریف میں۔'' واللّٰہُ اَعلَم اِس ارشاد کے کیا معنی تھے مگر اِس کے بعد جو دو بارہ حاضریِ مدینہ طیبہ ہوئی ہے اُس وقت مجھے باون واں (52) ہی سال تھا یعنی اکاون برس پانچ مہینے کی عمر تھی ، یہ چودہ برس کی پیش گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامانِ غلام کے کَفَش بردار ہیں، علومِ غیب دیتا ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ 2، ص 205، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے والد صاحب کو علم تھا کہ ابھی اعلیٰ حضرت انتقال نہیں کریں گے اور ساتھ ساتھ آپ کو باون سال کی عمر میں مدینہ شریف حاضری کی خبر بھی سنادی۔ یہ اللہ تعالی کی عطا ہے جس کو چاہے عطا کرے اور جس کو چاہے محروم کرے۔ اور اس سے ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک مرید کو چاہیے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کا ادب ہر وقت ملفوظ خاطر رکھے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولوی برکات کو یہ سب برکتیں اپنے پیر و مرشد کے ادب و محبت کی ہی وجہ سے حاصل ہوئیں۔ اور آج تک جتنے بھی اولیاء اس روئے زمین میں آکر آباد ہوئے ہیں ان سب کو مرتبہ ان کے پیر و مرشد کے واسطے سے ہی ملا ہے کہ

وہاں بچہ پڑا ہوا ہے

حضرت ابراہیم بن علی بن عمر متبولی انصاری ایک دفعہ خلیج کے کنارے ایک آدمی کے گھر دعوت ولیمہ کے لئے تشریف لے گئے وہ آدمی دستر خوان بچھانے اور دعوت کھلانے میں مصروف رہا، اس کا تین سالہ بچہ رات کے پہلے حصے میں خلیج میں گر گیا مگر گھر والوں کو رات کے آخری حصے میں یاد آیا۔ حضرت کو انہوں نے اطلاع دی، آپ

نے فرمایا جامع ازہر کے سامنے والے پُل کے قریب جہاں زمین کو پانی گر رہا ہے وہاں بچہ پڑا ہوا ہے مگر ابھی زندہ ہے۔ لوگ گئے تو بچہ وہاں موجود تھا اور بعد میں طویل عرصہ تک زندہ رہا۔ (جامع کرامات الاولیاء، حرف الالف، ابراھیم بن علی بن عمر المبتبولی، ۱/ ۳۳۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

غیب کی خبر

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 1548 صفحات پر مشتمل مایہ ناز تالیف فیضان سنت کے حصہ فیضان بسم اللہ کے صفحہ 113، پر بحوالہ ''بَہجۃ الْاَسرار شریف'' میں ہے، کہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو بکر بن ہوار علیہ رحمۃُ الجبّار فرماتے ہیں، عراق کے اَوتاد 7 ہیں:{1} حضرتِ سیِّدُنا شیخ معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ الحی{2} حضرتِ سیِّدُنا شیخ امام احمد بن حنبل علیہ رحمۃ اللہ الاکرم{3} حضرتِ سیِّدُنا شیخ بِشرِ حافی علیہ رحمۃ اللہ الشافی{4} حضرتِ سیِّدُنا شیخ منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار{5} حضرتِ سیِّدُنا شیخ جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی{6} حضرتِ سیِّدُنا شیخ سَہل بن عبدُاللہ تُستَری علیہ رحمۃ اللہ الباری{7} حضرتِ سیِّدُنا شیخ عبد القادِر جیلانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی۔ ہمارے غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی ابھی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی، اس لئے یہ غیب کی خبر سن کر عرض کیا گیا، عبد القادِر جیلانی کون؟ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ہوار علیہ رحمۃُ الجبّار نے جواباً ارشاد فرمایا : ایک عجمی ''شریف'' ہونگے (اہلِ عَرَب کے یہاں ساداتِ کرام کو ''شریف'' اور ''حَبیب'' بولتے ہیں جبکہ جناب کی جگہ لفظ ''سیِّد'' استِعمال کیا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ایک غیر عَرَبی سیِّد صاحِب) جو

کہ بغداد شریف میں قیام فرمائیں گے، ان کا ظُہُور پانچویں صَدی ہجری میں ہو گا اور وہ صِدّیقین (یعنی اولیائے کرام کی سب سے اعلیٰ قسم) سے ہوں گے۔'' اَوتاد وہ افراد ہیں جو دنیا کے سردار اور زمین کے قُطب ہیں۔(فیضان سنت، حصہ فیضان بسم اللہ، ص113، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں

حضرتِ سیِّدُنا شیخ عبد الحق محدِّثِ دِہلوی علیہ رَحمَۃُ اللہِ القوی نے ''اَخبارُ الاخیار'' صَفحہ نمبر 15 میں حضورِ غوثُ الاعظم علیہ رَحمَۃُ اللہ الاکرم کا یہ ارشادِ معظّم نقل کیا ہے: ''اگر شریعت نے میرے منہ میں لگام نہ ڈالی ہوتی تو میں تمہیں بتا دیتا کہ تم نے گھر میں کیا کھایا ہے اور کیا رکھا ہے، میں تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کیونکہ تم میری نظر میں آر پار نظر آنے والے شیشے کی طرح ہو۔''(اخبار الاخیار، قطب الاقطاب فرد الاحباب الغوث الاعظم۔۔۔الخ، ص15، النوریہ الرضویہ پبلیشنگ کمپنی مرکز الاولیاء لاہور)

گھوڑے فوراً تندرست ہو گئے

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت فتاوی رضویہ شریف میں انفاس العارفین کے حوالے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ کا قول ذکر کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: کہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ فرہاد بیگ کو ایک مشکل در پیش ہے، اُس نے نذر مانی ہے کہ اے باری تعالی اگر یہ مشکل سر ہو جائے (یعنی ٹل جائے) تو میں اِتنے حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی خدمت میں ہدیہ دوں گا، وہ مشکل ختم ہو گئی اور اُس کے ذہن سے وہ نذر نکل گئی، اِس کے بعد اُس کے چند گھوڑے بیمار ہو کر

قریب المرگ ہو گئے، حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: مجھے جب معلوم ہوا تو میں نے فرہاد بیگ کو ایک خادم کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ اگر گھوڑوں کی خیر چاہتے ہو تو فوراً نذر پوری کرو جو تم نے فلاں جگہ فلاں وقت مانی تھی، نذر پوری نہ کرنے کی وجہ سے گھوڑے بیمار ہوئے ہیں، تو وہ بہت نادم ہوا، اور نذر خدمت میں اِرسال کر دی (یعنی بھیج دی) تو گھوڑے فوراً تندرست ہو گئے۔ (فتاوی رضویہ جدید، ج۱۳، ص۶۰۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء)

پیالہ اور رومال کہاں ہے

حضرتِ سَیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ''ایک دن سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ، شہنشاہِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز عصر پڑھائی تو پہلا رکوع اتنا طویل فرمایا کہ ہمیں گمان ہوا کہ شاید رکوع سے سر نہ اٹھائیں گے۔ پھر جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا تب ہم نے بھی رکوع سے سر اٹھالیا۔ نماز ادا فرما لینے کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا رُخ اَنور محراب سے ایک جانب پھیر کر فرمایا کہ ''میرا بھائی اور چچا زاد علی بن ابو طالب کہاں ہے؟'' حضرتِ سَیِّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری صفوں سے عرض کیا: ''لبیک! میں حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو الحسن! میرے قریب آجاؤ۔'' چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

قریب آ کر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ابو الحسن ! کیا تم نے اگلی صف کے وہ فضائل نہیں سنے جو اللہ عزوجل نے مجھے بیان فرمائے ہیں ؟'' عرض کیا: '' کیوں نہیں، یارسول اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم !'' ارشاد فرمایا: '' پھر کس چیز نے تمہیں پہلی صف اور تکبیر اولیٰ سے دور کر دیا، کیا حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی محبت نے تمہیں مشغول کر دیا تھا ؟'' عرض کی : '' ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت میں کیسے رکاوٹ ڈال سکتی ہے۔'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : '' پھر کس چیز نے تمہیں روکے رکھا؟'' عرض کیا کہ ''جب حضرتِ سَیِّدُ نا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی تھی میں اس وقت مسجد ہی میں تھا اور دو رکعتیں ادا کی تھیں پھر جب حضرتِ سَیِّدُ نا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تکبیرِ اُولیٰ میں شامل ہوا۔ پھر مجھے وضو میں شبہ ہوا تو میں مسجد سے نکل کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر چلا گیا اور جا کر حسن و حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو پکارا مگر کسی نے میری پکار کا جواب نہ دیا تو میری حالت اس عورت کی طرح ہو گئی جس کا بچہ گم ہو جاتا ہے یا ہانڈی میں ابلنے والے دانے جیسی ہو گئی۔ میں پانی تلاش کر رہا تھا کہ مجھے اپنے دائیں جانب ایک آواز سنائی دی اور سبز رومال سے ڈھکا ہوا سونے کا پیالہ میرے سامنے آ گیا۔ میں نے رومال ہٹایا تو اس میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم پانی موجود تھا۔ میں نے نماز کے لئے وضو کیا پھر رومال سے تری صاف کی اور پیالے کو ڈھانپ دیا۔ پھر میں نے

پیچھے مڑ کر دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا نہ ہی مجھے یہ معلوم ہو سکا کہ پیالہ کس نے رکھا اور کس نے اٹھایا؟''

اللہ کے محبوب، دَانائے غُیُوب، مُنزّہٌ عن کل عُیُوب عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا: '' مرحبا! مرحبا! اے ابو الحسن ! کیا تم جانتے ہو : '' تمہیں پانی کا پیالہ اور رومال کس نے دیا تھا؟'' عرض کی : '' اللہ اور اس کے رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں ۔''ارشاد فرمایا: '' پیالہ تمہارے پاس جبرئیلِ امین علیہ السلام لے کر آئے اور اس میں حظیرۃ القدس کا پانی تھا اور رومال تمہیں حضرتِ سَیِّدُ نا میکائیل علیہ السلام نے دیا تھا، حضرتِ سَیِّدُ نا اسرافیل علیہ السلام نے مجھے رکوع سے سر اٹھانے سے روکے رکھا یہاں تک کہ تم اس رکعت میں آ کر مل گئے، اے ابو الحسن ! جو تم سے محبت کریگا اللہ عزوجل اس سے محبت کریگا اور جو تم سے بغض رکھے گا اللہ عزوجل اسے ہلاک کردے گا ۔''(بحر الدموع ،الفصل السادس والعشرون صفات التابعین والعباد الصالحین، ص 161، مکتبہ دار الفجر، دمشق بیروت، بتغیر قلیل)

حضرت علی جنتی ہیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب کوئی شخص اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بن جاتا ہے تو پھر اللہ تعالی اس پر اپنی خاص نعمتوں کو ظاہر فرما دیتا ہے اور جنت عطا فرما دی جاتی ہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ تو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جنت

کی بشارت عطا فرمائی تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی عظمت لوگوں پر اس حدیث مبارک سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ: ''حضرت علی جنت میں یوں چمکیں گے جیسے دنیا والوں کے لئے صبح کا ستارہ چمکتا ہے۔'' (کنز العمال، کتاب الفضائل، ذکر الصحابہ، فضائل علی، ۷/۲۷۷، الحدیث: ۳۲۹۱۴، دار الکتب علمیہ)

قرآن و علی ساتھ ساتھ

حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے'' یہ دونوں جدا نہیں ہوتے یہاں تک کہ حوض کوثر پر پہنچ جائیں۔ (المعجم الاوسط، باب العین، من اسمہ عباد، ۴/۳۷۶، الحدیث ۶۸۸۰، دار الفکر عمان)

مشکل کشا کے 7 حروف کی نسبت سے مولا علی کے 7 فضائل

(1) حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں جس کا مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔

(سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ص۸۴۶، الحدیث ۳۷۲۲، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ لبنان)

{2}۔۔۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، الفصل الثالث

، ۲/ ۴۳۰، الحدیث ۶۱۰۱، دار الکتب علمیہ)

{3}۔۔۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اور جو گھر میں آنا چاہے وہ دروازے سے آئے۔ (مستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، انا مدینۃ العلم وعلی ابوھا، ۴/ ۹۶، الحدیث ۴۶۹۳، دار المعرفہ بیروت)

{4}۔۔۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ آنسو بہاتے ہوئے آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تمام صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا اور میرے ساتھ کسی کا بھائی چارہ قائم نہیں کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، الفصل الثانی، ۲/ ۴۲۸، الحدیث ۶۰۹۳، دار الکتب علمیہ)

{5}۔۔۔ حضرت سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی منافق حضرت علی سے محبت نہیں کرتا اور کوئی مومن ان سے بغض نہیں رکھتا۔ (سنن الترمذی، ابواب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ص ۸۴۶، الحدیث: ۳۷۲۶، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

{6}۔۔۔ شہنشاہِ اولیاء، مولا مشکل کشاء، شیر خدا، علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: خدا کی قسم! جتنی آیاتِ قرآنی نازل ہوئیں مجھے ان سب کا علم ہے کہ

وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ اور کہاں نازل ہوئی ہے؟ بیشک میرے رب نے مجھے سمجھنے والا دل اور بہت سوال کرنے والی زبانِ عطا فرمائی ہے۔(حلیۃ الاولیائ، علی ابن ابی طالب، ۱/۱۰۸، الحدیث ۲۱۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

{7}۔۔۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَوَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِي یعنی عمران بن حصین سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں ۔اور میرے بعد وہ ہر مسلمان کا ولی ہے ۔(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل علی رضی اللہ عنہ، المجلد السادس، الجزء 11، ص 275، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے مولا علی شیر خدا کہ جو شہنشاہ ولایت ہیں ان کے فضائل سنیں آیئے اب ان کے غلاموں یعنی اولیاء کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ

شیروں والے ولی اللہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اپنے فتاوی رضویہ میں ”بہجۃ الاسرار“ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امامِ اجل، سیدُ العُلماء، شیخ القراء، عمدۃ العرفاء، سیدی ابو الحسن، نور الملۃ والدین، علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز نے فرمایا: ہمیں ابو زید عبد الرحمٰن بن سالم بن احمد قرشی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے خبر دی کہ میں نے حضرت عارف باللہ ابو الفتح بن ابی الغنائم رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے اِسکندریہ میں سنا کہ اہل بطائح سے ایک شخص ایک دبلا بیل کھینچتا ہوا ہمارے شیخ حضرت سید احمد رفاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حضور لایا اور عرض کی: اے میرے آقا! میرا اور میرے بال بچوں کا گذر

بسر اِسی بیل کے ذریعہ سے ہے، اب یہ ضعیف (یعنی بوڑھا) ہو گیا، اِس کے لئے قوت و برکت کی دعا فرمایئے۔ حضرت سید احمد رفاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس جائو اور اُنہیں میرا سلام کہو اور اُن سے میرے لئے دعا کرائو۔ وہ شخص بیل کو لے کر شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے یہاں حاضر ہوا، کیا دیکھا کہ حضرت سیدی سیدنا عثمان علیہ رحمۃ الرحمن تشریف فرماہیں اور اِن کے گرد شیر حلقہ باندھے بیٹھے ہیں، یہ (شخص) پاس حاضر ہوتے وقت ڈرا، تو فرمایا: آگے آ جائو۔ قریب حاضر ہوا، قبل اِس کے کہ یہ حضرت سید احمد رفاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا پیغام پہنچائے، سیدی عثمان علیہ رحمۃ الرحمن نے خود ہی فرمایا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام، اللہ میرا اور اُن کا خاتمہ بالخیر فرمائے، پھر ایک شیر کو اشارہ فرمایا کہ اُٹھ اِس بیل کو پھاڑ۔ شیر اُٹھا اور بیل کو مار کر اُس میں سے کھایا، حضرت نے فرمایا: اب اُٹھ آ۔ وہ شیر اُٹھ آیا، پھر دوسرے شیر سے فرمایا: اُٹھ اِس میں سے کھا۔ وہ اُٹھا اور کھایا۔ پھر اُسے بلایا۔ تیسرا شیر بھیجا، یونہی ایک ایک شیر بھیجتے رہے یہاں تک کہ اُنہوں نے سارا بیل کھالیا، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ بطیحہ کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل آیا اور حضرت شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے سامنے کھڑا ہو گیا، حضرت نے اُس شخص سے فرمایا: اپنے بیل کے بدلے یہ بیل لے لو۔ اُس نے بیل پکڑ تو لیا مگر دل میں کہتا تھا میرا بیل تو مارا گیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اِس بیل کو میرے پاس پہچان کر مجھے ستائے گا تو کیا کروں گا؟، ناگاہ (یعنی اچانک) ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور حضرت شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ

رحمۃ اللہ القوی کے دست مبارک کو بوسہ دے کر عرض کرنے لگا: اے میرے مولی (مدد گار)! میں نے ایک بیل حضور کی نذر کا رکھا تھا اور اُسے بطیحہ تک لایا، وہاں سے میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا، معلوم نہیں کہاں گیا، فرمایا: وہ ہمیں پہنچ گیا، یہ دیکھو یہ تمہارے سامنے ہے۔ وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور حضرت کے پائے مبارک (یعنی قدم مبارک) چوم کر کہنے لگا: اے میرے مولا (یعنی اے میرے مدد گار)! خدا عزوجل کی قسم اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو ہر چیز کی معرفت (یعنی پہچان) بخشی اور ہر چیز یہاں تک کہ جانوروں کو بھی آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی پہچان کرادی،

حضرت شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: اے شخص! بیشک محبوب اپنے محبوبوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا، جسے اللہ عزوجل کی معرفت ملتی ہے، اللہ عزوجل اُسے ہر چیز کا علم عطا فرما دیتا ہے۔ پھر بیل والے سے فرمایا: تو اپنے دل میں میرا شاکی تھا (یعنی تجھے دلی طور پر مجھ سے شکایت تھی) اور کہہ رہا تھا کہ میرا بیل تو مارا گیا اور خدا عزوجل جانے یہ بیل کہاں کا ہے مُبادا (یعنی کہیں) کوئی اِسے میرے پاس پہچان (دیکھ) کر مجھے ایذا نہ دے۔ یہ سن کر بیل والا رونے لگا۔ فرمایا: کیا تونے نہ جانا کہ میں تیرے دل کی جانتا ہوں جا اللہ تعالی اِس بیل کو تجھ پر مبارک کرے۔ وہ بیل کو لے کر چند قدم چلا اب اُسے یہ خطرہ گزرا کہ مبادا مجھے یا میرے بیل کو کوئی شیر آڑے آئے۔ فرمایا: شیر کا خوف ہے؟ عرض کی: ہاں۔ حضرت شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے جو شیر سامنے حاضر تھے اُن میں سے ایک کو حکم

دیا کہ اِسے اور اِس کے بیل کو بحفاظت پہنچا دے۔ شیر اُٹھا اور ساتھ ہو لیا، وہ شیر اِس بیل والے کے پاس سے شیر وغیرہ کو دور کرتا، کبھی اِس کے داہنے کبھی بائیں اور کبھی پیچھے چلتا، یہاں تک کہ وہ شخص بیل سمیت امن کی جگہ پہنچ گیا اور پھر اُس نے اپنا قصہ حضرت سیدنا احمد رفاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی سے عرض کیا، حضرت یہ سن کر روتے ہوئے فرمانے لگے: ابن مرزوق کے بعد اِن جیسا پیدا ہونا دشوار ہے۔ اللہ تعالی نے اس شخص کو بیل میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ وہ شخص بڑا مالدار ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ۱۳/ ۶۰۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء، مفہوما)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی کس طرح بے خوف خطر شیروں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے۔ آنے والے شخص سے بغیر پوچھے غیب کی خبر دیتے ہوئے یہ کہنا کہ میرے بھائی شیخ احمد پر سلام ہو اور اُن کے لیے دعا کرنا اور اسی طرح شیروں کا حضرت شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا مطیع و فرمانبردار ہونا۔ بطیحہ کی طرف سے ایک بہت فربہ بیل کا حضرت شیخ عثمان بن مرزوق بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی بارگاہ میں آنا اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا کسی کے بتائے بغیر یہ جاننا کہ یہ آپ کی بارگاہ میں نذر کیا گیا ہے اور بیل والے شخص کے دل کی بات جان لینا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے ہمیں دو زبردست مدنی پھول ملتے ہیں:

(1) اولیاء کی بارگاہ میں نذر و نیاز حاضر کرنا سعادت مندوں کا کام ہے۔

(2) صاحبِ کرامت ہونے کے باوجود خاتمہ بالخیر کی دعا کرنا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! کوئی مسلمان کیسے ہی عظیم مقام پر فائز ہو جائے وہ اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر سے مامون و محفوظ اور بے خوف نہیں ہو سکتا۔ شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ہمیں روز کم از کم ایک بار خاتمہ بالخیر کی دعا ضرور کرنی چاہیے۔

مسلمان ہیں ہم سب بھی تیری عطا سے
ہو ایمان پر خاتمہ یاالٰہی

اویس قرنی کا حلیہ بیان کرنا

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رحمتِ عالم، نورِ مجسّم شاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے اسرشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عزوجل اپنے بندوں میں سے ان کو زیادہ پسند فرماتا ہے جو مخلص، پرہیز گار اور گمنام ہوتے ہیں، جن کے چہرے گرد آلود، بھوک کی وجہ سے پیٹ کمر سے ملے ہوئے، اور بال بکھرے ہوئے ہوں، اگر وہ امراء کے پاس جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہ ملے، اگر کسی محفل میں موجود نہ ہوں تو کوئی ان کے متعلق سوال نہ کرے، اور اگر موجود ہوں تو کوئی انہیں اہمیت نہ دے، اگر وہ کسی سے ملاقات کریں تو لوگ ان کی ملاقات سے خوش نہ ہوں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو کوئی ان کی عیادت نہ کرے، اور جب مر جائیں تو لوگ ان کے جنازہ میں شریک نہ ہوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! ایسے لوگوں سے ہماری ملاقات کیسے ہو سکتی ہے؟ آپ صلّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''اویس قرنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) انہی لوگوں میں سے ہیں۔'' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: '' یارسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم! اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کون ہے؟'' میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے **غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:** ''اس کا قد درمیانہ، سینہ چوڑا، رنگ شدید گندمی، داڑھی سینہ تک پھیلی ہوئی اس کی نگاہیں جھکی جھکی، اپنے سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، زارو قطار رونے والا ہے، اس کے پاس دو چادریں ہیں؛ ایک بچھانے کے لئے اور ایک اوڑھنے کے لئے، دنیا والوں میں گمنام ہے، لیکن آسمانوں میں اس کا خوب چرچا ہے۔ اگر وہ کسی بات پر اللہ عزوجل کی قسم کھالے تو اللہ عزوجل ضرور اس کی قسم کو پورا کریگا، اس کے سیدھے کندھے کے نیچے سفید نشان ہے۔ کل بروزِ قیامت نیک لوگوں سے کہا جائے گا: '' تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ۔'' لیکن اویس قرنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) سے کہا جائے گا: ''تو ٹھہر جا اور لوگوں کی سفارش کر۔'' چنانچہ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کی تعداد کے برابر گناہگاروں کی سفارش کریگا۔''

پھر آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: ''جب بھی تم دونوں کی ملاقات اویس قرنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے ہو، تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کروانا۔''

حضرت سید نا علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سید نا عمر فاروق اعظم اور حضرت سید نا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تقریباً دس سال تک حضرت سید نا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو تلاش کرتے رہے، لیکن ان کے بارے میں معلو مات نہ ہو سکیں۔ پھر جس سال امیر المؤمنین حضرت سید نا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا، اسی سال آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے موقع پر جبل ''ابو قیس'' پر کھڑے ہو کر لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے باآواز بلند فرمایا:

''اے یمن سے آنے والے حاجیو! کیا تم میں کوئی اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی شخص موجود ہے؟'' یہ سن کر ایک بوڑھا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: ''ہم نہیں جانتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس اویس کے متعلق پوچھ رہے ہیں؟ ہاں! میرا ایک بھائی ہے جس کا نام اویس ہے، لیکن وہ تو بہت غریب اور عام سا آدمی ہے، وہ اس قابل کہاں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے متعلق سوال کریں، وہ تو ہمارا چرواہا ہے، اور ہمارے ہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔'' یہ سن کر حضرت سید نا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت غمگین ہوئے گویا کہ حضرت سید نا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے بارے میں اس شخص کا اس طرح بولنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت ناگوار گزرا ہو۔''

تھوڑی دیر بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بوڑھے شخص سے پوچھا: ''تیرا وہ بھائی کہاں ہے؟ کیا وہ ہمارے حرم میں موجود ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''جی

ہاں! وہ حرم شریف ہی میں موجود ہے، شاید! اب وہ میدان عرفات کی طرف ہوگا۔''

یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فوراً میدان عرفات کی طرف چل دیئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ عاشقِ صادق ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہا ہے، اور اونٹ اس کے ارد گرد چر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی سواریوں سے نیچے اتر آئے اور اس عاشقِ صادق کے پاس آ کر سلام کیا۔

حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے نماز کو مختصر کیا، اور نماز سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دیا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا: ''اے شخص! تو کون ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اپنی قوم کا مزدور اور چرواہا ہوں۔ آپ دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ''ہم تجھ سے ان چیزوں کے متعلق سوال نہیں کر رہے بلکہ یہ بتائیں، آپ کا نام کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: ''میں عبداللہ (یعنی اللہ عزوجل کا بندہ) ہوں۔'' فرمایا: ''یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ زمین و آسمان میں موجود تمام لوگ اللہ عزوجل ہی کے بندے ہیں، تم اپنا وہ نام بتاؤ جو تمہاری ماں نے رکھا ہے؟''

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''آپ لوگ

مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟''تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ''ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے متعلق چند نشانیاں بتائی ہیں، ہم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باتوں اور رنگت کے متعلق بتائی ہوئی نشانیاں توآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں دیکھ چکے ہیں، لیکن ہمارے غیب دان آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک نشانی اور بتائی تھی کہ اس کے سیدھے کندھے کے نیچے ایک سفید نشان ہوگا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذرا اپنا سیدھا کندھا ہمیں دکھادیں ،اگر وہ نشان موجود ہوا تو ہم پہچان جائیں گے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے متعلق ہمارے غیب دان آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے غیب کی خبر دی ہے۔

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے اپنے کندھے سے چادر ہٹائی توآپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک کندھے کے نیچے سفید نشان موجود تھا۔ نشان دیکھتے ہی دونوں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ تم ہی وہ اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہو جس کے متعلق ہمیں نبی غیب داں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے خبر دی تھی۔ اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کریں۔''

یہ سن کر حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''میں نہ تو صرف اپنے لئے استغفار کرتا ہوں اور نہ ہی کسی فردِ معین کے لئے، بلکہ میں تو ہر مؤمن

مرد و عورت کے لئے استغفار کرتا ہوں۔ آپ لوگوں پر اللہ عزوجل نے میرا حال تو منکشف فرماہی دیا ہے، اب آپ اپنے متعلق بتائیں کہ ''آپ کون ہیں ؟''

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے یہ سن کر جواب دیا: ''یہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور میں علی بن ابو طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہوں۔'' یہ سنتے ہی حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی باادب کھڑے ہوگئے اور عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلامت رکھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔'' یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل آپ پر بھی رحم فرمائے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی مقام پر میرا انتظار فرمائیں۔ تاکہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے مکہ مکرمہ سے کچھ چیزیں خرید لاؤں اور کچھ کپڑے وغیرہ لے آؤں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے یہیں ملنا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''حضور ! آپ تکلف نہ فرمائیں، شاید ! آج کے بعد میں آپ کی زیارت نہ کر سکوں گا اور ویسے بھی میں کپڑوں اور پیسوں کا کیا کروں گا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی دو چادریں موجود ہیں، میں انہیں پھاڑ تو نہیں دوں گا۔ اور یہ دیکھیں میرے پاس چمڑے کے جوتے ہیں میں اتنی جلدی انہیں بیکار تھوڑا ہی کروں گا، باقی رہا پیسوں کا مسئلہ تو میری قوم نے مجھے اونٹوں کی رکھوالی اور چرائی کے بدلے چار درھم دیتے ہیں جو میرے لئے کافی ہیں۔ اے امیر المؤمنین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ! میرے اور آپ کے سامنے ایک تنگ اور دشوار گزار گھاٹی ہے، جسے صرف کمزور اور ضعیف لوگ ہی عبور کر سکیں گے پس ہوسکے تو اپنے آپ کو ہلکا کرلیں، اللہ عزوجل آپ پر رحم و کرم فرمائے۔'' یہ سن کر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا: ''اے عمر! کاش! تجھے تیری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا ،کاش! وہ بانجھ ہوتی۔'' پھر فرمایا: ''کیا کوئی ایسا ہے جو مجھ سے خلافت کو اس کی ذمہ داریوں اور اس کے ثواب کے ساتھ قبول کرلے۔'' حضرت سیدنا اویس قرنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ !جو کوئی اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے وہ اس (خلافت) سے دور بھاگتا ہے (ہماری جدائی کا وقت آگیا ہے) اب آپ ایک طرف تشریف لے جائیں اور میں دوسری طرف چلا جاتا ہوں۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اونٹوں کو لے کر دوسری طرف چل دیئے، اور اونٹوں کو قوم کے حوالے کردیا۔ پھر سب کام چھوڑ کر صرف اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول ہوگئے اور بالآخر اپنے خالق حقیقی عزوجل سے جاملے۔ (حلیۃ الاولیاء الطبقۃ الاولی من التابعین، اویس بن عامر القرنی، ۲/۷۹تا۹۹، دار الکتب العلمیہ بیروت، ملخصا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غیب کی خبر دینا صرف آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ صحابہ کرام سے بھی بکثرت غیب کی خبروں کا صدور ہوا ہے اور اللہ ربّ العزّت عَزَّوَجَلَّ کی عنایت سے صَحابہ کرام علیہم الرضوان کے بھی غیب کی

خبریں بتانے کے واقِعات کتابوں میں ملتے ہیں چُنانچِہ کروڑوں مالکیّوں کے عظیمُ المرتبت پیشوا حضرتِ سیِّدُنا امام مالک بن اَنس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مشہورِ زمانہ مجموعہ احادیث "مُوَطّاامام مالِک" میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں،

بیٹی پیدا ہونے کی بشارت

حضرتِ سیِّدُنا عُروہ بن زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اُمُّ الْمُؤمِنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، خلیفۃُ الرَّسول حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں "الغابہ" کے مقام پر موجود ایک نخلستان دیا جس سے بیس (20) وسق کھجور آتی تھیں۔ جب ان کے وصال پر ملال کا وقت قریب آیا انہوں نے فرمایا "قسم بخدا! اے میری نور نظر! میں اپنے بعد تمہارے غنی ہونے سے کسی کا صاحب ثروت ہونا پسند نہیں کرتا۔ نہ ہی مجھ پر اپنے بعد کسی کا مفلس ہو جانا تمہارے افلاس سے زیادہ گراں گزرتا ہے۔ میں نے تمہیں ایک نخلستان ہبہ کیا تھا جس سے بیس (20) وسق کھجور آتی ہیں۔ کاش تم اسے کاٹ لیتی۔ اس پر قبضہ کر لیتی۔ وہ تمہارا ہو جاتا۔ آج تو وہ ورثاء کا مال ہے، ورثاء میں تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔ کتاب الٰہی کے مطابق وراثت تقسیم کر لینا"۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا "میں نے کہا: اے میرے والد ماجد! اللہ کی قسم! اگر اتنا اتنا مال ہوتا میں پھر بھی اسے چھوڑ دیتی۔ میری بہن تو صرف حضرت اسماء ہیں دوسری کون ہیں؟ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا: "حضرت بنت خارجہ کے شکم اطہر میں موجود حمل میرے علم کے مطابق لڑکی ہے۔ (الموطا مالک بن انس، کتاب

الاقضیۃ، باب مالا یجوز من النحل، ص۳۹۸،الحدیث 1503، دار المعرفۃ بیروت) اِس حدیث کے تَحت حضرتِ سیِّدُنا علامہ محمد بن عبدُالْباقی زُرْقانی تحریر فرماتے ہیں، چُنانچِہ ایسا ہی ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام ''اُمِّ کُلثُوم'' رکھا گیا۔ (شرحُ الزُّرقانی علی المُوطّا ،ج4، ص57، المکتبۃ الشاملہ)

دو کرامتیں ثابِت ہوئیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حدیث مبارَک کے بارے میں حضرتِ علّامہ تاجُ الدّین سُبکی علیہ رَحمَۃُ اللہِ القوی نے تحریر فرمایا کہ اس حدیث سے خلیفۃُ الرَّسول حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ثابِت ہوتی ہیں: (۱) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبل از وفات ہی یہ علم ہو گیا تھا کہ میں اِس مرض میں دنیا سے رِحلَت (یعنی کُوچ) کر جاؤں گا، اسی لیے تو فرمایا، میں اسی مرض میں فوت ہوں گا اور میرے پاس جو میرا مال تھا، وہ آج میراث کا مال ہے''۔ (۲) جو بچّہ پیدا ہوگا وہ لڑکی ہے۔ (حُجَّۃُ اللہِ علَی العالَمین فی معجزات سید المرسلین، ص۸۶۰، المطبعۃ الادیبۃ فی بیروت،، مفہوما)

صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عِلمِ غیب تھا

اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا، مَافِی الْاَرْحَامِ (یعنی جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اس) کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصِل ہو گیا تھا۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے آیتِ قرآنی اور اُس کی تفسیر غور سے سماعت فرمایئے چُنانچِہ اللہ تبارَکَ وَتعالیٰ پارہ ۲۱ سورہ لُقمٰن کی آخِری آیتِ کریمہ میں ارشاد فرماتا ہے: وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِؕ (پ۲۱لقمان ۳۴) ترجَمہ کنزالایمان: اور جانتا ہے

جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔

خلیفہ اعلیٰحضرت، مُفسّرِ قراٰن، حضرتِ صدرُ الافاضِل حافظ سیّد مفتی محمّد نعیم الدِّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی خزائنُ العِرفان ص ۶۶۱ پر اِس آیتِ مبارکہ کے تَحت فرماتے ہیں، ''علمِ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء واولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریقِ مُعجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے ۔ یہ اس اِختِصاص (یعنی مخصوص ہونے) کے مُنافی (خِلاف) نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ''بارِش کا وَقت اور حَمل میں کیا ہے اور کل کوئی کیا کریگا اور کہاں مرے گا۔'' ان اُمور کی خبریں بکثرت اولیاء وانبیاء نے ہی دی ہیں اور قراٰن وحدیث سے ثابت ہیں۔ حضرت سیّدُ نا ابراھیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو فرِشتوں نے حضرتِ سیّدُ نا اسحٰق عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے پیدا ہونے کی اور حضرتِ سیّدُ نا زَکَرِیّا عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو حضرت سیّدُ نا یَحْیٰی عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے پیدا ہونے کی اور حضرتِ مریم کو حضرتِ سیّدُ نا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرِشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرِشتوں نے اِطّلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قراٰنِ کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنیٰ قَطعاً یہی ہیں کہ بِغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنیٰ لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا مَحض باطِل اور صدہا آیات واحادیث کے خِلاف ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بے شک اولیائے کرام بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے آئندہ

ہونے والی اولاد کا پتا دے سکتے ہیں چُنانچِہ

بیٹا پیدا ہونے کی بشارت

امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی مایہ ناز تالیف فیضان سنت میں انفاس العارفین کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرتِ شاہ ولیُّ اللہ مُحدِّث دِہلوی علیہ رحمۃُ اللہِ القَوی فرماتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد حضرتِ شاہ عبدُ الرَّحیم علیہ رحمۃُ اللہِ الکریم فرماتے ہیں، میں ایک بار حضرتِ سیِّدُنا خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی علیہ رحمۃ اللہِ الباقی کے مزارِ منوّر کی زیارت کے لئے گیا۔ اُن کی روح مبارَک ظاہِر ہوئی اور فرمایا،'' تمہارے یہاں فرزند پیدا ہوگا اُس کا نام قطبُ الدِین احمد رکھنا۔'' چُونکہ زوجہ بڑھاپے کو پہنچ گئی تھیں اس لئے میں نے خیال کیا شاید اِس ارشاد سے مُراد بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہوگا۔ حضرتِ سیِّدُنا خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی علیہ رحمۃ اللہِ الباقی میرے اِس دِلی خیال پر فوراً مُطّلع ہوگئے اور فرمایا،'' میری یہ مُراد نہیں ہے بلکہ وہ فرزند تمہاری صُلب سے ہوگا۔'' شاہ ولیُّ اللہ صاحِب مزید فرماتے ہیں، والدِ ماجد نے ایک مدّت کے بعد دوسری خاتون سے عَقد (یعنی نکاح) فرمایا تو یہ کاتِبُ الحُرُوف فقیر ولیُّ اللہ پیدا ہوا۔ شُروع میں یہ واقِعہ یاد نہ رہا تو ولیُّ اللہ نام رکھ دیا اور کچھ عرصہ کے بعد یاد آیا تو دوسرا نام (حضرتِ سیِّدُنا خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی علیہ رحمۃ اللہِ الباقی کے فرمان کے مطابِق) قطبُ الدِین احمد رکھا۔ (فیضان سنت، باب آداب طعام، 99 حکایات، ص 479، مکتبہ المدینہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اولیائے کرام کے مزاراتِ طیّبات پر حاضِری

دینے اور اُن سے فیض لینے کا بُزُرگوں کا معمول رہا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وفات یافتہ اولیائے کرام بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے دلوں کا حال جانتے اور آئندہ کی خبریں بھی ارشاد فرمادیتے ہیں جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا خواجہ قطبُ الدّین بختیار کاکی علیہ رحمۃ اللہِ الباقی نے حضرتِ شاہ عبد الرَّحیم علیہ رحمۃ الکریم کو بیٹے کی ولادت کی بِشارت عنایت فرمائی۔

یہیں پاتے ہیں سارے اپنا مطلب ہر اک کے واسطے یہ در کُھلا ہے
میں دَر دَر کیوں پھروں دُر دُر سنوں کیوں مِرے آقا! مِرا کیا سر بِھرا ہے!

دِہلی کا بادشاہ ہو کر رہے گا

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ مایہ ناز تالیف خوفناک جادوگر کے صفحہ نمبر ۱۱ پر ہے: ایک روز حضرتِ سیِّدُنا غریب نواز علیہ رحمۃ اللہ التواب، حضرتِ سیِّدُنا شیخ اَوحَدُ الدّین کِرمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی اور حضرتِ سیِّدُنا شیخ شہابُ الدّین سُہروردی علیہ رَحْمَۃُ اللہِ القوی ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ ایک لڑکا (سلطان شمسُ الدّین اَلْتَمَش) تیر و کمان لئے وہاں سے گزرا۔ اُسے دیکھتے ہی حُضُور غریبِ نواز علیہ رحمۃ اللہ التواب نے فرمایا: ”یہ بچّہ دِہلی کا بادشاہ ہو کر رہے گا۔“ بالآخر یہی ہوا کہ تھوڑے ہی عرصے میں وہ دہلی کا بادشاہ بن گیا۔ (سیر الاقطاب)

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہو کے رہی

میٹھے طعام کا تھال

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت فتاوی رضویہ شریف میں انفاس العارفین کے حوالے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ کا قول ذکر کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: کہ حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ قصبہ ڈاسنہ میں حضرت مخدوم الہ دیا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، رات کا وقت تھا، اُس وقت فرمایا کہ حضرت مخدوم علیہ رحمۃ اللہ القیوم نے ہماری دعوت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کھانا کھا کر جائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے دعوت کا انتظار فرمایا یہاں تک کہ کافی رات گزر جانے کی وجہ سے لوگوں کی آمد ورفت بھی ختم ہو گئی، احباب غمگین و ملول ہوئے، اچانک ایک عورت میٹھے طعام کا تھال لئے نمودار ہوئی، اور آکر عرض کرنے لگی! میں نے نذر مانی تھی کہ میرا خاوند جس وقت گھر واپس آئے گا، میں اُسی وقت طعام پکا کر مخدوم الہ دیا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی درگاہ میں قیام پذیر فقراء میں تقسیم کروں گی، میری خواہش تھی کہ خدا عزوجل کرے اِس وقت رات گئے درگاہ میں کوئی موجود ہو تا کہ طعام تناول کرے اور میری نذر پوری ہو۔ (فتاوی رضویہ جدید، ج ۱۳، ص ۶۰۶، رضافاؤنڈیشن مرکز الاولیاء)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فتاوی رضویہ جدید، ج ۱۳، ص ۶۰۶، پر اِن حکایات کے بعد جو مدنی پھول عطا فرماتے ہیں اُن میں یہ بھی ہیں کہ (1) اولیاء کا اپنے حاضرینِ مزارات پر مطلع ہونا۔ (2) اِن سے کلام فرمانا کہ جب حضرت مخدوم الہ دیا قدس سرہ کے مزار شریف پر شاہ ولی اللہ صاحب کے والد عبد الرحیم صاحب حاضر ہوئے حضرت نے مزار شریف سے ان کی دعوت کی اور فرمایا کچھ کھا کر جانا۔ (3) اولیائے کرام کا بعد وفات غیبوں پر اطلاع پانا کہ حضرت مخدوم قدس سرہ کو معلوم ہوا

کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے آنے پر ہماری نذر مانی ہے اور یہ آج اس کا شوہر آئیگا اور یہ کہ عورت اُسی وقت ہماری نذر کے چاول اور شیرینی حاضر کرے گی۔(4)اولیاء کی نذر۔(5)مصیبت کے وقت اُس کے دفع کو اولیاء کی نذر ماننی۔(6)اُن کی نذر مان کر پوری نہ کرنے سے بلا آنا، اگرچہ وہ پورا نہ کرنا بھول جانے سے ہو۔(7)اُس نذر کے پورا کرتے ہی فوراً بلا کا دفع ہونا کہ فرہاد بیگ نے کسی مشکل کے وقت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد کی نذر مانی پھر یاد نہ رہی، گھوڑا مرنے کے قریب پہنچ گیا، شاہ صاحب کو معلوم ہوا کہ اُس پر یہ مصیبت ہماری نذر پوری نہ کرنے سے ہے، اُس سے فرما بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری منت پوری کرو، اس نے وہ نذر پوری کی گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا۔(فتاوی رضویہ جدید، ج۱۳، ص۶۰۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء)

وعظ و نصیحت کیا کرو

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 616 صفحات پر مشتمل مایہ ناز تالیف نیکی کی دعوت، صفحہ 368 پر ہے کہ امامُ الطّائِفہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابوالقاسم جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے فرمایا: (میرے پیر و مرشد) حضرتِ سیِّدُنا شیخ سَرِی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں میں وَعظ و نصیحت کیا کرو مگر میں خود کو اِس کا اَہل نہیں سمجھتا تھا اِس لئے ہمّت نہ ہوتی تھی۔ایک شبِ جُمُعہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے خواب میں نواز کر مجھ سے فرمایا: ''لوگوں کو نصیحت کرو۔'' میں بیدار ہوا اور صُبح کا اِنتِظار کیے بِغیر (اپنے پیر روشن ضمیر) حضرتِ سیِّدُنا شیخ سَرِی سَقَطی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی

خدمت میں حاضِر ہوگیا۔ (میرے عرض کرنے سے پہلے ہی) اُنہوں نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) فرمایا: ''جب تک سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود نہ فرمایا تم نے میرے کہنے کا اعتِبار نہیں کیا۔'' حضرتِ سیِّدُنا شیخ جُنیدِ بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے اُسی صُبح سے جامع مسجِد میں بیان شُروع کردیا۔ لوگوں میں یہ بات فوراً پھیل گئی کہ آج سے جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی بیان فرمانے لگے ہیں۔ (روض الریاحین، ص۱۵۷، المکتبۃ التوفیقیہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے شیخ جنید بغدادی کے پیر و مرشد کے علم غیب کے بارے میں ملاحظہ فرمایا آیئے اب شیخ جنید بغدادی کے علم غیب کے بارے میں بھی ملاحظہ فرماتے ہیں اس لئے کہ اللہ عزوجل کی عطا سے حضرتِ سیِّدُنا شیخ جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی بھی دلوں کے حال جان لیتے تھے چُنانچِہ

پہلے خیال پر کیوں نہ نکلے؟

حضرتِ سیِّدُنا خیرُ النَّساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی دروازے پر تشریف لائے ہیں مگر میں نے توجُّہ ہٹادی مگر پھر دوبارہ اور سہ بارہ (یعنی تیسری بار) یہی خیال آیا، نکلا تو واقعی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دروازے پر تھے، مجھ سے فرمایا: پہلے خیال پر کیوں نہ نکلے! (رسالۂ قُشیریہ، باب الفراسۃ، ص۲۷۴، دار الکتب العلمیہ بیروت) سبحٰن اللہ دیکھا آپ نے! حضرتِ سیِّدُنا شیخ جُنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی نے غیب کی خبر ارشاد فرمادی کہ ''پہلی بار خیال آتے ہی کیوں نہ نکلے!''

مرشِد پر مرید کا حال پوشیدہ نہیں ہوتا

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 413 صفحات پر مشتمل مطبوعہ کتاب ”عیون الحکایات“، حصہ دُوُم، ص34 پر حضرتِ امام ابو الفَرَج، عبدالرحمن بن علی جوزی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا ابو عمرو بن عَلْوَان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ میں کسی کام سے ”رَحْبَہ“ کے بازار میں گیا۔ دیکھا کہ کچھ لوگ جنازہ اٹھائے جارہے ہیں۔ میں نمازِ جنازہ کے ارادے سے اُن کے ساتھ ہولیا۔ تدفین کے بعد جب واپس ہوا تو بِلا ارادہ ایک حسین و جمیل عورت پر نظر پڑ گئی اور میں اسے دیکھنے لگا پھر نادِم ہو کر ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن“ کہتے ہوئے نگاہ پھیر لی۔ اور اللہ رب العزت جَلَّ جَلَالُہٗ سے اپنے اس فعل کی معافی چاہتے ہوئے گھر چلا آیا۔ گھر پہنچا تو بوڑھی خادمہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا: ”یہ آپ کا چہرہ سیاہ کیوں ہو گیا؟“ میں نے گھبرا کر آئینہ دیکھا تو واقعی میرا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ آخر ایسا کونسا گناہ سرزد ہو گیا جس کی نحوست سے مجھ پر یہ مصیبت آ پڑی؟۔ پھر خیال آیا کہ اس غیر عورت کو دیکھنے کی وجہ سے اس عذاب میں گرفتار ہوا ہوں۔ چنانچہ میں چالیس روز تک اللہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگتا رہا۔ پھر خیال آیا کہ مجھے اپنے مرشدِ کامل حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہئے۔ چنانچہ، میں عروس البلاد ”بغداد شریف“ کی جانب چل دیا۔ جب مرشدِ کامل کے آستانہ عالیہ پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو شیخِ کامل حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کی آواز سنائی دی: ”اے ابو عمر! اندر آجاؤ تم نے ”رَحْبَہ“ میں گناہ کیا

، اور ہم یہاں بغداد میں تمہارے لئے استغفار کر رہے ہیں۔" ("عیون الحکایات"، الحکایۃ الثامنۃ والعشرون بعد المائتین عاقبۃ نظرۃ حرام، ص222، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرتِ سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو اپنے مرید کے گناہ کا علم اس کے بتانے سے پہلے سے ہی ہو گیا تھا اور آپ اپنے گھر بیٹھے ہی اس کے گناہ پر استغفار کر رہے تھے۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا
اللہ والے ہی ہیں کہ جو اللہ سے ملا دیتے تھے

میری کمر کا درد چلا گیا

عطّار آباد (بابُ الاسلام سندھ) کے ایک اسلامی بھائی نے کچھ اس طرح بیان دیا: میں آوارہ گرد اور گندی ذہنیّت کا مالِک تھا، دوستوں کی مَنڈلیوں میں فحش باتیں کرنا پھر اوپر سے زور دار قہقہے مارنا میرا خاص مشغلہ تھا۔ میری کمر میں مستقل طور پر درد رہنے لگا تھا، جو کسی طرح کے علاج سے بھی نہ جاتا تھا۔ میری قسمت کا ستارہ یوں چمکا کہ رَمَضانُ المُبارَک (۱۴۲۶ھ۔ 2005ء) بعض شناسا اسلامی بھائی ایک دم میرے پیچھے پڑ گئے کہ تم کو ہر حال میں ہمارے ساتھ اجتماعی اِعتِکاف میں شرکت کرنا ہے۔ میں ٹالتا رہا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے، مجبوراً مجھے "ہاں" کرنی پڑی۔ میں آخِری عَشَرَہ رَمَضانُ المُبارَک (۱۴۲۶ھ) میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ میمن مسجِد (عطّار آباد) میں مُعتکِف ہو گیا۔ میں گویا کسی نئی دنیا میں آ گیا تھا، پانچوں نَمازوں کی بہاریں، سنّتوں بھرے پُر سوز بیانات، رِقت انگیز دعائیں، سنّتوں بھرے حلقے پھر

اوپر سے عاشِقانِ رسول کی شفقتیں اور ان کی برکتیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دورانِ اِعتِکاف میری کمر کا درد بِغیر کسی دواء کے خود بخود ٹھیک ہو گیا اور میرے قلب میں مَدَنی انقلاب برپا ہو گیا۔ میں نے گناہوں سے توبہ کی، چہرے کو مَدَنی آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم کی مَحَبَّت کی مبارک نِشانی داڑھی سے آراستہ کیا اور سبز عمامہ شریف سے سر بھی سرسبز ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ 41 دن کا مَدَنی قافلہ کورس کرنے کی سعادت حاصِل کی اور اب دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں کی دھومیں مچانے کیلئے کوشاں ہوں۔

ان شاء اللہ ہو ٹھیک دردِ کمر مَدَنی ماحول میں کر لو تم اعتکاف
مرضِ عصیاں سے چھٹکارا چاہو اگر مَدَنی ماحول میں کر لو تم اعتکاف

{فیضانِ سُنَّت، باب فیضانِ رَمَضان، فیضان اعتکاف، ص ۱۲۳۷، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ (کراچی)}

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اچانک غائب ہونے والے اولیا

دُرُودِ پاک کی فضیلت

اَمیرُ المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا فارُوقِ اَعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خِلافت میں ایک مالدار شخص تھا جس کا کردار اچھا نہیں تھا، مگر اُسے **دُرُود شریف** پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اُٹھتے بیٹھتے **دُرُود شریف** پڑھتا رہتا۔ جب اس کی موت کا وَقت قریب آیا تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا اور مَسْخ ہو کر اس قدر بھیانک ہو گیا کہ جو دیکھتا خوفزدہ ہو جاتا۔ اس کسمپرسی کے عالَم میں اس نے فریاد کی: یاحبیبَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت رکھتا ہوں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم پر کثرت سے **دُرُود و سَلام** پڑھتا ہوں۔ ابھی اس نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ اچانک آسمان سے ایک **سفید پرندہ** اُترا اور اُس نے اپنا پَر اُس شخص کے چہرے پر پھیر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا چہرہ **چمک** اُٹھا پھر فَضا مُشکبار ہوگئی اور اس کی زبان پر کلمۂ طیبہ جاری ہوگیا اور اس کی رُوح قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کرگئی۔ جب اس کو قبر میں اُتارا جارہا تھا غیب سے یہ آواز آئی: ہم نے اس بندے کو قبر میں رکھنے سے پہلے ہی کِفایت کی اور ہمارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پڑھے ہوئے **دُرُود شریف** نے اسے قبر سے اُٹھا کر جنّت میں پہنچادیا ہے۔ رات کسی نے **خواب** میں یہ منظر دیکھا کہ مرحوم فَضا میں چل رہا ہے اور اس کی زبان پر یہ آیتِ کریمہ جاری ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (پ۲۲، الاحزاب:۵۶) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللّٰہ اور اُس کے فِرِشتے دُرُود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر دُرُود اور خُوب سَلام بھیجو۔ (درۃ الناصحین، المجلس السابع والاربعون فی فضیلۃ القران، ص۱۸۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح اس کے والد کا سیاہ چہرہ درود پاک کی برکت کی وجہ سے روشن ہوگیا۔ یقینا درود پاک پڑھنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھا کریں تاکہ اس کے فوائد سے بہرہ مند ہوسکیں۔

نامِ حضرت پہ لاکھ بار دُرود بے عدَد اور بے شُمار دُرود
ہم کو پڑھنا خدا نصیب کرے دَم بَدَم اور بار بار دُرود

نَزع میں، گور میں، قِیامت میں ہر جگہ یار، غَمگُسار دُرود
جو مُحِبِّ نبی ہے، اے کافی! چاہئے اُس کو بار بار دُرود
(کافی کی نعت، ص۳۸)

میرے پاس سے غائب ہو گیا

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 649 صفحات پر مشتمل مطبوعہ کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِقِ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ترجمہ بنام حکایتیں اور نصیحتیں''، ص209 پر مبلغ اسلام الشیخ شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں ایک پہاڑ میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک زخمی دل والے کی چیخ وپکار سنی، جو کہہ رہا تھا: ''اے بیابانوں میں حیرت زدوں کی رہنمائی فرمانے والے! اے خلوتوں میں وحشت محسوس کرنے والوں کی وحشت دور کرنے والے! جب بہادروں کو توانائی کی تلاش ہوتی ہے، میں تجھ سے توانائی کا سوال کرتا ہوں اور جب جاہل فخر وناز کرتے ہیں تو میں تجھ سے فخر طلب کرتا ہوں۔'' حضرت سیِّدُنا ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جلدی سے اُس طرف بڑھا اور اُس شخص کو جا کر سلام عرض کیا، اُس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: ''اِس رات کی تاریکی میں، آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں؟'' فرماتے ہیں، میں نے کہا: ''سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوں، میں نے آپ سے ایسا کلام سنا ہے کہ جس نے میرے دل کے زخموں کو تازہ کر دیا ہے اور وجد و غم کو حرکت دے دی ہے۔'' یہ سن کر اُس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر

پڑا۔ ہوش آنے کے بعد رونے لگا۔ میں نے اُس سے رونے کا سبب پوچھا تو اُس نے جواب دیا: ''میں تمناؤں اور فانی زندگی میں وقت ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔'' پھر وہ منہ پھیر کر چل دیا۔ حضرت سیِّدُنا ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں بھی اُس کے پیچھے ہو لیا۔ ایک وادی میں جُھک کر بیٹھنے کے بعد وہ دوبارہ رونے لگا تو میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، مجھے بھی راستہ دکھایئے۔'' تو اُس کی آہ وبُکا میں زیادتی ہو گئی اور کہنے لگا: ''تجھ پر افسوس ہے! کہاں ہے راستہ؟ کہاں ہیں دائیں طرف والے اور کہاں ہیں اعلیٰ علیین کے مراتب؟'' پھر اس نے میرے ہاتھ پر ضرب لگائی اور آگے لے گیا تو اچانک ہم ایک وادی کے کنارے پر پہنچ گئے۔

میں نے کہا: ''فجر طلوع ہو گئی ہے اور ہمیں وضو کرنا ہے۔'' تو اُس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا جس سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور مجھے کہا: ''لیجئے، وضو کر کیجئے۔'' ہم دونوں نے وضو کیا پھر اُس نے اذان و اقامت کہی اور ہم نے نماز پڑھی، جب سلام پھیرا تو اُس نے کہا: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! تم سلامت رہو، اب جدائی کا وقت آ گیا ہے۔'' میں نے کہا: ''اُس ذات کی قسم جس نے آپ کے لئے اپنی بارگاہ تک رسائی آسان فرما دی ہے! میرے لئے دعا فرمائیں۔'' پھر میں نے اپنے توشہ دان کی طرف اشارہ کیا تو اُس نے پوچھا: ''کیا آپ بھوک سے ہیں؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' تو اُس نے کہا: ''غذا طلب کر کے آپ نے اپنے دل کو کائنات میں غور و فکر سے غافل کر دیا ہے، اگر آپ یقین کا ذائقہ چکھ لیتے اور متقین کے لئے اللہُ رَزَّاق عَزَّوَجَلَّ کی تیار کی گئی نعمتیں ملاحظہ کر لیتے تو آپ کا خشوع ہمیشہ رہتا اور آپ کی بھوک

ختم ہو جاتی۔" پھر اُس ولی اللہ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تو یکایک گرم گرم روٹی بر آمد ہوئی گویا کہ آگ سے نکلی ہو اور اُس نے مجھ سے کہا: "کھایئے۔" میں نے حیران ہو کر اسے کھایا اور دل میں اِس کے متعلق پوچھنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ خود ہی کہنے لگا: "اے نوجوان! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں، جنہوں نے سچے دل سے خواہشاتِ نفسانیہ کو ترک کیا تو اب پوری کائنات زندگی و موت میں اُن کی خدمت کرتی ہے۔" اِس کے بعد اچانک وہ میرے پاس سے غائب ہو گیا پھر میں اس کو نہ دیکھ سکا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس التاسع عشر فی مناقب الصالحین، ص110، دار احیاء التراث العربی بیروت)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس اللہ کے ولی سے کیسی کیسی کرامات کا ظہور ہوا اور اس اللہ کے ولی کی وقت کی قدر کے بارے میں ملاحظہ فرمایا۔ ان کی کرامات کو ملاحظہ کرنے سے پہلے آیئے وقت کی قدر کے بارے میں کچھ ملاحظہ کرتے ہیں پیارے اسلامی بھائیو! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں، جنہوں نے سچے دل سے خواہشاتِ نفسانیہ کو ترک کیا تو اب پوری کائنات زندگی و موت میں اُن کی خدمت کرتی ہے اور وہ اولیاء خواہشات کو پورا کرنا وقت کا ضیاع شمار کرتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ ہم خواہشات نفسانی کے حصول میں وقت کو ضائع کرتے رہتے ہیں پیارے اسلامی بھائیو! یاد رکھیے کہ جو وقت کو ضائع کرتا ہے وقت اس کو ضائع کرتا ہے اور جو وقت کی قدر نہیں کرتا وقت اس کی قدر نہیں کرتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ

تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے صدقے میں ایمان عطافرمایا۔ ہمارے لئے اس دنیا میں طرح طرح کی نعمتیں پیدافرمائیں۔ جس طرح چاند، سورج، ہوا، پانی یہ سب اس کی عظیم نعمتیں ہیں۔ پیارے اسلامی بھائی! اِسی طرح وقت اور زندگی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت ہے۔ کھوئی ہوئی دولت تو دوبارہ حاصل ہو سکتی ہے، مگر کھویا ہوا وقت لاکھ کوشش کے باوجود واپس نہیں آسکتا۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں اپنے وقت کی قدر پہچاننی ضروری ہے، فالتو وقت گزرنا کتنے بڑے نقصان کی بات ہے وہ اس حدیثِ مبارک سے سمجھئے چُنانچِہ تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''اہلِ جنّت کو کسی چیز کا بھی افسوس نہیں ہوگا سوائے اُس ساعت (یعنی گھڑی) کے جو (دنیا میں) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر کے بِغیر گزر گئی۔'' (الجامع الصغیر للسیوطی، ج 2، حرف اللام، حدیث، 7701، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دنیا میں وہی لوگ کامیاب ٹھہرے جنہوں نے وقت کی قدر کی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے اور وقت کی قدر کرنے کی برکت سے عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''غوث الاعظم'' کہلائے، علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''داتا گنج بخش'' مشہور ہوئے اور معین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''خواجہ غریبِ نواز'' بننے کا اعزاز پایا، فرید الدین گنج شکر کہلائے۔ آیئے اب ایسے ہی اللہ کے ولی کی وقت کے قدر کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ جنہوں نے وقت کی قدر کی اور وقت نے ان کو الیاس قادری سے امیر اہلسنت کے لقب سے نوازا چنانچہ

اَمیرِ اہلسُنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اور وقت کی قدر

شیخِ طریقت ،امیرِ اہلسنّت، بانی دعوتِ اسلامی دامت برکاتہم العالیہ کو اِنتہائی کم وقت میں بہت بڑی کامیابی نصیب ہوئی اور چار دانگِ عالَم میں آپ کی دِینی خِدمات کا شُہرہ پھیل گیا ۔اِس کی وجوہات میں ایک نُمایاں وجہ وقت کی قدر بھی ہے ۔ آپ (دامت برکاتہم العالیہ) نے اپنے شب و روز کو ایک مدنی مقصد کے حُصُول کے لئے بہترین انداز میں تقسیم کیا۔ نماز ،اَذکار ،اوراد و وظائف، بیانات، مُطالَعہ، روزوں کا تَسلسُل، نوافل کی کثرت ،مدنی مشورے، مَدَنی مذاکرے ، سَحَری ، اِفطار، مُریدین و مُحبّین و متعلقین اور علماء وصلَحاء سے مُلاقات، تحقیقی و دقیق مسائل میں مفتیانِ کرام کی معاونت و مشاورت ، مکتوبات کے جوابات، مریضوں کی عیادت ،اہلِ خانہ کی ضرورت، بچوں کی مدنی تربیت، تحریری کام ،سونا ،جاگنا، ذِمّہ داران کی اِصلاح کے لئے مختلف تحریرات ، باز پُرس ،دلجوئی ،حَوصلہ افزائی ، مُستقبل کے اہداف کا تَفَکُّر اور روزمرّہ زِندگی کے بے شمار معمولات کو مختلف اوقات میں تقسیم کرکے اس پر استقامت سے عمل آپ کا طُرّہ امتیاز ہے ۔ آپ کی دِینی و تنظیمی کامیابیوں اور کامرانیوں کی بہترین مثال (تادمِ تحریر) اپ ڈیٹ کارکردگی لکھنی ہے ممالک میں ''دعوتِ اسلامی ''کا پیغام اور اپ ڈیٹ کارکردگی لکھنی ہے شعبوں کے قیام کے ساتھ ساتھ شہرہ آفاق عظیم و ضخیم تصنیف ''فیضانِ سنت ''، بارہ(12) رسائل کا مجموعہ '' نماز کے احکام'' ،''پردے کے بارے میں سوال جواب'' اور مختلف فقہی ،قبر وآخرت ،طب اور دیگر سینکڑوں موضوعات پر کتب اور سینکڑوں بیانات اور مَدَنی مذاکرے اور ہزارہا صفحات پر مشتمل تحریری مواد بھی ہے ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی

اِحْسَانِہٖ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے اس ولی اللہ سے صادر ہونے والی کرامات کو بھی ملاحظہ فرمایا آیئے اب ان کرامات کو ملاحظہ کرتے ہیں۔ پہلی کرامت جو اُس ولی اللہ سے ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ وہ اچانک نظروں سے اوجھل (غائب) ہو گئے۔ دوسری کرامت جو اُس ولی اللہ سے ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ انہوں نے اپنا مبارک ہاتھ زمین پر مارا تو یکایک گرما گرم روٹی زمین سے نکل آئی گویا کہ آگ سے نکلی ہو۔ تیسری کرامت جو اُس ولی اللہ سے ظاہر ہوئی کہ جب حضرت سیِّدُنا ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گرما گرم روٹی دیکھی تو دل میں ارادہ کیا کہ اس کے متعلق پوچھوں تو فوراً ارادہِ دلی پر مطلع ہو کر اُس ولی اللہ نے کہا "اے نوجوان! بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں، جنہوں نے سچے دل سے خواہشاتِ نفسانیہ کو ترک کیا تو اب پوری کائنات زندگی و موت میں اُن کی خدمت کرتی ہے۔" چوتھی جب انہوں نے زمین پر ہاتھ مارا تو پانی کا چشمہ جاری ہوا گیا تو پھر اُس ولی اللہ اور حضرت سیِّدُنا ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں نے اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا کی۔

اللہ اکبر! اللہ والے نماز کی کس قدر پابند ہوتے اور اہتمام فرماتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِن عبادت گذاروں کے صدقے میں ہمیں بھی خشوع و خضوع کے ساتھ نمازِ پنجگانہ مسجد میں باجماعت صفِ اوّل اور تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ پڑھنے کی توفیق اور اِس پر استقامت نصیب فرمائے۔

میں پانچوں نمازیں پڑھوں باجماعت ہو توفیق ایسی عطا یاالٰہی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہمارے اولیاء کرام نمازوں کا کس قدر اہتمام کیا کرتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ نمازوں میں سستی کرتے ہیں یاد رکھیے نماز نہ پڑھنا بہت سخت گناہ ہے اور اس پر سزا بھی ملے گی اور یہ بات بھی جان لی جئیے کہ ہمارے اولیاء کرام نے شریعت کی اتباع کی تھی تو انہیں ولایت حاصل ہوئی اس لئے کہ ولایت شریعت کے تابع ہے جیسا کہ شریعت کی اتباع غوث پاک نے کر کے دکھائی تو پھر وہ غوث اعظم کے رتبے پر فائز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم کمالات سے نوازا چنانچہ اعلی حضرت بہجۃ الاسرار کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ

میری نظر سے غائب ہو گئے

ہم کو سید حسینی ابو عبداللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں، حضور نے فرمایا: کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ حضور تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا: اے خضر! لو یہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اُن کو دیکھا کہ رعب دار شخص ہیں میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا۔ اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا: اے خضر! وہ جو شیخ عبداللہ کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں وہ میرے دیکھنے کی تمنا! میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں۔ یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد بغداد شریف سے

حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا: اے خضر! کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی! (فتاوی رضویہ، ج28، ص، 388، رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور)

وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گیا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ”میں رات کے وقت مسجدِ حرام سے جَبَلِ اَبِیْ قُبَیْس جانے کے ارادے سے نکلا، راستے میں ایک بڑی ناک والے حبشی غلام سے میری ملاقات ہوئی جو یوں کہہ رہا تھا: ”اَنْتَ اَنْتَ یَا هُوَیَا هُوَ یعنی بس تُو ہی تُو ہے، اے وہ ذات، اے وہ ذات۔“ اس کے علاوہ کچھ نہ کہتا جب کئی بار کہہ چکا تو میں نے پوچھا: ”اے شخص! کیا تو دیوانہ ہے؟“ کہنے لگا: ”اے شیخ! دیوانہ تو وہ ہوتا ہے جو ہزار قدم چلتا ہے پھر بھی اپنے پروردگار حقیقی عَزَّوَجَلَّ کا ذکر نہیں کرتا۔“ تو میں نے کہا: ”محققین کے نزدیک تو افضل ذکر وہ ہے جو دل سے ہو۔“ تو اس نے کہا: ”آپ نے سچ کہا ہے لیکن دل جب بھر جائے تو ذکر زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔“ پھر وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گیا تو اس کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر میں بے حد نادم ہوا۔ جب رات ہوئی اور میں سو گیا تو غیب سے کسی پکارنے والے نے ندا دی: ”بے شک بروزِ قیامت اس غلام کے لئے ایسا نور ہو گا جو زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دے گا۔“

سبحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! کیا خوب ہیں یہ لوگ جن کی عیدیں اس کے احکام کی بجا آوری، جن کی مراد مقاصد تک پہنچنا، جن کے احوال کمال کا حاصل کرنا اور جن کا

کمال تقوی ہے۔ وہ کیسے انوکھے لوگ ہیں کہ جب لوگ لذات کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جب مخلوق اپنے گھروں پر آرام کر رہی ہوتی ہے تو وہ محبتِ حقیقی کے غموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور جب تُجّار اپنے مال کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ اپنے گمشدہ احوال کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ جب غافل نیند کے ذریعے لذت حاصل کرتے ہیں تو وہ تاریکی میں اپنے محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ آخرت کو اپنے پیشِ نظر رکھتے ہیں تو اس کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور موت کی ندا دینے والے کو سنتے ہیں کہ "تیار ہو جاؤ۔" تو وہ اپنے آقا و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سچائی کا نذرانہ لے کر آتے ہیں تو پھر رد نہیں کئے جاتے اور جب انہیں اپنے گناہ یاد آتے ہیں تو مضطرب ہو جاتے ہیں اور انہیں نیند نہیں آتی، ان کو مقصود کی امید حرکت دیتی ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے پیش ہونے کو یاد کرتے ہیں تو سیدھے ہو جاتے ہیں۔ اس کی منظر کشی قرآنِ پاک یوں کرتا ہے: یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ (پ۱۳، ابراہیم:۴۸) ترجمۂ کنزالایمان: جس دن بدل دی جائے گی زمین اس زمین کے سوا۔

جب موت کے بارے میں سوچتے ہیں تو احکام کی بجا آوری میں ہمیشہ جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ اور جب اپنے گذشتہ گناہوں کو یاد کرتے ہیں تو اپنے نفس کو ملامت کرتے ہیں۔ اے غفلت ولاپرواہی کی نیند سونے والے! بیدار ہو جا اور پرہیز گاری سے اپنے ظاہر کی اصلاح کر، اس سے پہلے کہ تیرے لئے تلافی مشکل ہو جائے اور کُوچ کرنے کے لئے خوب زادِ راہ اکٹھا کرلے کیونکہ تھوڑا سا زادِ راہ طویل سفر میں تجھے کافی نہ

ہو گا۔ اپنے گناہوں کو نیکی سے مٹادے، ممکن ہے کہ تیرا رب عَزَّوَجَلَّ تیری خطاؤں سے درگزر فرمادے اور موت کی یاد کی صاف ریت سے اپنی امید کی بیماریوں کا علاج کر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے شفا طلب کر، اُمید ہے کہ وہ تجھے شفا عطا فرمائے گا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس التاسع عشر فی مناقب الصالحین، ص112، دار احیاء التراث العربی بیروت)

وہ آدمی غائب ہو چکا تھا

عمدۃ التحقیق میں حضرت شیخ محمد بکری بن زین العابدین کے حوالے سے مذکور ہے کہ وہ سفر میں تھے ایک رات ہاتف کو یہ کہتے سنا کہ اے محمد! (زین العابدین) قرافہ میں اپنے دادا (حضرت محمد بکری) سے ملاقات کیجئے۔ ہاتف نے بار بار اصرار کیا گھر کے آنگن میں نکلا دیکھا کہ صبح کی سفیدی طلوع ہونے والی ہے۔ میں نے اتنی دیر صبر کرنا چاہا کہ صبح کی نماز پڑھ لوں۔ پھر سفر کروں گا میں اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا۔ پھر صبح کا ستون طلوع ہوا میں نے منہ اندھیرے نماز صبح ادا کی۔ پھر سوار ہو کر قرافہ کی طرف چل پڑا۔ اور حضرات خاندان بکریہ کے دربار میں داخل ہو گیا۔ اپنے دادا حضرت محمد بکری کی قبر اقدس پر جا بیٹھا۔ پگڑی اتار دی اور ان کی قبر کے آلے میں سر داخل کر کے کچھ مخفی معاملات پیش کرنا شروع کر دیے جو آپ کے بغیر کسی اور کے سامنے بیان نہیں کر سکتا تھا۔ پھر میں وہاں سے اٹھ کر امام شافعی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اب سوار ہو کر واپس چل پڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جس نے سرخ پگڑی اور سرخ جبہ پہن رکھا ہے بہت لمبے قد کاٹھ کا ہے۔ مجھے پیچھے سے پکارتا ہے۔ اے محمد! اے بکری! اے محمد! اے بکری! اس کی آواز بہت بلند تھی۔ میں نے جونہی پیچھے مڑ

کر دیکھا تو وہ فوراً بولا آپ کے دادا اسلام فرماتے ہیں انہوں نے آپ کی شکایات سنی ہیں آپ کی شکایات سنتے وقت حضور سید المرسلین نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی ان کے پاس تشریف فرما تھے ۔ آپ کے دادا نے عرض کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! یہ میرے بیٹے زین العابدین کا بیٹا ہے مجھے بہت پیارا ہے آپ اس کی حاجت پوری فرمائیں ۔ آپ کی حاجات حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے ذمہ لے لیں ۔ آپ نے دادا جان سے یہ اور حاجتیں طلب کی تھیں ۔ ایک ایک حاجت اس نے گن کر بیان کر دی مجھے اس کی کشف کی صحبت کا یقین ہو گیا۔ میں جلدی سواری سے اترا اور اسے اپنے ساتھیوں سے حیاء کرتے ہوئے الگ لے گیا۔ اس نے پھر میری سب حاجتیں بیان کر دیں۔ حالانکہ میں نے صرف اپنے دادا جان سے عرض کی تھیں جو قبر کے تابوت کے اندر تشریف فرما تھے میں نے اپنے ساتھ اسے گھر جانے پر مجبور کیا اور کہا آپ میرے گھوڑے پر سوار ہوں اور گھر تک میں پاپیادہ آپ کے ساتھ چلوں گا اس نے اس بات کو ناپسند کیا وہ خوفزدہ ہو گیا اور کہنے لگا میں آپ کی رکابوں کے ساتھ ساتھ پیدل چلوں گا میں سوار ہو گیا۔ مگر گھوڑے نے چلنے سے انکار کر دیا میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ آدمی غائب ہو چکا تھا۔ (جامع کرمات الاولیاء، ج1، ص260، دار الکتب العلمیہ بیروت)

بیسیوں اونٹ چلے آرہے تھے

حضرت سیدنا امام عبد اللہ بن اسعد یافعی، شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی، رَوْضُ الرَّیَاحِیْن فِیْ حِکَایَاتِ الصَّالِحِیْن میں لکھتے ہیں: ایک بزرگ فرماتے ہیں، میں شب میں تنہا نکلا، بیمار تھا۔ سخت بخار میں مبتلا تھا اور شدت سے بھوک اور پیاس لگی تھی۔ تکلیف زیادہ ہو گئی

توراستہ سے ہٹ کر مقل (گوکل) کے ایک پیڑ تلے جالیٹا، میں زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا، اُس کے ہاتھ میں 4 روٹیاں تھیں۔ 2 کے اوپر ایک بھنا ہوا مرغ تھا اور 2 کے اُوپر حلوہ رکھا ہوا تھا اور میرے سر کی جانب ایک برتن تھا جسے وہ شخص لے کر دریا سے پانی لایا، وہ پانی شہد سے میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا، میں کھا پی کر آسودہ (یعنی شکم سیر) ہوا تو میرا بخار حیرت انگیز طور پر ختم ہو چکا تھا، وہ شخص تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا لو تمہارے رفقاء آپہنچے۔ مجھے اور بھی کام ہیں، وہ بزرگ فرماتے ہیں میں نے منہ پھیر کر راستے کی طرف دیکھا، تو بیسیوں اونٹ چلے آرہے تھے۔ میں اِن کے ساتھ شامل ہو گیا تو وہ شخص غائب ہو گیا۔ (روض الریاحین، الحکایۃ الحادیۃ و العشرون بعد الاربعمأئۃ، ص 330، المکتبۃ التوقیفیہ)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہ تعالیٰ علیٰ محمّد

جب چاہتے غائب ہو جاتے

حضرتِ سیِّدُنا ابو سعید عبداللہ محمد بن ہبۃ اللہ تمیمی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی بیان فرماتے ہیں کہ میں بھری جوانی میں علم دین کے حصول کے لئے بغداد شریف حاضر ہوا۔ ان دنوں مدرسہ نظامیہ میں ”ابن سقا“ میرا رفیق وہم سبق تھا۔ ہماری یہ عادت تھی کہ عبادت کے ساتھ ساتھ صالحین کی زیارت کرنے جایا کرتے تھے۔ انہی ایام کی بات ہے بغدادِ معلی میں ”غوث“ نام سے مشہور ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رہا کرتے تھے۔ ان کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ جب چاہتے ہیں ظاہر ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ص ۲۲۔۳۲۔ مکتبہ شبیر برادرز)

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو بہت سی کرامات سے نوازا ہے ان میں سے ایک کرامت نظروں سے اوجھل ہو جانا یعنی غائب ہو جانا ہے جیسا کہ ابھی آپ نے مذکورہ حکایت میں بغداد معلی کے مشہور ولی اللہ اور غوث وقت کی کرامت کو ملاحظہ فرمایا کہ "غوث وقت" اچانک حاضر ہو جاتے اور اچانک غائب ہو جاتے تھے۔ اور یہ وہ ہی بزرگ ہیں کہ جنہوں نے حضرت سیّدُنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ادب کو دیکھتے ہوئے آپ کی طرف نظر فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے قریب کر لیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعظیم و تکریم کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: اے عبد القادر! آپ نے اپنے ادب سے اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو راضی وخوش کیا ہے۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ بغداد شریف میں منبر پر بیٹھے لوگوں سے فرما رہے ہیں: "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔" اور میں آپ کے زمانے کے اولیاء عظام کو بھی دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے آپ کی تعظیم کی خاطر اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے۔"

(بہجۃ الاسرار و معدن الانوار، ص ۲۲۔۳۲۔ مکتبہ شبیر برادرز)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ بات سچ ہے کہ جو ادب والا ہوتا ہے مرتبہ اسی کو ملتا ہے جیسا کہ اس بارے میں مشہور مقولہ ہے کہ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں باادب بنائے (آمین) اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں ادبیت والے وصف کے علاوہ ایک وصف یہ بھی ہوتا ہے کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھرے ہوتے ہیں یہ اپنے دل میں کسی اور کو جگہ نہیں دیتے کہ جو انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد

سے غافل کر دے اور نہ ہی یہ کوئی ایسا عمل کرتے ہیں کہ جس کی وجہ سے ان کا دل یادِ الٰہی سے غافل ہو جائے چنانچہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ والوں کے اعمال

حضرت سیِّدُنا ابو اشہل سائح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے مکہ مکرّمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا و تکریمًا سے چند میل کے فاصلے پر ایک نوجوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ قافلہ سے بچھڑ گیا تھا۔ میں اس کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا لیکن اس کی نماز طویل ہو گئی۔ جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے اسے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ کہا۔ اس نے وعَلَیْکَ اَلسَّلَامُ کہتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ''معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے ہم سفروں سے پیچھے رہ گئے ہیں، کیا آپ کا کوئی رفیق ہے جو آپ کو ان سے ملانے میں مدد کرے؟'' تو وہ رو دیا اور کہنے لگا: ''ہاں ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''وہ میرے آگے پیچھے اور دائیں بائیں موجود ہے۔'' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ یہ عارف ہے۔'' پھر میں نے اس سے پوچھا: ''کیا آپ کے پاس کوئی توشہ ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''ہاں ہے۔'' میں نے پوچھا: ''کہاں ہے؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میرے دل میں میرے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کے لئے اخلاص ہے۔'' میں نے کہا: ''کیا میں آپ کا رفیق بن سکتا ہوں؟'' تو اس نے کہا: ''رفیق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کرے۔'' پھر میں نے اس سے پوچھا: ''آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟'' تو اس نے جواب

دیا: ”وہ خدا جس نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکی میں اور بچپن میں غذا دی وہی جوانی میں میرے رزق کا کفیل ہے، جب مجھے کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے تو کھانا میرے سامنے حاضر ہو جاتا ہے۔“ میں نے عرض کی: ”کیا آپ کو کسی قسم کی حاجت ہے؟“ تو اس نے جواب میں کہا: ”میری حاجت یہ ہے کہ آج کے بعد آپ مجھے سلام نہ کریں۔“ میں نے عرض کی: ”میرے لئے دعا فرمائیں۔“ تو وہ مجھے دعا دینے لگا کہ ”اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو ہر گناہ سے محفوظ فرمائے اور اپنا قرب بخشنے والے اعمال میں مشغول فرمادے۔“ پھر میں نے اس سے پوچھا: ”آج کے بعد کہاں ملاقات ہو گی؟“ جواب ملا: ”آج کے بعد ہماری ملاقات نہیں ہو گی، اگر آپ مقرّبین میں سے ہیں تو مجھے کل بروزِ قیامت مقرّبین کے مراتب میں تلاش کرنا۔“ پھر وہ غائب ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا، اس کے اچانک نظروں سے اوجھل ہو جانے پر میں عرصۂ دراز تک افسوس کرتا رہا۔“ (الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق، المجلس الخامس عشر فی مناقب الاولیاء، ص 93، دار احیاء التراث العربی بیروت)

پیچھے سفید کپڑوں والا کھڑا تھا

حضرتِ علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی جامع کرامات اولیاء میں لکھتے ہیں: شیخ صالح ناسِک (عبادت گزار) اور زاہد حضرتِ علی بن سعید المعروف زیزیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جوانی میں اپنے پیر و مرشد حضرتِ محمد بن عمر ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام کے ساتھ رہنے کا عہد کیا، مجھے بیت المقدس کی حاضری کا خیال آیا تو میں نے پیر و مرشد سے اس کی اجازت چاہی ارشاد فرمایا: بیٹا تم

ابھی جوان ہو اور مجھے خوف ہے کہ تمہیں کوئی آزمائش نہ آن پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں رونے لگا تو پیرو مرشد نے مجھے یہ کہتے ہوئے اجازت مرحمت فرمائی کہ جائو میرا سِرّ (یعنی بھید) تمہاری اِس طرح حفاظت کرے گا جیسے لوہے کا پنجرہ حفاظت کرتا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا جب تم دمشق کے دروازے پر محل کے سامنے پہنچو تو شہر میں داخل ہو کر شیخ علی بن جمل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا پوچھنا اور اُن کی خدمت میں حاضری دینا۔ وہ ولیُ اللہ ہیں، شیخ علی بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں جب میں دمشق پہنچا اور شیخ علی بن جمل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا معلوم کیا تو لوگوں نے مجھے اُن کا پتہ بتایا میں نے اُن کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا گھر کا ایک فرد باہر آیا اور کہنے لگا علی تشریف لائیے۔ حضرت علیہ رحمۃ نے آپ کے متعلق تاکید فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ ایک علی نامی شخص تمہارے پاس آئے گا وہ حضرتِ شیخ ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام کا غلام ہے اُسے اندر آنے کی اجازت دے دینا۔ حضرتِ علی بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ شیخ علی بن جمل رحمۃ اللہ تعالی علیہ تشریف لائے میں نے اُٹھ کر سلام پیش کیا، اُنہوں نے مرحبا! کہتے ہوئے فرمایا: علی پچھلی رات حضرتِ شیخ محمد ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام تشریف لائے تھے اور تمہاری خبر گیری کے لیے فرما گئے تھے۔ اب تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی کیونکہ آپ اپنے پیرو مرشد کے بھید میں اِس طرح محفوظ ہیں جیسے کوئی لوہے کے پنجرے میں محفوظ ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں اِن کے پاس کچھ ٹھہر کر بیت المقدس چلا گیا۔ جب بیت المقدس پہنچا تو شدید گرمی میں شہر سے باہر ایک شخص کو

سلام کیا تو اُس نے سلام کا جواب دے کر فرمایا بیٹا! تم نے بہت دیر کر دی میں صبح سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ فرماتے ہیں مجھے خوف ہوا یہ کوئی مشکوک آدمی ہے۔ اُس شخص نے فرمایا علی ڈریں نہیں حضرت شیخ ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام نے مجھے تمہارے متعلق تاکید فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: میں اُن کے ساتھ اُن کے گھر چلا گیا کھانا کھایا نماز کا وقت آیا تو کہا اُٹھئے نماز حرم میں پڑھیں گے۔ ہم نے پانچوں نمازیں حرمِ مقدس میں پڑھیں اور گھر واپس آ گئے۔ رات ہوئی تو وہ پوری رات نماز پڑھتے رہے جب اُنہیں محسوس ہوتا کہ میں جاگ رہا ہوں تو بیٹھ جاتے جب میرے سو جانے کا یقین ہو جاتا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگتے۔ حضرت علی بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں: میں کئی دن اُن کے پاس قیام پذیر رہا اور پھر حضرتِ سیدنا ابراہیم خلیل علی نبیناعلیہ الصلوۃ والسلام کے مزارِ پُر انوار کی زیارت کے لیے چلا، اُن صاحب نے کچھ دور چل کر مجھے الوداع کہا میں جب حضرتِ سیدنا ابراہیم خلیل علی نبیناعلیہ الصلوۃ والسلام کے مزارِ پُر انوار کے قریب پہنچا تو چار ڈاکو میرے قریب آئے میں پریشان ہو کر پیچھے دیکھنے لگا میں نے جونہی پیچھے مڑ کر دیکھا سفید کپڑوں میں ملبوس منہ لپٹے ایک شخص کو کھڑا پایا اُس شخص نے مجھے کہا اپنے راستے چلتے جائیں میں چلتا گیا اور وہ شخص میرے ساتھ رہا یہاں تک کہ حضرتِ سیدنا ابراہیم خلیل علی نبیناعلیہ الصلوۃ والسلام کے مزارِ پُر انوار اور شہر سامنے آ گیا۔ اب وہ کھڑے ہو کر دعا کرنے لگے میں شہر میں داخل ہوا اور حضرتِ سیدنا ابراہیم خلیل علی نبیناعلیہ الصلوۃ والسلام کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دے کر سلامتی کے ساتھ اپنے شہر واپس آ گیا۔ جب پیر و مرشد حضرتِ شیخ محمد ابو بکر

بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام میں حاضر ہوا تو آپ نے سفر کے سارے واقعات بلا کم و کاست بیان فرمادیئے اور فرمایا اگر سفید کپڑوں میں ملبوس منہ لپیٹ کر آنے والا نہ ہوتا تو ڈاکو تیرے کپڑے تک اتار لیتے۔ حضرت علی بن سعید علیہ رحمۃ اللہ المجید فرماتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ سفید کپڑوں میں ملبوس منہ لپیٹ کر آنے والے خود میرے پیر و مرشد حضرتِ شیخ محمد ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام تھے۔ (جامع کرامات الاولیاء، ج 1، ص178، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولیاء کرام رحمہم اللہ السلام کا دور دراز کو دیکھنا، اور اولیاء کا غائب ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا یہ کرامتیں اِنہیں مدنی مصطفی، مکی آقا، ہاشمی مولا، محبوبِ خدا عزوجل و صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی دور و نزدیک سے دیکھنے والی آنکھوں کے صدقے اور آپ کے جہاں چاہیں وہاں جانے کے صدقے سے عطا ہوئی ہیں، یہ باذنِ اللہ عزوجل (یعنی اللہ تعالی کی اِجازت سے) ایک جگہ سے دوسری جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ اس حکایت میں اللہ کے اولیاء کی کرامات بیان ہوئیں اور اس حکایت سے ہمارے لئے بے شمار مدنی پھول نکلتے ہیں آیئے اب ان کرامات اور ان مدنی پھولوں کو دل کے مدنی گلدستے میں سجاتے ہیں۔ چنانچہ اس روایت سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرتِ شیخ محمد ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام نے روحانی طور پر تشریف لے جاکر اولیاء کرام کو اپنے مریدِ خاص کی خیر خواہی کی تاکید فرمائی۔ اور حضرتِ شیخ محمد ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام نے روحانی طور پر تشریف لے جاکر اپنے مریدِ خاص کو ڈاکوؤں کے شر سے بچایا اور رہنمائی کی۔ اور اس سے ہمیں اولیاء کی

نظروں کی طاقت کا بھی علم ہوا کہ وہ دور دراز سے بھی دیکھ لیتے ہیں جیسا کہ حضرتِ شیخ محمد ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام نے گھر بیٹھے دور دراز علاقے میں سفر کرنے والے مرید کو دیکھ لینا۔ اور اس سے ایک یہ بھی بات معلوم ہوئی کہ اولیاء دلوں کے حالات بھی جانتے ہیں جیسا کہ حضرتِ شیخ محمد ابو بکر بن قوام علیہ رحمۃ اللہ السلام نے مریدِ خاص کے آتے ہی بغیر پوچھے اُس کے تمام سفر کے حالات بلا کم و کاست از خود بتا دینا۔ اب آیئے مدنی پھول بھی ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

1) کسی جامع شرائط پیر و مرشد کی غلامی اختیار کر لینی چاہیے کہ اُس کی نگاہِ فیض سے آخرت کی برکات کے ساتھ ساتھ دنیا کی مشکلات بھی آسان ہوتی ہیں۔

2) جب بھی کوئی اہم کام یا سفر وغیرہ کرنا ہو تو پیر و مرشد کی دعا لے کر اُن کی اجازت سے کرنا چاہیے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ کیا کہ اولیاء اپنے مریدین کے ساتھ ساتھ دوسروں کی مدد بھی کرتے ہیں جیسا کہ آنے والی حکایت اس کی عکاسی بیان کرتی ہے چنانچہ

مہمان غائب ہو گیا

حضرتِ سیِّدُنا ابو عبداللہ احمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ''ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص آیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا: ''اے ابو محفوظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! آج ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم

فرمائے بتاؤ کیا واقعہ پیش آیا؟" اس نے اپنا واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا: "میرے گھر والوں نے مجھ سے مچھلی کھانے کی فرمائش کی۔ میں نے بازار جا کر مچھلی خریدی اور اُسے گھر پہنچانے کے لئے ایک کمسن مزدور بلایا، اس نے مچھلی اٹھائی اور میرے پیچھے پیچھے چل دیا۔ راستے میں اَذان کی آواز سنائی دی اِس مزدور لڑکے نے کہا: "چچا جان! اَذان ہو رہی ہے کیا ہم نماز نہ پڑھ لیں؟" اُس کی بات سن کر مجھے ایسا لگا جیسے وہ نو عمر لڑکا مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر رہا ہے۔ میں نے کہا: "کیوں نہیں! آؤ پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں۔" اس نے مچھلی وضو خانے پر رکھی اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ ہم نے باجماعت نماز ادا کی اور گھر کی طرف چل دیئے۔ گھر پہنچ کر میں نے گھر والوں کو اُس نیک کمسن مزدور کے بارے میں بتایا تو وہ کہنے لگے: "اِس سے کہو آج دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھالے۔" میں نے اُسے دعوت دی تو اُس نے کہا کہ: "میرا روزہ ہے۔" میں نے کہا: "اِفطاری ہمارے ساتھ کرلینا۔" کہا: "ٹھیک ہے، آپ مجھے مسجد کا راستہ بتادیں۔" میں نے اُسے مسجد پہنچا دیا وہ مغرب تک مسجد ہی میں رہا۔ نماز کے بعد میں نے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر رحم فرمائے، آؤ گھر چلتے ہیں۔ اُس نے کہا: "کیا ہم عشاء کی نماز پڑھ کر نہ چلیں؟" میں نے اپنے دل میں کہا: "اِس کی بات مان لینے ہی میں بھلائی ہے۔"

چنانچہ میں مسجد میں رُک گیا، نمازِ عشاء کے بعد ہم گھر آئے۔ ہمارے گھر میں تین کمرے تھے ایک میں، مَیں اور میری زوجہ رہتے تھے۔ دوسرے کمرے میں ایک پیدائشی معذور لڑکی رہتی تھی جو چلنے پھرنے سے بالکل عاجز تھی اور اِسی حالت میں

بیس سال گزر چکے تھے۔ تیسرا کمرہ مہمانوں کے لئے تھا، ہم سب نے کھانا کھایا اور اپنے اپنے کمروں میں سوگئے نوعمر نیک لڑکے کو ہم نے مہمانوں والے کمرے میں سُلادیا۔ رات کے آخری پہر دروازے پر کسی نے دستک دی، میں نے کہا: ”کون ہے؟۔“ اُس نے اپنا نام بتا کر کہا: ”میں فلاں لڑکی ہوں۔“ میں نے کہا: ”وہ تو چلنے پھرنے سے بالکل عاجز ہے، گویا وہ تو گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہے اور ہر وقت اپنے کمرے ہی میں رہتی ہے تم وہ کیسے ہوسکتی ہو؟“ اس نے کہا: ”میں وہی ہوں تم دروازہ تو کھولو۔“ ہم نے دروازہ کھولا تو واقعی ہمارے سامنے وہی لڑکی موجود تھی۔ میں نے کہا: ”تم ٹھیک کیسے ہوگئی ہو؟۔“ کہا: ”میں نے تمہاری آوازیں سنیں تھیں کہ آج ہمارے ہاں ایک نیک مہمان آیا ہے، میرے دل میں خیال آیا کہ اِس نیک مہمان کے وسیلے سے دعا کروں شاید اسی کے صدقے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے شفاء عطا فرمادے۔“ لہٰذا میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح دعا کی: ”اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! اس مہمان کے صدقے بیماری کو زائل کردے اور مجھے تندرستی عطا فرما۔“ یہ دعا کرتے ہی میں فوراً ٹھیک ہوگئی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے میرے ہاتھ پاؤں میں حرکت شروع ہوگئی، دیکھو میں تمہارے سامنے صحیح وسالم موجود ہوں۔ میں خود چل کر یہاں آئی ہوں۔“ لڑکی کی یہ بات سُن کر میں فوراً اُس کمرے کی طرف گیا جس میں وہ نوعمر مزدور لڑکا تھا۔ دیکھا تو کمرہ بالکل خالی تھا اس میں کوئی بھی نہیں۔ میں باہر دروازے کی طرف گیا تو وہ بھی بند تھا، نجانے ہمارا نوعمر مہمان کہاں غائب ہوگیا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابو عبداللہ احمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”حضرتِ سیِّدُنا

مَعْرُوف کَرْخِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے یہ واقعہ سن کر مجھ سے فرمایا: ”وہ لڑکا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ولی تھا۔“ (عیون الحکایات، الحکایۃ السابعۃ والعشرون بعد المائتین، ص 221، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ہم سے غائب ہو گئے

ابو عبد اللہ محمد بلخی فرماتے ہیں کہ ہم شیخ ابو قاسم بن عبد اللہ بصری کے ارد گرد بیٹھے تھے اور شیخ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے وہاں آپ کے پاس پہاڑ کے اطراف سے کچھ مرد حاضر ہوئے۔ ہم آپ کے ارد گرد تھے اور آپ ہیبت ناک شیر کی طرح نظر آرہے تھے۔ آنے والے مردوں کی نورانیت نے سورج اور چاند کو مات کر دیا تھا۔ انہوں نے سلام کیا اور شیخ موصوف کے سامنے ادب و احترام کے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر کچھ اور لوگ آسمان سے ہوا میں اڑتے ہوئے ارتے۔ وہ کوند بجلی کی طرح تھے انہوں نے شیخ موصوف کو گھیرے میں لے لیا اور آپ سے باتیں کرنے لگے ان میں سے بعض کی آواز بجلی کی کڑک جیسی تھی بعض کے آنسو بہہ رہے تھے اور بعض چیخے اور ہوا میں ادھر اُدھر دوڑتے تھے حتی کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے۔ (جامع کرامات الاولیاء ملخصاً، حرف القاف، ج ۲، ص ۳۶۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

سیاہ فام مُتَّقِی غلام کا توکُّل

حضرت سیِّدُنا علی بن بکار علیہ رحمۃ اللہ الغفار اور حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق فزاری علیہ رحمۃ الباری جو کہ اولیاء و صالحین میں سے تھے، لکڑیاں کاٹ کر اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ ایک دن ان دونوں نے باہم اتفاق کیا کہ کل صبح پہاڑ پر چڑھنے اور

لکڑیاں کاٹنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ حضرت سیِّدُنا علی بن بکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہاڑ پر چڑھنے میں سبقت لے گئے اور لکڑیوں کا گٹھا بھی جمع کر لیا لیکن جب ان کے رفیق نے ان کے پاس پہنچنے میں دیر کر دی تو وہ ان کو پہاڑ میں تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چار زانو تشریف فرما ہیں اور ایک شیر کا سر ان کی گود میں ہے اور وہ خود اس شیر سے مکھیوں کو دور کر رہے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا علی بن بکار علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے استفسار فرمایا: ''اے ابو اسحاق! یہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''شیر نے مجھ سے التجا کی تو مجھے اس پر ترس آ گیا۔ اب میں انتظار کر رہا تھا کہ یہ بیدار ہو اور میں آپ کے پاس جا سکوں۔'' حضرت سیِّدُنا علی بن بکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر آگے چلے گئے۔ اچانک انہوں نے چٹان پر ایک تھیلی دیکھی جس میں ایک ہزار دینار تھے۔ اس پر غبار اور مٹی پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے دل میں سوچا: ''میں اس کو لے جا کر صدقہ کر دوں گا۔'' چنانچہ، پہاڑ سے اُترے تو ایک سیاہ فام غلام کے پاس سے گزر ہوا جو چہرے کے بل گرا ہوا تھا، اس کے پاؤں کٹے ہوئے اور سر کے قریب لکڑیوں کا ایک گٹھا پڑا ہوا تھا، جسے وہ بیچنا چاہتا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ ''اس سونے کا حق دار اس غلام سے زیادہ کون ہو سکتا ہے۔'' چنانچہ، انہوں نے تھیلی سے دس دینار نکالے اور اس کے پاس آ کر کہا: ''یہ لیجئے اور اپنی حالت درست کر لیجئے۔'' غلام نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: ''اس سونے کو اس کی جگہ پر واپس رکھ دیں اور جو اپنے ہاتھ کی کمائی نہیں اسے صدقہ نہ کریں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ایک سال سے اس چٹان پر پڑی ہوئی تھیلی کے پاس سے گزر رہا

ہوں مگر مجھے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ اس میں کیا ہے؟ تو آپ دنیا میں کیسے راغب ہو گئے اور جس کو لینا جائز نہ تھا اس کو لے لیا؟" آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی باتوں سے بڑی شرمندگی ہوئی اور میں نے جان لیا کہ یہ اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہے لہٰذا میں تھیلی کو اس کی جگہ پر رکھ کر واپس آیا تو وہ اپنی جگہ پر نہ تھا۔ میں نے دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ لکڑیوں کا گٹھا لے کر آتا ہے اور پھر اسے ایک درہم کے عوض فروخت کرتا ہے اور اسی سے ہفتہ کے باقی ایام غذا حاصل کرتا ہے اور کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس التاسع عشر فی مناقب الصالحین، ص 112، دار احیاء التراث العربی بیروت)

اپنے پاس اِن کو حاضر پایا

ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین بن محمد موصلی نے کہا خبر دی ہم کو شیخ ابو لمفاخر عدی بن الشیخ ابو البرکات بن ضحر بن مسافر اموی نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے شیخ نیک ابو اسرائیل یعقوب بن عبد المقتدر بن احمد حمیدی اربلی سیاہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ 3 سال تک تنہا کوہکار و لبنان عراق و عجم کے پہاڑوں پر پھرتا رہا جب حالات مجھ پر آتے تھے، تب تو اپنے منہ کے بَل گر پڑتا تھا پھر مجھ پر ہوائیں چلتی تھیں، یہاں تک کہ مجھ پر مَیل کی ایک جلدی معلوم ہوتی تھی۔ میرے پاس بھیڑیا آیا اور میری طرف ہنسی سے دیکھنے لگا، میری تمام جلد کو چاٹنے لگا یہاں تک کہ اس کو کھجور کے گابھے (گُودے) کی طرح کر دِیا اور چل دِیا۔ مجھ کو تعجب معلوم ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا اور میری طرف غصّہ

سے تِرچھی نگاہ سے دیکھنے لگا اور مجھ پر پیشاب کر گیا، تب میں پانی کے چشمہ پر آیا اور اِس میں غسل کیا، جنگل کے درمیان پہاڑوں میں ایک قُبّہ میں داخل ہوا، مجھ میں اور لوگوں میں 10 روز کی راہ تھی نہ کوئی شئے نظر آتی تھی اور نہ کسی کو دیکھتا تھا۔ میں نے کہا کہ کاش! اللہ تعالیٰ میرے لئے بعض عارفین کو قابو کرے، ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے پاس ہیں۔ مجھے اُنہوں نے سلام نہ کہا، تب میں ان کی ہیبت سے کانپنے لگا، پھر میں نے دِل میں کہا کہ اُنہوں نے مجھ کو سلام کیوں نہ کہا؟ اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم ایسے شخص پر مرحبا نہیں کہتے جس پر کہ بھیڑیے بول کرتے ہوں۔ پھر مجھ سے تمام وہ حالات بیان کیے جو مجھ کو سفر میں پیش آتے تھے اور جو میرے دِل میں باتیں آتی رہی تھیں، ہر بات جو میرے دِل میں کھٹکتی تھی اور میرے دِل میں چبھتی تھی اِن کا ایک ایک واقعہ بیان کیا حتیٰ کہ بعض وہ باتیں بیان کیں کہ جن کو میں بھول گیا تھا۔ پھر میں نے کہا: اے میرے سردار، میں چاہتا ہوں کہ اِس قُبہ میں قطع تعلق کر کے بیٹھ رہوں اور میرے پاس ایک چشمہ پانی کا ہو، جس سے پانی پیا کروں اور کچھ کھانے کو ہو تو کھا لیا کروں، آپ دو پتھروں کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ اِس قُبہ میں تھے، اِن میں سے ایک کو پاؤں کی ایڑی ماری تو اِس سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جو کہ نیل کے دَریا کا تھا، دُوسرے کو ایک ایڑھی ماری تو اُسی وقت اس میں ایک اَنار کا دَرخت نکل آیا اِس سے آپ نے کہا کہ اے دَرخت میں عدی بن مُسافر ہوں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک دِن میٹھا اَنار اور دُوسرے دِن کھٹا ہو جا، مجھ سے کہا کہ اے ابو اسرائیل! تم یہاں رہو، اِس درخت سے کھایا کرو اور اس چشمہ سے

پیا کرو جب تیرا اِرادہ کرے تو میرا نام لینا میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ میں وہاں پر کئی سال تک رہا، اِس درخت پر سے ایک دِن میٹھا اَنار اور ایک دِن کھٹا اَنار کھایا کرتا تھا ، دُنیا کے عُمدہ سے عُمدہ اَناروں میں سے تھا اور میں نے جب کبھی اِن کو یاد کیا تو فوراً اپنے پاس اِن کو حاضر پایا، اِن کے غائب رہنے کے زمانہ میں جو میرے دِل میں باتیں گُزرتی تھیں وہ سب بیان کر دیتے تھے۔ پھر کئی سال کے بعد اِن کی خدمت میں موضع ''لالش'' میں آیا اور ایک رات اِن کے پاس رہا، مجھ کو ان کے سانسوں نے جَلا دِیا اور 40 دن تک میں ہر دِن ٹھنڈا پانی اپنے اوپر ڈالتا تھا، اپنے اندر اِن کی سانسوں کی ہیبت کی وجہ سے سخت آگ محسوس کرتا تھا۔ میں نے آپ کو ایک دفعہ ''عبادان'' کے سفر کے لیے الوداع کیا تو مجھ سے فرمایا کہ اگر تُو کسی دَرِندے کو دیکھے اور ڈَرے تو اِس سے کہہ دِیجیو کہ تجھ کو عَدی بن مسافر کہتے ہیں چلا جا اور مجھ کو چھوڑ جا اور جب سمندر کی موج کا خوف ہو تو کہہ دِیا کر اے متلاطم موجو تم کو عدی بن مُسافر کہتا ہے ٹھہر جاؤ۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر جب میں کسی وحشی شیر وغیرہ سے مِلتا تو اِس سے کہتا کہ تُجھ کو عدی بن مسافر کہتا ہے کہ چلا جا اور مجھے چھوڑ جا، تب وہ سَر نیچا کر لیتا اور جب کبھی سمندر ہم پر جوش میں آتا اور ہم غرق ہو جانے کو ہوتے تو میں کہتا اے ''متلاطم موجو'' تم سے شیخ عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ ٹھہر جاؤ، پھر میرا کلام پورا بھی نہ ہوتا کہ ہوا ٹھہر جاتی اور سمندر ساکن ہو جاتا اور اِس طرح ہوتا جیسے مُرغے کی آنکھ۔

جنابِ غوث الاعظم کا غائب ہونا

شیخ عارف ابو عبد اللہ محمد بن ابی الفتح الہروی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے بتایا ہے کہ میں

نے سیدنا عبد القادر علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی پورے 40 سال خدمت کی، سو اس مدت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عِشاء کے وُضو سے صبح کی نماز اَدا کیا کرتے تھے۔ اور جب آپ بے وضو ہو جاتے تھے۔ اسی وقت وضو کر لیتے تھے اور دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔ آپ کا یہ حال تھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنی خلوت میں داخل ہوتے آپ کے ساتھ اور کوئی داخل نہ ہوتا تھا اور حجرہ میں سے سوائے طلوع فجر کے نہ نکلتے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں چند راتیں سویا۔ آپ کا یہ حال تھا کہ پہلی رات (رات کے اول وقت میں) کچھ نفل پڑھتے پھر ذکر کرتے یہاں تک کہ پہلا ثلث حصہ گزر جاتا تو آپ یہ کہتے المحیط الرب التشہید الحسیب الفعال الخالق الباری المصور (احاطہ کرنے والا رب گواہ کافی حساب لینے والا کار کرنے والا، خالق پیدا کرنے والا، تصویر بنانے والا) پھر کبھی آپ کا جسم لاغر ہو جاتا اور کبھی بڑا ہو جاتا۔ کبھی ہوا میں اڑ جاتے۔ یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو جاتے۔ پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے اور قرآن شریف پڑھتے یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا اور سجدے بڑے لمبے کرتے تھے۔ اپنے چہرہ کو زمین سے ملاتے پھر مراقبہ میں مشاہدہ میں طلوع فجر کے قریب تک متوجہ ہو کر بیٹھے رہتے۔ پھر دعا مانگتے عاجزی اور نیاز میں لگے رہتے اور آپ کو ایک ایسا نور ڈھانپتا تھا کہ عنقریب آنکھوں کو اچک لے جائے یہاں تک کہ آپ نظر سے غائب ہو جاتے اور میں ان کے پاس یہ آواز سنتا تھا۔ السلام علیکم اور آپ اس کا جواب دیتے یہاں تک کہ صبح کی نماز کی طرف نکلتے۔ (بہجۃ الاسرار، ص290، مکتبہ شبیر برادر مرکز الاولیاء لاہور)

اچانک میری نظروں سے غائب ہو گئے

حضرت سیدنا عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ اللہ الاعظم نے اپنی توبہ سے قبل کا ایک واقعہ بتایا جو واقعات آپ کی توبہ کا سبب بنے ان میں یہ سب سے پہلا واقعہ یہ تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: ”موسم گرما کی ایک سخت دوپہر، مَیں اپنے محل کے بالا خانے میں دنیا کی رنگینیوں میں مگن تھا، مجھے ہر طرح کی سہولت میسر تھی، محل کی ایک کھڑکی شارع عام کی طرف کھلتی تھی جس سے میں باہر کے نظاروں سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا۔ اس دن بہت شدید گرمی تھی لیکن میں اپنے آرام دہ، ٹھنڈے، ہوادار بالا خانے میں اپنے رفقاء کے ساتھ بڑے سکون سے خوش گپیوں میں مصروف تھا۔ یکایک میری نظر اس کھڑکی کی طرف پڑی جو شارع عام کی طرف کھلتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس سخت گرمی میں ایک بزرگ بوسیدہ سی چادر میں لپٹا دنیا کے غموں سے بے فکر محل کی دیوار کے سائے تلے بڑے سکون سے بیٹھا ہے۔ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ میں نے فوراً خادم کو بلایا اور کہا: ”اس بزرگ کے پاس جاؤ اور اسے میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ کچھ دیر محل میں تشریف لے چلیں، ہمارا بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے۔“ خادم فوراً بزرگ کے پاس گیا اور اسے میرا پیغام دیا۔ وہ خادم کے ساتھ میرے پاس آیا اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا اور اسے اپنے پہلو میں بٹھایا اس کی قربت سے مجھے دلی سکون نصیب ہوا اور میرے دل سے دنیا کی محبت زائل ہونے لگی۔ میں نے اس بزرگ کے لئے کھانا منگوایا تو اس نے کھانے سے

انکار کر دیا۔ میں نے اس سے پوچھا: ”آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں ؟“ فرمانے لگے: ”میں وراء النہر سے آیا ہوں۔“ میں نے پوچھا: ”کہاں کا ارادہ ہے ؟“ فرمانے لگے: ”ان شاء اللہ عزوجل حج کا ارادہ ہے۔“ میں بہت حیران ہوا کیونکہ اس دن ذوالحجۃ الحرام کی 2 تاریخ تھی۔ میں نے پوچھا: ”آپ حج کے لئے اب روانہ ہوئے ہیں حالانکہ ذوالحجۃ الحرام کی دو تاریخ ہو چکی ہے، آپ اتنے کم وقت میں حرمین شریفین کیونکر پہنچ پائیں گے ؟“ تو وہ بزرگ فرمانے لگے: ”اللہ عزوجل جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ ہر شے پر قادر ہے۔“ میں نے کہا: ”حضور! اگر آپ قبول فرمائیں تو میں بھی آپ کے ساتھ حرمین شریفین کی حاضری کے لئے چلوں۔“ فرمایا: ”جیسے تمہاری مرضی۔“ چنانچہ میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا کہ اس بزرگ کی صحبت ضرور حاصل کروں گا اور اس کے ساتھ حج کرنے جاؤں گا۔ جب رات ہوئی تو اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ”چلو! ہم اپنے سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔“ میں سفر کی کچھ ضروری چیزیں لے کر ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم رات ہی کو بلخ سے روانہ ہو گئے۔ ہم نے رات کے کچھ ہی حصہ میں کافی فاصلہ طے کر لیا پھر ہم ایک گاؤں میں پہنچے تو مجھے ایک شخص ملا میں نے اسے چند ضروری اشیاء لانے کو کہا تو اس نے فوراً وہ چیزیں حاضر کر دیں پھر ہمیں کھانا پیش کیا۔ ہم نے کھانا کھایا، پانی پیا اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا۔ پھر اُس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ”اُٹھئے، پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور چل دیئے ہم منزل پر منزل طے کرتے جاتے۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ زمین ہمارے لئے سمیٹ دی گئی ہے اور خود بخود ہمیں کھینچ کر منزل کی طرف لے جا رہی ہے۔ ہم

کئی شہروں اور بستیوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ جب بھی کوئی شہر آتا تو وہ بزرگ مجھے بتاتے کہ یہ فلاں شہر ہے، یہ فلاں جگہ ہے۔ جب ہم کوفہ پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا: ''تم مجھے رات کو فلاں وقت فلاں جگہ ملنا۔'' اتنا کہنے کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔ جب میں وقتِ مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو وہ بزرگ وہیں موجود تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑا اور پھر منزل کی طرف چل دیئے۔ میں حیران تھا کہ اس بزرگ کی صحبت میں نہ تو مجھے تھکاوٹ کا احساس ہو رہا تھا اور نہ ہی کسی قسم کی وحشت محسوس ہو رہی تھی۔

ہماری منزل قریب سے قریب تر ہوتی جارہی تھی۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! اب ہم اپنی عقیدتوں کے مرکز اور عُشَّاق کی آنکھوں کی ٹھنڈک ''مدینۂ منورہ'' کی نور بار فضاؤں میں داخل ہونے والے ہیں، سامنے سبز سبز گنبد ہے۔

؎ کیا سبز سبز گنبد کا خوب ہے نظارہ!
ہے کس قدر سہانا کیسا ہے پیارا پیارا!

ہم دھڑکتے دل کے ساتھ روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر حاضر ہوئے اور درود و سلام کے نذرانے پیش کئے میرے دل کو کافی قرار نصیب ہوا، میں روضۂ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی معطر و معنبر فضاؤں میں گم ہو گیا۔

ایسا گما دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

پھر اس بزرگ نے مجھ سے فرمایا: ''اب میں کسی کام سے جارہا ہوں اور رات کے فلاں

حصے میں تم مجھے فلاں جگہ ملنا۔" اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے پھر جب میں مقررہ وقت پر اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ وہاں مجھ سے پہلے ہی موجود ہیں اور نماز میں مشغول ہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: "چلو اب "مکہ مکرمہ" کی طرف چلتے ہیں۔" ہم نے چلنا شروع کر دیا اور تھوڑی ہی دیر بعد ہم "مکہ مکرمہ" کی مشکبار فضاؤں میں سانس لے رہے تھے۔" اب اس بزرگ نے فرمایا: "اے ابراہیم! اب تم مکہ مکرمہ پہنچ چکے ہو، اب میں تم سے جدائی چاہتا ہوں۔" یہ سنتے ہی میں نے ان کا دامن تھام لیا اور عرض کی: "میں آپ کی صحبتِ بابرکت سے مزید فیضیاب ہونا چاہتا ہوں۔" اس عظیم بزرگ نے فرمایا: "میں ملک شام جانا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا: "حضور! مجھے بھی اپنی رفاقت میں شام لے چلیں۔" فرمانے لگے: "جب تم حج مکمل کر لو تو مجھے بئرِ زمزم کے پاس ملنا، میں وہیں تمہارا انتظار کروں گا۔" اتنا کہنے کے بعد وہ بزرگ وہاں سے تشریف لے گئے اور میں حسرت بھری نگاہوں سے ان کو دیکھتا رہا۔ جب میں فریضہ حج ادا کر چکا تو مقررہ وقت پر بئرِ زمزم کے پاس پہنچا۔ وہ عظیم بزرگ وہاں میرے منتظر تھے مجھے دیکھ کر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، پھر ہم مکۂ مکرّمہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے۔ ہم جب شام کی طرف روانہ ہوئے تو اس بزرگ نے ایک مقام پر پہنچ کر پہلے ہی کی طرح مجھ سے فرمایا: "تم یہاں میرا انتظار کرنا میں فلاں وقت تمہیں یہیں ملوں گا۔" وہ وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گئے اسی طرح انہوں نے تین مرتبہ کیا پھر ہمیں بہت جلد شام کی

سرحدیں نظر آنے لگیں۔ ہم بہت ہی قلیل وقت میں مکۂ مکرمہ سے شام پہنچ گئے۔ وہ بزرگ مجھے لے کر ''بیت المقدس'' پہنچے اور مسجد میں داخل ہوئے اور مجھ سے فرمانے لگے: ''اے اللہ عزوجل کے بندے! یہی میری رہائش گاہ ہے۔ اب ہماری جدائی کا وقت آگیا ہے، اللہ عزوجل تجھے اپنی حفظ وامان میں رکھے اور تم پر سلامتی ہو۔'' اس کے بعد وہ بزرگ اچانک میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں نے ان کو بہت تلاش کیا لیکن مجھے وہ نہ مل سکے اور نہ ہی ان کے متعلق کسی سے کوئی معلومات مل سکیں اور میں یہ بھی نہ جان سکا کہ جس عظیم ہستی کی کچھ دنوں کی صحبت نے میری زندگی کی کایا پلٹ دی، میرے دل سے دنیا کی محبت ختم کردی میرے اس محسن کا نام کیا ہے۔ میں اس کے نام سے بھی ناواقف رہا پھر میں اپنے دل میں اس بزرگ کی جدائی کا غم لئے شام سے بلخ کی طرف روانہ ہوا اور اب میں اس سفر کو بہت طویل محسوس کررہا تھا اور میرا واپسی کا سفر مجھ پر بہت سخت ہوگیا تھا مجھے اس بزرگ کی رفاقت میں گزرے ہوئے نورانی لمحات بار بار یاد آرہے تھے۔ بالآخر میں سفر کی کافی صعوبتیں برداشت کر کے کئی دنوں کے بعد اپنے شہر بلخ پہنچا۔ جو واقعات میری توبہ کا سبب بنے یہ ان میں سب سے پہلا واقعہ تھا اور اس کی وجہ سے میں دنیاوی زندگی سے کافی بیزار ہوچکا تھا، مجھے اس بزرگ کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات بار بار یاد آتے اور میں ان کے دیدار کا مشتاق ہی رہا لیکن دوبارہ ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔'' (عیون الحکایات، الحکایۃ الثانیۃ والستون، ص85، دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہ کہہ کر وہ غائب ہوگیا

علامہ یوسف نبہانی اپنی تالیف جامع کرامات الاولیاء میں بحوالہ امام یافعی بیان کرتے ہیں کہ ایک سید صاحب نے مجھے بتایا کہ میں کافی مدت تک ایک ساحل پر رہا۔ وہاں شب و روز اللہ تعالیٰ کی بندگی میں گزارتا رہا۔ جب عید الفطر آئی تو میں قریب ایک بستی کی طرف گیا تاکہ عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر میں بھی نماز عید ادا کرلوں۔ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اس بستی کے لوگوں کے ساتھ نماز عید ادا کر چکا تو واپس اپنی جگہ پر آگیا۔ میں نے اپنی جگہ ایک آدمی دیکھا جو نماز ادا کر رہا تھا۔ اس کی آمد کا ریت میں کوئی نشان نہ تھا (یعنی پاؤں کے نشانات نہ تھے) حالانکہ جس جگہ تنہائی میں میرا عبادت خانہ تھا وہاں آنے کے لئے ریت پر سے گزرنا پڑتا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے تعجب ہوا کہ یہ شخص کدھر سے اندر آیا ہے پھر وہ بہت زیادہ رویا۔ میں نے سوچا کہ اس وقت میں اس کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ کیونکہ آج دن بھی عید کا ہے اور میرے پاس تشریف لایا ہے کچھ کھانے پینے کا انتظام کیسے کروں؟ میں نے بہت سوچا لیکن کچھ نہ ملا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا اے فلاں! اس بارے میں فکر نہ کرو غیب میں وہ کچھ ہے جو ہمیں معلوم نہیں۔ ہاں اگر تمہارے پاس پانی ہے تو وہ میرے قریب کر دو۔ میں اٹھا تاکہ لوٹا لے کر آؤں جب لوٹے کے پاس پہنچا تو وہاں مجھے دو بڑی بڑی روٹیاں ملیں جو گرم تھیں۔ جیسا کہ ابھی تندور سے نکالی ہوں اور بہت سے بادام بھی تھے۔ میں نے یہ سب اٹھایا اور اس کے پاس لے آیا۔ اس نے روٹی توڑی اور بادام میرے سامنے بکھیر دیے اور کہنے لگا کھاؤ وہ مجھے بادام دیتا میں کھالیتا۔ لیکن وہ خود میرے ساتھ کچھ بھی نہیں کھا رہا تھا۔ صرف ایک یا دو بادام کھائے ہوں گے۔ میں نے دل میں تعجب کیا اور

اس کھانے کا موجود ہونا مجھے بہت عجیب سا لگا۔ وہ مجھے کہنے لگا اسے عجیب مت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں وہ یہاں جو چاہیں اللہ تعالیٰ انہیں وہیں وہ کچھ دے دیتا ہے۔ اس سے میرا تعجب اور بڑھ گیا اور میں نے دل میں کہا کہ اس شخص سے میں بھائی چارہ کی درخواست کروں گا۔ وہ کہنے لگا بھائی چارہ کی طلب میں جلدی نہ کرو۔ میں لازماً تیرے پاس واپس آؤں گا انشاء اللہ۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ اور مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کدھر گیا میں تعجب پر تعجب کرنے لگا۔ پھر جب شوال المکرم کی ساتویں رات آئی تو وہ میرے پاس آیا اور بھائی چارہ قائم کیا۔ (جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص 454، مکتبۃ الکتاب، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اچانک غائب ہو گئے

اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ، ج 9، ص 817، میں امداد الاولیاء کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کے ظاہری وصال کے بعد مخلصین میں سے ایک بڑھیا تپِ لرزہ میں گرفتار ہوئی، انتہائی لاغر ہو گئی، ایک رات اسے پانی پینے اور لحاف اوڑھنے کی ضرورت تھی، اس کے اندر طاقت نہ تھی اور دُوسرا کوئی موجود نہیں تھا، حضرت متمثل ہوئے پانی دیا، لحاف اڑھایا، پھر اچانک غائب ہو گئے۔ (امداد الاولیاء ص 369، اسلامک بک فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور)

مریدِ باصفا کی غائبانہ مدد

سُلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خواجہ قطب الدّین بختیار کاکی علیہ رحمۃ اللہ الولی سے بے پناہ عقیدت تھی۔ کئی بد باطن

لوگ بادشاہ اور خواجہ کاکی علیہ رحمۃ اللہ الولی کے باہمی تعلقات سے بہت جلتے تھے اور ہر وقت اِس ٹوہ میں رہتے تھے کہ خواجہ کاکی علیہ رحمۃ اللہ الولی کو بادشاہ کی نظروں سے گِرا دیں۔ ایک دفعہ اِن لوگوں کی ناپاک سازِش سے ایک عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا، ایک دِن خواجہ بختیار کاکی علیہ رحمۃ اللہ الولی کے پاس سُلطان التمش اور بہت سے اُمرائے سلطنت موجود تھے کہ یکایک ایک حاملہ عورت آئی اور اِس نے خواجہ بختیار کاکی علیہ رحمۃ اللہ الولی کا ہاتھ پکڑ کر بادشاہ سے کہا: ”یہ شیخ مجھ سے نکاح کیوں نہیں کرتا جب کہ میں اِس کے بچّے کی ماں بننے والی ہوں“، اِس بے حیا عورت کی اِس گفتگو سے ساری مجلس پر سکتہ طاری ہو گیا، خواجہ کاکی علیہ رحمۃ اللہ الولی اِس تہمت سے بہت رنجیدہ ہوئے اور آپ نے اِسی عالَم میں اپنے مُرشِد یعنی خواجہ غریبِ نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یاد کیا، یکایک لوگوں نے دیکھا کہ اِن کے پاس خواجہ غریبِ نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہیں اور اِس عورت سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں: ”اے رُو سیاہ عورت! کیوں خدا عزوجل کے ایک پاکباز بندے پر جھوٹی تہمت لگاتی ہے سُن تیرے پیٹ کا بچّہ کیا کہہ رہا ہے“، اُس وقت لوگوں نے سُنا کہ اِس عورت کے پیٹ سے بچّے کی آواز آئی، ”میری ماں جھوٹی ہے، فُلاں لوگوں نے اِسے خواجہ بختیار کاکی علیہ رحمۃ اللہ الولی کو مہتم کرنے کے لیے بھیجا ہے“۔ اِس واقعہ کے بعد خواجہ غریبِ نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معاً غائب ہو گئے۔ بادشاہ نے اِس عورت اور دُوسرے سازشیوں کو سخت سزائیں دیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح خواجہ صاحب نے اپنے

مرید خاص پر کرم کیا اور ان کی مشکل کشائی کی اسی طرح سرکار علیہ السلام بھی اپنی امت پر کرم فرماتے رہتے ہیں اور ان کی مشکل کشائی کرتے رہتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں نکلے اس پر تو کرم بالا کرم کرتے ہیں جیسا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدنی قافلے والوں پر کرم فرمایا چنانچہ

مدنی قافلے پر سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کرم نوازی

ایک عاشقِ رسول کے بیان کا اپنے انداز و اَلفاظ میں خُلاصہ پیشِ خدمت ہے، ہمارا مَدَنی قافلہ سنّتوں کی تربیّت لینے کے لئے حَیْدَرآباد (بابُ الاسلام سندھ) سے صوبۂ سرحد پہنچا۔ ایک مسجِد میں تین دن گزار کر دوسرے عَلاقے کی طرف جاتے ہوئے راستہ بھول کر ہم جنگل کی طرف جانکلے، رات کی سیاہی ہر طرف پھیل چُکی تھی، دُور دُور تک آبادی کا کوئی نام و نشان نہیں تھا، لحہ بہ لحہ تشویش میں اضافہ ہوتا جارہا تھا، اتنے میں اُمّید کی ایک کرن پھوٹی اور کافی دُور ایک بتّی ٹِمٹِماتی نظر آئی، خوشی کے مارے ہم اُس سَمْت لپکے مگر آہ! چند ہی لمحوں کے بعد وہ روشنی غائب ہوگئی، ہم ٹھِٹھک کر کھڑے کے کھڑے رَہ گئے، ہماری گھبراہٹ میں ایک دم اِضافہ ہوگیا! کیا کریں، کیا نہ کریں اور کس سَمْت کو چلیں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ آہ! آہ! آہ!

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
جُگنُو چمکے پتّا کھڑکے مجھ تنہا کا دِل دھڑکے
بادَل گرجے بجلی تڑپے دَھک سے کلیجا ہو جائے
پاؤں اٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اَوندھے مُنہ

ساتھی سَاتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر پھر کر ہر جانب دیکھوں کوئی آس نہ پاس کہیں
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
ڈر سمجھائے کوئی پَوَن ہے یا اَگیا بَیتالی ہے
بَن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے
مِیْنْہ نے پھسلن کر دی ہے اور دُھر تک کھائی نالی ہے
پھر جھنجھُلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے
ہاں اِک ٹوٹی آس نے ہارے جی سے رفاقت پالی ہے
تم تو چاند عَرَب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سُورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

اس پریشانی میں نہ جانے کتنا وَقْت گزر گیا، یکایک اُسی سَمْت پھر روشنی نُمُودار ہوئی۔ ہم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لیکر ہمّت کی اور ایک بار پھر آبادی کی اُمّید پر روشنی کی جانِب تیز تیز قدم چل پڑے۔ جب قریب پہنچے تو ایک شخص روشنی لئے کھڑا تھا، وہ نہایت پُرتپاک طریقے پر ہم سے ملا اور ہمیں اپنے مکان میں لے گیا، عاشِقانِ رسول کے مَدَنی قافِلے کے بارہ مُسافِروں کی تعداد کے مطابِق 12 کپ موجود تھے اور چائے بھی تیّار ۔اُس نے گرم گرم چائے کے ذَرِیعے ہماری ''خیر خواہی'' کی۔ ہم اِس غیبی امداد اور پورے بارہ کپ چائے کی پہلے سے تیّاری پر حیران تھے۔ اِسْتِفْسار پر ہمارے اجنبی میزبان نے انکِشاف کیا کہ میں سویا ہوا تھا کہ قسمت انگڑائی لیکر جاگ اُٹھی، جنابِ

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے خواب میں تشریف لائے اور کچھ اِس طرح ارشاد فرمایا، ''دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافِلے کے مسافِر راستہ بھول گئے ہیں ان کی رہنُمائی کیلئے تم روشنی لیکر باہَر کھڑے ہو جاؤ۔'' میری آنکھ کُھل گئی اور بتّی لیکر باہَر نکل پڑا۔ کچھ دیر تک کھڑا رہا مگر کچھ نظر نہ آیا، وَسوسہ آیا کہ شاید غَلَط فَہمی ہوئی ہے، آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی، گھر میں داخِل ہو کر پھر سَو رہا، سر کی آنکھ بند ہوتے ہی دل کی آنکھ واپَس کُھل گئی اور پھر ایک بار مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرۂ نور بار نظر آیا، لَب ہائے مُبارَکہ کو جُنبِش ہوئی اور رَحمت کے پھول جَھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے، دِیوانے! مَدَنی قافلہ میں بارہ مُسافِر ہیں، ان کے لئے چائے کا انتِظام کر کے فوراً روشنی لیکر باہَر کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے دم زَدن میں خیر خواہی کی ترکیب کی اور روشنی لیکر باہَر نکل آیا کہ اتنے میں عاشِقانِ رسول کا مَدَنی قافلہ بھی آپہنچا۔

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو
تُم کو تو غُلاموں سے ہے کچھ ایسی مَحَبَّت ہے ترکِ اَدب ورنہ کہیں ھم پہ فِدا ہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس واقِعہ سے جہاں علمِ غیب ماہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معلوم ہوا وہاں دعوتِ اسلامی کی حقّانیّت اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں مقبولیّت کا بھی پتا لگا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے میٹھے میٹھے مَدَنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے غلاموں کو ہر وَقْت اپنی نظر میں رکھتے ہیں، مصیبت میں پھنس جانے کی صورت میں امداد فرماتے اور بھوکوں کو کھانا کِھلاتے ہیں،

پیتے ہیں ترے در کا کھاتے ہیں ترے در کا پانی ہے ترا پانی دانہ ہے ترا دانہ

(سامانِ بخشش)

(فیضانِ سنت (جلد اوّل)، باب فیضانِ بسم اللہ، ص ۱۲۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

مردے زندہ کرنے والے اولیا

درود پاک کی فضیلت

امیر اہلسنت حضرت علاّمہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے "خودکشی کا علاج" میں درود پاک کی فضیلت لکھتے ہیں :

حضرتِ اُبَیِّ بْنِ کَعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ (فرائض وغیرہ کے علاوہ) میں اپنا سارا وَقْت دُرُود خوانی میں صَرف کرونگا۔ تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا،۔"یہ تمہاری فِکروں کو دُور کرنے کے لئے کافی ہو گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

(ترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقاق والورع، الحدیث: ۲۴۵۷، ص ۵۸۳، دار الکتب العلمیۃ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ کیا کہ سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فکروں کو ختم کرنے کے لئے کتنا پیارا نسخہ ارشاد فرمایا کہ آج ہم میں سے ہر دوسرا بندہ ذہنی فکروں میں الجھا ہوا ہے ہر ایک کو ہر وقت دنیاوی فکر لاحق رہتی ہے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے اس عالمگیر پریشانی کا حل ارشاد فرمایا کہ درود پاک کی کثرت ایسا عمل ہے کہ اس کے ذریعہ فکریں دور ہوتی ہیں اور گناہوں میں کمی ہوتی ہے لہذا ہمیں

دنیاوی فکروں سے جنات حاصل کرنے کے لئے درود پاک کی کثرت کرنی ہو گی۔

لائیں گے میری قبر میں تشریف مصطفٰے
عادت بنا رہا ہوں دُرُود و سلام کی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

کیا بندہ مردہ زندہ کر سکتا ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بے شک موت و حیات اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے لیکن اللہ عزوجل اپنے کسی بندے کو مردے جلانے (زندہ کرنے) کی طاقت بخشے تو اس کے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہے اور اللہ عزوجل کی عطا سے کسی اور کو ہم مردہ زندہ کرنے والا تسلیم کریں تو اس سے ہمارے ایمان میں کوئی اثر نہیں پڑتا، اگر شیطان کی باتوں میں آکر کسی نے اپنے ذہن میں یہ بٹھا لیا ہے کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو مردہ زندہ کرنے کی طاقت ہی نہیں دی تو اُس کا یہ نظریہ یقیناً حکم قرآنی کے خلاف ہے ، دیکھئے! قرآن پاک میں حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے مریضوں کو شفا دینے اور مردے زندہ کرنے کی طاقت کا صاف صاف اعلان کر رہا ہے جیسا کہ پارہ 30، سورہ آل عمران کی آیت 49 میں حضرت سیّدنا عیسیٰ روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے :

وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِۚ (پ3، آل عمران:49)

ترجمہ کنزالایمان: اور میں شِفا دیتا ہوں مادَر زاد اندھوں اور سپید داغ والے (یعنی کوڑھی) کو اور میں مُردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔"

اُمید ہے کہ شیطان کا ڈالا ہوا وسوسہ جڑ سے کٹ گیا ہو گا، کیوں کہ مسلمان کا قرآن پاک پر ایمان ہوتا ہے اور وہ حکمِ قرآنی کے خلاف کوئی دلیل تسلیم کرتا ہی نہیں۔ بہر حال اللہ عزوجل اپنے مقبول بندوں کو طرح طرح کے اختیارات سے نوازتا ہے اوران سے ایسی باتیں صادر ہوتی ہیں جو عقلِ انسانی کی بلندیوں سے وراء الوَرا ہوتی ہیں۔یقینا اہل اللہ کے تصرّفات واختیارات کی بلندی کو دنیا والوں کی پروازِ عقل چُھو بھی نہیں سکتی۔

فوت شدہ مَدَنی مُنّے زندہ کر دیے

مشہور عاشقِ رسول حضرتِ علّامہ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت فرماتے ہیں، حضرتِ سیّدُنا جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حقیقی مَدَنی مُنوں کی موجودگی میں بکری ذبح کی تھی۔ جب فارغ ہو کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے تو وہ دونوں مَدَنی مُنّے چُھری لے کر چھت پر جا پہنچے، بڑے نے اپنے چھوٹے بھائی سے کہا، آؤ میں بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کروں جیسا کہ ہمارے والِد صاحِب نے اس بکری کے ساتھ کیا ہے۔ چُنانچِہ بڑے نے چھوٹے کو باندھا اور حَلق پر چُھری چلا دی اور سر جُدا کر کے ہاتھوں میں اُٹھا لیا! جُونہی ان کی امّی جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ منظر دیکھا تو اُس کے پیچھے دوڑیں وہ ڈر کر بھاگا اور چھت سے گرا اور فوت ہو گیا۔ اُس صابِرہ خاتون نے چیخ وپکار اور کسی قسم کا واویلا نہ کیا کہ کہیں عظیم الشّان، مہمان سلطانِ دوجہان، رَحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پریشان نہ ہو جائیں، نہایت صَبر و استقلال سے دونوں کی ننھی لاشوں کو اندر لا کر ان پر کپڑا اُڑھا دیا اور کسی کو خبر نہ دی

یہاں تک کہ حضرتِ جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہ بتایا۔ دل اگرچہ صَدمہ سے خون کے آنسو رو رہا تھا مگر چہرے کو تر و تازہ و شگُفتہ رکھا اور کھانا وغیرہ پکایا۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور کھانا آپ کے آگے رکھا گیا۔ اِسی وقت جِبرئیلِ امین علیہ الصلوٰۃ و السلام نے حاضِر ہو کر عرض کی، یا رسولَ اللہ !صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جابِر سے فرماؤ، اپنے فرزندوں کو لائے تا کہ وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ کھانا کھانے کا شَرَف حاصِل کر لیں۔ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اپنے فرزندوں کو لاؤ! وہ فوراً باہَر آئے اور زوجہ سے پوچھا، فرزند کہاں ہیں؟ اُس نے کہا کہ حُضُور پُر نور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں عرض کیجئے کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا ہے کہ ان کو جلدی بلاؤ! غم کی ماری زوجہ رو پڑی اور بولی، اے جابِر! اب میں ان کو نہیں لا سکتی۔ حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، آخِر بات کیا ہے؟ روتی کیوں ہو؟ زوجہ نے اندر لے جا کر سارا ماجرا سُنایا اور کپڑا اُٹھا کر مَدَنی منّوں کو دکھایا، تو وہ بھی رونے لگے کیونکہ وہ ان کے حال سے بے خبر تھے۔ پس حضرتِ سیِّدُنا جابِر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کی ننھی ننھی لاشوں کو لا کر حُضُورِ انور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں میں رکھ دیا۔ اس وقت گھر سے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے جِبرئیلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور فرمایا، اے جِبرئیل! میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ و السلام سے فرماؤ، اللہ ربِّ العزّت فرماتا ہے، اے پیارے حبیب! تم دُعا

کرو ہم ان کو زندہ کر دیں گے۔ حُضُورِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدَم، رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دُعا فرمائی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حُکم سے دونوں مَدَنی مُنّے اُسی وَقت زندہ ہو گئے۔ (مدارِجُ النّبوّت، حصہ ا، ص۱۹۹ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، ملخصا)

قلبِ مُردہ کو مرے اب تو جِلا دو آقا
جام اُلفت کا مجھے اپنی پلا دو آقا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ حدیث ہمیں محبت رسول کا سبق دے رہی ہے اور اسی طرح اس حدیث مبارکہ سے حضرت جابر کی بیوی کی بھی سرکار سے محبت واضح طور پر عیاں ہو رہی ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے بارے میں نہ تو ان کے ابو کو بتایا اور نہ ہی سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی مہمان نوازی میں اپنے بیٹوں کی موت کو عذر بنایا اور پھر جب انہوں نے سرکار سے محبت کی تو سرکار نے حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فوت شدہ دونوں حقیقی مَدَنی منّوں کو بِاِذنِ اللہ عزوجل زندہ کر دیا۔ تو میرے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سیدنا جابر کے واقعے سے ہمیں سرکار علیہ السلام کے معجزہ کا علم ہوا کہ سرکار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذبح شدہ بچوں کو بھی زندہ فرمایا دیا۔ اور یہ تو سرکار علیہ السلام کے معجزات میں سے ادنی معجزات ہیں سرکار علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ معجزات عطا فرمائے اور معجزہ کمالات میں سے ہے جیسا کہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب العقائد میں ہے کہ ”تمام انبیاء کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی ذات عالی میں جمع فرما دیے اور

حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے خاص کمالات بہت زائد ہیں"۔(کتاب العقائد، انبیاء علیہم السلام کے رتبے، ص۱۷، المدینہ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

مُردوں کو جلاتے ہیں روتوں کو ہنساتے ہیں آلام مٹاتے ہیں بگڑی کو بناتے ہیں
سرکار کِھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں سلطان و گدا سب کو سرکار نبھاتے ہیں

مرغی زندہ کردی

ایک بی بی سرکار بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اپنا بیٹا چھوڑ گئیں کہ "اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے اور میں نے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اسے اپنے حق سے نکال کر (معاف کرکے) آپ کے پاس چھوڑ دیا ہے تاکہ اس کی تربیت فرمائیں۔" آپ نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگا دیا اور ایک روز اس بچے کی ماں آئی دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت کمزور اور زرد رنگ ہو گیا ہے اور اسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں تو دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تناول فرمایا تھا، عرض کی: "اے میرے مولیٰ! حضور تو مرغی کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔" یہ سن کر حضور پرنور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ مُحْیِ الْعِظَامَ وَ ھِیَ رَمِیْم یعنی جی اُٹھ اس اللہ عزوجل کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی، حضور اقدس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچ جائے گا تو جو چاہے کھائے۔

(زبدۃ الاثار، ص۷۷، مطبع بکسلنگ کمپنی الواقع بجزیرہ بمبئی، مفہوما)

سبحن اللہ عزوجل! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس وقت کی ماں کی کیسی مدنی سوچ تھی کہ اپنے اولاد کی اچھی تربیت کرے اور اس عظیم مقصد کے لئے وہ جو بن سکتا تھا اس کو کرتے تھے جیسا کہ اس عظیم ماں کی مدنی سوچ کہ میری اولاد کی اچھی تربیت ہو اور اس عورت نے اپنے اس عظیم مقصد کو پورا کرنے لئے اپنے مدنی منے کو ایک ولی کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس لئے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی اولاد کی اچھی تربیت کا ذہن بنائیں اور ان کی اچھی تربیت کریں آیئے اب اولاد کی تربیت کے حوالے سے کچھ ملاحظہ کرتے ہیں اس لئے اولاد کی تربیت کرنے کی بہت زیادہ اہمیت اور ضرورت ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: "تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ بادشاہ نگران ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل وعیال کا نگران ہے اس سے اس کے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (صحیح البخاری، کتاب العتق، باب کراہیۃ التطاول علی الرقیق.... الخ، الحدیث ۲۵۵۴، ص ۶۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اولاد کی تربیت کی اہمیت سے بھی منہ نہیں موڑا جا سکتا اس لئے کہ اگر ہم اسلامی اقدار کے حامل ماحول کے مُتَمَنّی (یعنی خواہش مند) ہیں تو ہمیں اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی مَدَنی تربیت بھی کرنی ہو گی کیونکہ اگر ہم

تربیتِ اولاد کی اہم ذمہ داری کو بوجھ تصور کر کے اس سے غفلت برتتے رہے اور بچوں کو ان خطرناک حالات میں آزاد چھوڑ دیا تو نفس و شیطان انہیں اپنا آلہ کار بنالیں گے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ نفسانی خواہشات کی آندھیاں انہیں صحرائے عصیاں (یعنی گناہوں کے صحرا) میں سرگرداں رکھیں گی اور وہ عمرِ عزیز کے چار دن آخرت بنانے کی بجائے دنیا جمع کرنے میں صرف کر دیں گے اور یوں گناہوں کا انبار لئے وادی موت کے کنارے پہنچ جائیں گے۔ رحمتِ الٰہی عزوجل شامل حال ہوئی تو مرنے سے پہلے توبہ کی توفیق مل جائے گی وگرنہ دنیا سے کفِ افسوس ملتے ہوئے نکلیں گے اور قبر کے گڑھے میں جاسوئیں گے۔ سوچئے تو سہی کہ جب بچوں کی مدنی تربیت نہیں ہو گی تو وہ معاشرے کا بگاڑ دور کرنے کے لئے کیا کردار ادا کر سکیں گے، جو خود ڈوب رہا ہو وہ دوسروں کو کیا بچائے گا، جو خود خوابِ غفلت میں ہو وہ دوسروں کو کیا بیدار کریگا، جو خود پستیوں کی طرف محوِ سفر ہو وہ کسی کو بلندی کا راستہ کیونکر دکھائے گا۔

سُونا جنگل رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رَکھوالی ہے

حدائق بخشش

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِسلامی خطوط پر تربیتِ اولاد کا خواب اسی وقت شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے جب اس کے والدین اور گھر کے دیگر افراد قدرِ کفایت علمِ دین کے حامل ہوں بلکہ اس پر عامل بھی ہوں کیونکہ جس کی اپنی نماز دُرُست نہیں وہ کسی کو دُرُست نماز پڑھنا کیسے سکھائے گا، جو خود کھانے پینے، لباس پہننے اور دیگر کاموں کو سنت کے

مطابق کرنے کا عادی نہیں وہ اپنی اولاد کو سنتوں کا عامل کس طرح بنائے گا، جو خود روزے وغیرہ کے مسائل نہیں جانتا وہ اپنی اولاد کو کیا سکھائے گا علیٰ ھذا القیاس۔

تربیت کرنے والوں کے قول و فعل میں پایا جانے والا تضاد بھی بچے کے ننھے سے ذہن کے لئے بے حد باعثِ تشویش ہو گا کہ ایک کام یہ خود تو کرتے ہیں مثلاً جھوٹ بولتے ہیں، آپس میں جھگڑتے ہیں مگر مجھے منع کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اپنے بڑوں کی کوئی نصیحت اس کے دل میں گھر نہ کر سکے گی۔ الغرض تربیتِ اولاد کے لئے والدین کا اپنا کردار بھی مثالی ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ گھریلو ماحول کا بھی بچوں کی زندگی پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اگر گھر والے نیک سیرت، شریف اور خوش اخلاق ہوں گے تو ان کے زیرِ سایہ پلنے والے بچے بھی حسنِ اخلاق کے پیکر اور کردار کے غازی ہوں گے اس کے برعکس شرابی، عیاش اور گالم گلوچ کرنے والوں کے گھر میں پرورش پانے والا بچہ ان کے ناپاک اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ الغرض بچوں کی تربیت صرف پڑھانے پر موقوف نہیں ہوتی بلکہ مختلف رویّوں، باتوں اور باہمی تعلقات سے بھی بچوں کی ذہنی تربیت ہوتی ہے۔ اس مَدَنی و مثالی کردار کے حصول کے لئے والدین کو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں، الحمدللہ عزوجل! **تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی** سے وابستہ ہونے کی برکت سے اعلیٰ اخلاقی اوصاف غیر محسوس طور پر ان کے کردار کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ اس کے لئے گھر کے مَردوں بالخصوص بچوں کے ابو کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرے اور راہِ خدا

عزوجل میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سفر کرے۔ اِن مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے اپنے سابقہ طرزِ زندگی پر غوروفکر کا موقع ملے گا اور دل حُسنِ عاقبت کے لئے بے چین ہو جائے گا جس کے نتیجے میں ارتکابِ گناہ کی کثرت پر ندامت محسوس ہو گی اور توبہ کی توفیق ملے گی۔ عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجہ میں زبان پر فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ دُرُودِ پاک جاری ہو جائے گا، یہ تلاوت قرآن، حمدِ الٰہی عزوجل اور نعتِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کی عادی بن جائے گی، غُصے کی عادت رخصت ہو جائے گی اور اس کی جگہ نرمی لے لے گی، بے صبری کی عادت ترک کر کے صابر وشاکر رہنا نصیب ہو گا، تکبر سے جان چھوٹ جائے گی اور احترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا، دنیاوی مال ودولت کی لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی، الغرض بار بار راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو جائے گا اور ان شاء اللہ عزوجل اپنی اولاد کی مدنی تربیت کا جذبہ بھی نصیب ہو گا۔ اولاد کی تربیت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مایہ ناز تالیف **"تربیت اولاد"** کا مطالعہ کیجیے اور دوسروں کو بھی اس کے پڑھنے کا ذہن دیجیے تاکہ اس طرح وہ بھی اپنی اولاد کی اچھی تربیت کر سکے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ابھی اولاد کی تربیت کے حوالے سے ملاحظہ کیا اور یہ بھی ملاحظہ کیا کہ اس عورت نے اپنی اولاد کی تربیت کے لئے ایک اللہ کے ولی کا انتخاب کیا۔ بے شک اللہ کے اولیاء کی اپنی تربیت ہی ایسی ہوتی ہے کہ ان میں نقائص

نہیں ہوتے اسی وجہ سے ان سے بے شمار کرامات ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ ابھی ہم نے غوث پاک کا ہڈیوں سے مرغی کو زندہ کرنا۔ آیئے اب مزید کچھ ایسے ہی اولیاء کے بارے میں سنتے ہیں چنانچہ

لونڈی کو زندہ کر دیا

حضرت ابو بکر بن عبداللہ عید روس علیہ رحمۃ اللہ الغفور "حرمین شریفین" سے واپس "زبلع" شہر میں تشریف لائے، وہاں ان دنوں محمد بن عتیق حاکم تھا اس کی ایک اُمُّ الْولد (وہ کنیز جس کے بطن سے اس کے آقا کا بچہ پیدا ہو) تھی وہ مر گئی، اور اسے اس سے بے حد محبت تھی حضرت اس کی تعزیت کے لئے تشریف لے گئے اور اسے صبر کی تلقین فرمائی، مگر اسے ذرا بھی اثر نہ ہوا آپ نے دیکھا وہ بے حد مضطرب ہے وہ حضرت کے پاؤں چومنے کے لئے جھکا اور رونے لگ گیا، حضرت نے مری ہوئی اُم ولد کے چہرے سے پردہ ہٹایا اور نام لے کر اسے بلایا وہ بول پڑی اور آپ کو جواب دینے لگی، اللہ کریم نے اس کی روح واپس فرمادی اور حضرت کی موجودگی میں اس نے ہَرِیسہ (ایک پکوان جو گیہوں کے آٹے گوشت کی یخنی اور دودھ ملا کر تیار کیا جاتا ہے) کھایا۔ (جامع کرامات اولیاء، حرف الالف، ابو بکر بن عبداللہ العید روس، ۱/۳۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

چیل کو مار کر زندہ کرنا

بعض مشائخ نے بتایا کہ ایک دفعہ آپ کی مجلس وعظ پر سے ایک چیل اڑتی ہوئی گزری۔ اس وقت بڑی آندھی چل رہی تھی اور اس چیل نے گزرتے ہوئے زور دار

چیخ لگائی۔ آپ نے نگاہ اٹھا کر ہوا کو حکم دیا اس چیل کا سر اڑا دو، دیکھتے ہی دیکھتے سر جدا اور تن جدا پڑا تھا۔ حضرت کرسی سے اٹھ کر نیچے آئے اور اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھالیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا دیکھتے دیکھتے چیل پھڑ پھڑائی اور ہوا میں اڑ گئی۔(زبدۃ الآثار، ص۷۷، مطبع بکسلنگ کمپنی الواقع بجزیرہ بمبئی، مفہوما)

گھوڑا دوبارہ زندہ ہو گیا

حضرت ابو عبید بُسری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے والد ماجد نے ایک سال راہ خدا میں جنگ کے لئے سفر کیا وہ جس دستہ میں نکلے تھے تو وہ گھوڑا جس پر وہ سوار تھے مر گیا، انہوں نے یہ دعا مانگی، میرے پروردگار! اتنی دیر ہمیں یہ عاریۃً دے دے، جب تک ہم اپنے گائوں بسری پہنچتے ہیں، گھوڑا کھڑا ہو گیا جب جہاد کے بعد فارغ ہو کر وہ بسری پہنچے تو مجھے فرمایا: بیٹا! گھوڑے سے زین اتار دو، میں نے عرض کیا اسے پسینہ آیا ہوا ہے اگر میں نے زین اور کاٹھی اتار دی تو اسے ہوا لگ جائے گی آپ نے فرمایا: بیٹا! یہ امانت ہے میں نے جب اتاری تو گھوڑا مر گیا۔(جامع کرامات اولیاء، حرف الالف، ابو عبید البسری، دار الکتب العلمیہ بیروت، مفہوما)

دعائے ولی میں وہ تاثیر دیکھی　　بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

خچر کیسے زندہ ہوا

حضرتِ سیِّدُنا امام شَعْبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ مجاہدینِ اسلام کا لشکر، دشمنانِ اسلام سے جہاد کے لئے نعرۂ تکبیر ونعرۂ رسالت بلند کرتا ہوا جانبِ منزل رواں دواں تھا۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ایک مجاہد کا خچر مر گیا دوسرے

مجاہدوں نے اسے اپنی سواریاں پیش کیں اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ جب بے حد اصرار کے باوجود بھی وہ تیار نہ ہوا تو اسے وہیں چھوڑ کر سارا لشکر آگے روانہ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اس مجاہد نے وضو کر کے خوب خشوع و خضوع سے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اس طرح التجا کی: ”اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تیری خوشنودی کے لئے تیری راہ کا مجاہد بنا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ تو ہی انہیں قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا۔ اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میرے اس خچر کو میرے لئے زندہ کر دے۔ دعا کے بعد اس نے اپنے خچر کو ٹھوکر ماری تو خچر فوراً کان جھاڑتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ مجاہد نے خچر پر زین ڈالی اور سوار ہو گیا۔ خچر ہوا سے باتیں کرتا ہوا سرپٹ دوڑنے لگا، چند ہی گھڑیوں میں وہ مجاہد اپنے دوستوں سے جا ملا۔ انہوں نے اپنے رفیق کو اسی خچر پر دیکھا تو حیران ہو کر ماجرا دریافت کیا۔ مجاہد نے سارا واقعہ بتایا اور کہا: ”میرے رب عَزَّوَجَلَّ نے میرے لئے اس خچر کو زندہ فرما دیا۔“ (عیون الحکایات، الحکایۃ التاسعۃ والستون بعد الثلاثمائۃ، حکایۃ رجل مجاھد مات حمارہ، ص ۳۲۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دل کی گہرائی سے نکلی ہوئی دعاء کبھی ردّ نہیں ہو سکتی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں جو بھی دعاء مانگی جائے وہ لازماً قبول ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ خود ہمارے پیارے پیارے سچے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا سچّا فرمان ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط (پ ۲۴ المؤمن ۶۰) ترجَمۂ کنزالایمان: اور تمہارے ربّ نے فرمایا، مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

دعا کی قَبولیَّت کی تین صورَتیں ملاحظہ فرمایئے:

(1) جو اس نے مانگا وہ نہ دیا گیا کہ اس کے حق میں بہتر نہ تھا اور وہ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْن جَلَّ جَلَالُہ اپنے بندوں کے حق میں بہتری چاہتا ہے۔

وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ (پ ۲، البقرہ ۲۱۶) ترجَمۂ کنزالایمان: اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔ اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

{2} اس دعا مانگنے والے پر کوئی سخت بلا و مصیبت آنی تھی۔ جسے اس کا پروردگار عَزَّوَجَلَّ اس بظاہِر قبول نہ ہونے والی دعا کے صِلہ میں دُور فرما دیتا ہے۔ مَثَلاً اتوار کو بعدِ نمازِ مغرب اسکوٹر کے حادثے میں اِس کا پائوں ٹوٹنے والا تھا اور عَصْر کی نماز میں اِس نے دعا مانگی، یااللہ! فُلاں پر میرا 1000 روپیہ قرض ہے وہ آج مغرِب کے بعد مل جائے۔ یہ نمازِ مغرب ادا کر کے صحیح سلامت مقروض کے پاس پہنچ گیا۔ اُس نے قرض نہیں لوٹایا، یہ دعا مانگنے والا سمجھا کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ مگر اِس بے خبر کو کیا خبر کہ مقروض کے پاس پہنچنے سے قَبل حادثے میں اِس کا جو پاؤں ٹوٹنے والا تھا وہ اِس دعاء کی بَرَکت سے نہیں ٹوٹا!

{3} یہ کہ جو مانگا وہ نہیں دیا جاتا بلکہ اس دعا کے عِوَض (عِ۔ وَضْ) آخِرت میں ثواب کا ذَخیرہ عطا کیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیثِ پاک میں فرمایا،، بندہ اس جگہ (جب وہ اپنی اُن دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مقبول نہ ہوئی تھیں،) پر کہے گا، کاش! دنیا

میں میری کوئی دُعا قَبول نہ ہوتی(اور سب یہیں(یعنی آخِرت)کے واسطے جَمْع ہو جاتیں)۔(المستدرک علی الصحیحین، کتاب:الدعاء والتکبیر والتھلیل والتسبیح والذکر، یدعو اللہ بالمومن یوم القیامۃ، ۲/ ۱۶۴، الحدیث: ۱۸۶۲، دار المعرفۃ بیروت لبنان)

وہ زندہ ہو گیا

حضرت علامہ محمد یوسف نبہانی قدس سرہ الربانی اپنی کتاب "جامع کرامات اولیاء" کی دوسری جلد میں حضرت سیدتنا رابعہ العدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی سیرت کے بارے میں فرماتے ہیں: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اونٹ پر سوار ہو کر حج کرنے تشریف لے گئیں حج سے فارغ ہو کر واپس اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئیں تو گھر پہنچنے سے قبل ہی اونٹ مر گیا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، اے اللہ عزوجل! اسے زندہ کر دے، تو وہ زندہ ہو گیا، آپ اس پر سوار ہوئیں، جب اپنے مکان کے دروازے کے قریب پہنچیں تو اونٹ مر کر گر پڑا۔(جامع کرامات الاولیاء، حرف الراء، رابعۃ العدویۃ، ۲/ ۵۹، دار الکتب العلمیۃ)

بیٹا زندہ ہو گیا

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گئے، وہ اپنی بوڑھی ماں (اُم سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا اِکلوتا بیٹا تھا اور وہ مرض الموت میں مبتلا تھا، عیادت کے بعد ہم واپس ہونے والے ہی تھے کہ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ ہم وہیں ٹھہر گئے، اس کی آنکھیں بند کیں اور اس پر چادر ڈال دی۔ اس نوجوان کی بوڑھی ماں ہمارے قریب ہی کھڑی

تھی، ہم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا: ”یہ جو مصیبت تجھ پر آن پڑی ہے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر اس پر صبر کر۔“ یہ سن کر وہ بڑھیا کہنے لگی: ”کیا ہوا، کیا میرا بیٹا مر گیا ؟“ ہم نے کہا: ”جی ہاں۔“ اس نے کہا: ”کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟“ ہم نے کہا: ”ہم سچ کہہ رہے ہیں، واقعی تمہارے بیٹے کا اِنتقال ہو چکا ہے۔“ یہ سن کر اس بوڑھی عورت نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور بڑی آہ وزاری سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس طرح عرض گزار ہوئی : اے میرے پروردگار عزوجل! میں تجھ پر ایمان لائی اور تیرے محبوب رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف میں نے ہجرت کی، مجھے تیری ذات سے اُمیدِ واثق ہے کہ تُو ہر مصیبت میں میری مدد کرے گا۔ اے پروردگار عزوجل! آج کے دن مجھ پر (میرے بیٹے کی جدائی کی) مصیبت کا بوجھ نہ ڈال۔“ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ابھی وہ بڑھیا اپنی دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس کے مردہ بیٹے کے منہ سے کپڑا ہٹ گیا اور وہ (مسکراتا ہوا) اٹھ بیٹھا اور پھر ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الثامنۃ و الستون، دعوۃ ام صالحۃ، ص ۹۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ہاتھ اُٹھتے ہی بر آئے ہر مُدَّعا وہ دعاؤں میں مولیٰ اثر چاہئے

ڈوبا ہوا بچہ زندہ ہو گیا

ایک دفعہ ایک عورت حضرت سیّدنا ابو بکر بن ہوار بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں بطائح (سنگریزوں والی زمینوں کی آبادیوں) سے حاضر ہوئی عرض کرنے لگی: میرا لڑکا دریا میں گر کر غرق ہو گیا ہے میرا اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور میں

اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اللہ کریم نے آپ کو اُسے واپس لانے کی طاقت دے رکھی ہے اگر آپ نے مجھے بچہ واپس نہ دلایا تو میں کل قیامت میں اللہ اور اس کے رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ان الفاظ میں آپ کی شکایت کروں گی کہ میں غم کی ماری ان کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی آپ میری مصیبت کو توڑ سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا، آپ نے سن کر سر جھکا لیا پھر فرمایا: مجھے دکھلا وہ کہاں ڈوبا ہے؟ اس نے جگہ دکھائی اچانک اس کا بیٹا پانی کے اوپر مردہ حالت میں تیرنے لگا آپ پانی میں اتر گئے، اُسے اٹھالیا اور ماں کو دے دیا اور فرمایا: میں نے تو اُسے زندہ ہی پایا تھا وہ خاتون چلتے بچے کو واپس لے کر چلی گئی۔ (جامع کرامات اولیاء، حرف الالف، ابو بکر بن ھوار البطائحی، ۱/ ۳۴۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا اس عورت کے اعتقاد کو کہ اس کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء وہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اللہ کے اذن سے اس کے مقبول بندے مردوں کو زندہ کرتے ہیں جیسا کہ حضرت سیّدنا ابو بکر بن ہوار بطائحی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس عورت کے مردہ بیٹے کو زندہ کیا۔ آیئے مزید ملاحظہ کرتے ہیں۔ چنانچہ

پرندوں کو زندہ کرنا

فقیہ صوفی کہتے ہیں کہ سات غلیجی اس جنگل میں جمع ہوئے جس میں شیخ عثمان بن مرزوق رہتے تھے۔ انہوں نے بہت سے جانوروں کو مارا اور زمین پر شیخ عثمان کے قریب بہت سا ڈھیر جمع ہو گیا۔ پرندوں کا یہ حال تھا کہ غلیلہ کے زور سے لگنے کی وجہ

سے زمین پر مردہ ہو کر گر پڑے۔ اور ان کے ذبح کرنے کا موقع نہ پاتے۔ شیخ نے ان سے کہا کہ تم کو حلال نہیں اور کسی کو یہ مت کھلاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کیوں؟ فرمایا! کہ یہ مردہ ہیں۔ انہوں نے ہنسی سے کہا کہ تم ان کو زندہ کر دو۔ آپ نے کہا باسم اللہ و اللہ اکبر خداوندا ان کو زندہ کر، "اے وہ کہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا"۔ تب وہ تمام پرندے اٹھ کھڑے ہوئے اور اڑ گئے۔ یہاں تک کہ آنکھوں سے غائب ہو گئے اور غلیچی دیکھتے رہ گئے۔ پھر وہ ایسی گستاخی سے توبہ کرنے لگے۔ اور شیخ رضی اللہ عنہ کی خدمت کرنے کی طرف مستعد ہو گئے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۶۷۵، شبیر برادر مرکز الاولیاء لاہور)

مرغی زندہ فرمادی

حضرت سیّدنا تاج الدین بن الرفاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی ایک گاؤں سے گزرے جہاں کے کچھ لوگ اولیاء اللہ کے مخالف کے تھے آپ نے ایک مشہور بخیل شخص سے مرغی مانگی اور صرف خود کھائی، لوگوں نے عرض کی کہ اس کے تو چھوٹے چھوٹے چوزے بھی ہیں، حضرت تاج الدین الرفاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس برتن کی طرف اشارہ فرمایا جس میں اس کی ہڈیاں تھیں جب برتن کھولا گیا تو مرغی صحیح وسلامت اس میں موجود تھی وہ اپنے چوزوں کے پاس بھیج دی گئی، حاضرین پر اس کا بے حد اثر ہوا اور لوگ آپ کے بے حد معترف ہوئے مگر آپ اسی وقت وہاں سے کوچ کر گئے۔ (جامع کرامات اولیاء، حرف التاء، تاج الدین بن الرفاعی، ۱/۴۹۸، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اونٹ زندہ ہو گیا

حضرت سیّدُنا محمد بن سعید بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ "میں بصرہ کے

راستے میں پیدل چل رہا تھا کہ میں نے ایک اعرابی کو اپنے اونٹ کو ہانکتے ہوئے دیکھا۔ میں اُس کی طرف متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اچانک اونٹ گر کر مر گیا اور وہ شخص اور کجاوہ گر گیا تو وہ اعرابی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا: ''اے تمام اسباب کو پیدا کرنے والے! اور ہر طلبگار کی طلب کو پورا کرنے والے! مجھے اسی حالت پر لوٹا دے۔'' تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اونٹ دوبارہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ شخص اور کجاوہ بھی اس کے اوپر ہو گیا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس السابع عشر، فی اثبات کرامات الاولیاء، ص ۱۰۴، دار احیاء التراث العربی بیروت)

بُھنی ہوئی مرغابی کا زندہ ہو جانا

شیخ ابو الفرج عبد الرحیم نے کہا کہ میں ایک دن ایسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ اپنے ماموں شیخ احمد کو دیکھتا تھا اور ان کے کلام کو سنتا تھا۔ وہ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے پھر ان پر ایک شخص ہوا سے اترا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ شیخ نے اس سے کہا مرحبا وتد الارض اس شخص نے کہا کہ مجھے بیس دن ہو گئے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایا اور نہ کچھ پیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ آپ مجھے میری خواہش کے موافق کھلائیں۔ شیخ نے کہا تمہاری کیا خواہش ہے؟ اس نے اوپر کو دیکھا تو پانچ مرغابیاں اڑی جا رہی تھیں ''اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی ہو اور دو روٹیاں اور سرد پانی ہو''۔ شیخ نے کہا اچھا تمہارے لئے یہ ہے پھر شیخ نے اس مرغابی کی طرف دیکھا اور کہا ''مرد کی بھوک کے لئے جلدی کر'' ابھی شیخ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی شیخ کے سامنے بھنی ہوئی آموجود ہوئی پھر شیخ نے دو پتھروں کی طرف ہاتھ بڑھایا جو کہ ان

کی ایک طرف تھے۔ ان دونوں کو اس کو سامنے دو روٹیاں بنا کر رکھ دیا۔ جن میں سے سنجار نکلتا تھا۔ جو کہ دنیا کی نہایت عمدہ روٹیوں میں سے دیکھنے میں تھیں۔ پھر ہوا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس میں ایک سرخ کوزہ سرد پانی کا تھا۔ پھر مرد نے وہ مرغابی کھائی اور اس نے سوا ہڈیوں کے اور کچھ نہ چھوڑا۔ اور دو روٹیاں کھائی اور پانی پیا پھر ہوا میں جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔ پھر شیخ کھڑے ہوئے ان ہڈیوں کو لیا اور ان کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنا ہاتھ ان پر پھیرا اور کہا اے متفرق ہڈیو اور ٹکڑے شدہ جوڑو چلے جاؤ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پھر وہ مرغابی بھنی ہوئی زندہ ہو گئی اور ہوا پر اڑ گئی ۔ یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئی۔ (بہجۃ الاسرار، اردو، ص۸۱۹، شبیر برادر اردو بازار مرکز الاولیاء لاہور)

مردہ اُٹھ بیٹھا

علامہ مناوی نے بیان کیا کہ حضرت ابو یعقوب یوسف بن ایوب الھمدانی کے بعض اصحاب میں سے ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس کے ورثاء نے اس کی فوتیدگی پر بہت غم کیا۔ جب شیخ موصوف نے ان کا شدید غم دیکھا تو آپ میت کے پاس تشریف لائے اور میت کو کہا "قم باذن اللہ" اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا۔ چنانچہ مردہ اٹھ بیٹھا۔ اور اس کے بعد خدا نے جتنا چاہا وہ زندہ رہا۔ (جامع کرامات الاولیاء، حرف الیاء، ابو یعقوب یوسف بن ایوب الھمدانی، ۲/ ۴۳۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

زندہ پھر مردہ ہو گیا

ابو محمد حسن بن یحیٰ اور ابو حفص عمر بن مزاحم نے کہا کہ ہم شیخ علی بن ہیتی کے ساتھ

ایک دفعہ نہر الملک کے دیہات میں گئے تو ہم نے دو بستیوں والوں کو دیکھا کہ تلواریں نکالے لڑنے کو تیار ہیں۔ ان میں ایک مقتول پڑا ہے اور ہر ایک فریق اس کے قتل سے متہم ہوا ہے۔ پھر شیخ آئے۔ یہاں تک کہ مقتول کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ اس کے سر کے بالوں کو پکڑ کر کہنے لگے "اے خدا کے بندے تجھ کو کس نے قتل کیا۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا، اور آنکھیں کھول دیں اور بزبان فصیح کہنے لگا جس کو تمام حاضرین نے سن لیا کہ مجھے فلان بن فلان نے قتل کیا ہے۔ پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ جیسا کہ تھا اور پہلی حالت کی طرف لوٹ گیا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۵۳۲، شبیر برادر مرکز الاولیاء لاہور)

چار پائے کو زندہ کر دیا

حضرت الشیخ المختار بن احمد سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے آپ عقبہ بن نافع الفہری فاتح بلاد عرب کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جو الشیخ محمد عبد الحیی ء نے بتائی اور ان کو یہ کرامت محمد بن المدنی نے بتائی جو مغرب میں واقع دار البیضاء کے رہنے والے تھے۔ بتایا کہ شیخ مختار نے ایک مرے ہوئے چار پائے کو زندہ کر دیا اور میں نے اس چار پائے کی نسل بھی دیکھی ہے۔ (جامع کرامات الاولیاء، حرف المیم، ج ۲، ص ۳۷۸، دار الکتب العلمیہ بیروت، ملتقطا)

اندھوں کو بینا اور مردوں کو زندہ کرنا

حضرت شیخ برگزیدہ ابو الحسن قرشی فرماتے ہیں کہ "میں اور شیخ ابو الحسن علی بن ہیتی حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں موجود تھے تو ان کے پاس ابو غالب فضل اللہ بن اسمعیل بغدادی از جی

سوداگر حاضر ہوا وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کرنے لگا : اے میرے سردار! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جدامجد حضور پرنور، شافع یوم النشور، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ "جو شخص دعوت میں بلایا جائے اس کو دعوت قبول کرنی چاہئے۔" میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے گھر دعوت پر تشریف لائیں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اگر مجھے اجازت ملی تو میں آؤں گا۔" پھر کچھ دیر بعد آپ نے مراقبہ کر کے فرمایا: "ہاں آؤں گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خچر پر سوار ہوئے، شیخ علی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی اور جب اس کے گھر میں ہم آئے دیکھا تو اس میں بغداد کے مشائخ، علماء اور معززین جمع ہیں، دستر خوان بچھایا گیا جس میں تمام شیریں اور ترش چیزیں کھانے کے لئے موجود تھیں اور ایک بڑا صندوق لایا گیا جو سر بمہر تھا دو آدمی اسے اٹھائے ہوئے تھے اسے دستر خوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا، تو ابو غالب نے کہا: "بسم اللہ! اجازت ہے۔" اس وقت حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مراقبہ میں تھے اور آپ نے کھانا نہ کھایا اور نہ ہی کھانے کی اجازت دی تو کسی نے بھی نہ کھایا، آپ کی ہیبت کے سبب مجلس والوں کا حال ایسا تھا کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، پھر آپ نے شیخ علی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہ صندوق اٹھا لایئے۔" ہم اٹھے اور اسے اٹھایا تو وہ وزنی تھا ہم نے صندوق کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا آپ نے حکم دیا کہ "صندوق کو کھولا جائے۔ ہم نے کھولا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا موجود تھا جو مادر زاد اندھا اور جذامی فالج

زدہ تھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا: ”اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑا ہو جا۔“ ہم نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کہنے کی دیر تھی کہ لڑکا دوڑنے لگا اور بینا بھی ہو گیا اور ایسا ہو گیا کہ کبھی بیماری میں مبتلا نہیں تھا، یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور برپا ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حالت میں باہر نکل آئے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد میں شیخ ابو سعد قیلوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ”حضرت سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی، قطب ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادر زاد اندھے اور برص والوں کو اچھا کرتے ہیں اور خدا عزوجل کے حکم سے مردے زندہ کرتے ہیں۔ (زبدۃ الآثار، ۷۸، مطبع بکسلنگ کمپنی الواقع بجزیرہ بمبئی، مفہوما)

قتل کے بعد زندہ ہو گئے

امام شعرانی نے بیان کیا: کہ جب ابن القنیش البرلسی نے حضرت الشیخ حسین ابو علی کا عبادت خانہ تعمیر کرنا شروع کیا۔ تو اسے ان کے بدخواہوں اور دشمنوں نے کہا: ”اس تعمیر پر اس قدر زیادہ خرچہ یہ شیخ کی کیمیا گری سے ہے (یعنی شیخ کی مکاری ہے)۔ ان بدخواہوں نے چند بدمعاشوں کو بھاری رشوت دی تاکہ وہ شیخ کو قتل کر دیں۔ چنانچہ یہ لوگ شیخ کے پاس آئے اور شیخ کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور انہیں ایک ٹیلے پر پھینک آئے اور ان کے قتل کرنے پر ایک ہزار دینار لئے۔ پھر جب یہ اکٹھے ہوئے تو الشیخ حسین رضی اللہ عنہ کو وہاں بیٹھے ہوئے پایا۔ پھر آپ نے ان سے کہا ”تمہیں چاند نے دھوکہ دیا ہے۔“ (جامع کرامات الاولیاء، حرف الحاء، ج ۲، ص ۳۸، دار الکتب العلمیہ بیروت، ملتقطا)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی خدمت کرنی چاہیے ان کو تحائف وہدیات دینے چاہیے اور ان کے بارے میں حسن ظن کرنا چاہیے اور ان کے بارے میں بد گمانی نہیں کرنی چاہیے اس لئے کہ بد گمانی کرنا ایک مسلمان کے بارے میں حرام ہے تو اولیاء اللہ کے بارے میں تو بدرجہ اولی حرام ہے اور بسا اوقات بد گمانی کرنا غیبت بن جاتا ہے لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم غیبت وبد گمانی سے بچیں جیسا کہ دعوت اسلامی کے مطبوعہ ادارے مکتبۃ المدینہ کی مایاناز تالیف غیبت کی تباہ کاریاں میں ہے:

دو گُدڑیوں والا

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں: سردیوں کے دن تھے میں مسجِد کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ قریب سے ایک شخص گزرا جس نے دو گُدڑیاں اوڑھ رکھی تھیں۔ میرے دل میں بات آئی کہ شاید یہ بھکاری ہے، کیا ہی اچّھا ہوتا کہ یہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا۔ جب میں سویا تو خواب میں دو فرشتے آئے مجھے بازو سے پکڑا اور اُسی مسجد میں لے گئے۔ وہاں ایک شخص دو گدڑیاں اَوڑھے سو رہا ہے جب اس کے چہرے سے گُدڑی ہٹائی گئی تو یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ یہ تو وُہی شخص ہے جو میرے قریب سے گزرا تھا! فرشتوں نے مجھ سے کہا: "اِس کا گوشت کھاؤ۔" میں نے کہا: میں نے اس کی کوئی غیبت تو نہیں کی۔ کہا: "کیوں نہیں! تو نے دل میں اس کی غیبت کی، اس کو حقیر جانا اور اس سے ناخوش ہوا۔" حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجُرِی کبیر علیہ رحمۃ اللہ القدیر فرماتے ہیں: پھر میری آنکھ کھل گئی، خوف کی وجہ سے مجھ پر

لرزہ طاری تھا، میں مسلسل تیس (30) دن اُسی مسجد کے دروازے پر بیٹھا رہا، صرف فرض نماز کے لئے وہاں سے اٹھتا۔ میں دعا کرتا رہا کہ دوبارہ وہ شخص مجھے نظر آجائے تاکہ اس سے مُعافی مانگوں۔ ایک ماہ بعد وہ پُراَسرار شخص مجھے نظر آگیا، پہلے کی طرح اُس کے جسم پر دو گدڑیاں تھیں۔ میں فوراً اس کی طرف لپکا، مجھے دیکھ کر وہ تیز تیز چلنے لگا، میں بھی پیچھے ہولیا۔ آخِر کار میں نے اُس کو پکار کر کہا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بندے! میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔" اُس نے کہا: اے ابراہیم! کیا تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو دل کے اندر مومنین کی غیبت کرتے ہیں؟ اس کے منہ سے اپنے بارے میں غیب کی خبر سن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو وہ شخص میرے سرہانے کھڑا تھا۔ اُس نے کہا: کیا دوبارہ ایسا کروگے؟ میں نے کہا: "نہیں، اب کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔" پھر وہ پُراَسرار شخص میری نظروں سے اوجھل ہو گیا اور دوبارہ کبھی نظر نہ آیا۔ (عُیونُ الحِکایات، الحکایۃ السادسۃ عشرۃ بعد المائتین الغیبۃ بالقلب، ص ۲۱۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس حکایت سے ہمیں عبرت کے بے شمار مَدَنی پھول چُننے کو ملتے ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کے بارے میں بدگمانی بھی غیبت ہے۔ یعنی کسی واضح قرینے کے بِغیر کسی کے بارے میں بُرائی کو دل میں جمالینا کہ وہ ایسا ہی ہے بدگمانی کہلاتا ہے جو کہ غیبۃُ القَلب یعنی دل کی غیبت ہے۔ کسی کے سادہ لباس وغیرہ کو دیکھ کر اُسے حقیر اور بھیک مانگنے والا فقیر جاننا بڑی بھول ہے۔ کیا معلوم ہم جسے حقیر تصوُّر کر رہے ہیں وہ کوئی گدڑی کا لعل یعنی پہنچی ہوئی ہستی ہو۔ جیسا کہ مذکورہ حکایت سے

ظاہر ہوا کہ وہ گدڑی پوش شخص کوئی عام آدمی نہیں بلکہ خدا رسیدہ بزرگ تھے !

نہ پوچھ ان خِرقہ پوشوں کو عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بَیضا لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں
بدگمانی کی خُو نکل جائے دُور دل سے غُرور کر یا ربّ !

غیبت کی بدبُو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غیبت کرنے سے ایک مخصوص بدبُو نکلتی ہے۔ پہلے جب کوئی غیبت کرتا تھا تو بدبو کے سبب سب کو معلوم ہو جاتا تھا کہ غیبت ہو رہی ہے! مگر اب غیبت کی اِس قَدَر کثرت ہو گئی ہے کہ ہر طرف اس کی بدبُو کے بھبکے اُٹھ رہے ہیں مگر ہمیں بدبو نہیں آتی کیونکہ ہماری ناک اس کی بدبُو سے اَٹ گئی ہے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ جب گٹر صاف کی جارہی ہوتی ہے تو عام شخص اُس کی بدبُو کے باعث وہاں کھڑا نہیں رَہ سکتا مگر بھنگی کو کچھ بھی پتا نہیں چلتا اس لئے کہ اس کی ناک اس گندگی کی بدبو سے اَٹ چکی ہوتی ہے۔ چُنانچِہ فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ جلد اوّل صَفْحَہ 720 پر ہے: جھوٹ اور غیبت مَعنوی نَجاست (یعنی باطنی گندگیاں) ہیں وَلہٰذا جھوٹے کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ حفاظت کے فِرِشتے اُس وقت اُس کے پاس سے دُور ہٹ جاتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارِد ہوا ہے اور اسی طرح ایک بدبو کی نسبت رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم نے خبر دی کہ یہ اُن کے منہ کی سَڑاند (یعنی بدبُو) ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں اور ہمیں جو جھوٹ یا غیبت کی بدبُو محسوس نہیں ہوتی اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اُس سے مانُوف (یعنی اس کے عادی) ہو گئے ہماری ناکیں اُس

سے بھری ہوئی ہیں جیسے چمڑا پکانے والوں کے محلّے میں جو رہتا ہے اُسے اُس کی بدبُو سے ایذا نہیں ہوتی دوسرا آئے تو اُس سے ناک نہ رکھی جائے۔ مسلمان اِس نفیس فائدے (یعنی عمدہ نتیجے) کو یاد رکھیں اور اپنے رب (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈریں، جھوٹ اور غیبت ترک کریں۔ کیا معاذَ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) منہ سے پاخانہ نکلنا کسی کو پسند ہو گا؟ باطِن کی ناک کُھلے تو معلوم ہو کہ جھوٹ اور غیبت میں پاخانے سے بدتر سڑاند (یعنی بدبو) ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: "جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، اس کی بدبو سے فِرِشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے۔" (سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الصدق والکذب، ص ۴۸۱، الحدیث: ۱۹۷۲، دار الکتب العلمیۃ)

حضرتِ سیِّدُنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راویت ہے کہ ہم خدمتِ اقدس حُضور سیِّدِ عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم میں حاضر تھے کہ ایک بدبُو اُٹھی، رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے فرمایا: جانتے ہو کہ یہ بدبو کیا ہے، یہ ان کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (ذَمُّ الْغِیبَۃِ لِابْنِ اَبِی الدُّنْیَا، ص ۱۰۴، رقم ۷۰، المکتبۃ العصریہ بیروت)

اللہ ہمیں جھوٹ سے غیبت سے بچانا مولیٰ ہمیں قیدی نہ جہنَّم کا بنانا
اے پیارے خدا از پئے سلطانِ زمانہ جنَّت کے محلّات میں تو ہم کو بسانا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ابھی غیبت کے نقصانات کے بارے میں ملاحظہ فرمایا کہ کس قدر زیادہ اور خطرناک نقصانات ہیں اس لئے ہمیں چاہیے کہ خود بھی اس مہلک مرض سے بچیں اور دوسروں کو بھی اس مہلک مرض سے بچائیں۔ اور ہمارے

اسلاف اس طرح کی باتوں سے خود بھی بچتے تھے اور دوسروں کو بھی اس بات کا موقع نہیں دیتے تھے اسی وجہ سے تو اولیاء کرام کی ذات بابرکت ان باطنی مہلک بیماریوں کے نہ ہونے کی وجہ سے منبع کرامت ہوا کرتی تھی ان اولیاء کی کرامات میں سے ایک کرامت مردہ کو زندہ کرنا بھی ہے آیئے اب ان اولیاء کے سردار حضور غوث پاک کی مردے زندہ کرنے کی کرامت کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

قبرستان کے مردوں کو زندہ کر دیا

خانقاہ میں ایک باپردہ خاتون اپنے مُنّے کی لاش چادر میں لپٹائے، سینے سے چمٹائے زاروقطار رورہی تھی۔ اتنے میں ایک ''مَدَنی مُنّا'' دوڑتا ہوا آتا ہے اور ہمدردانہ لہجے میں اس خاتون نے سے رونے کا سبب دریافت کرتا ہے۔ وہ روتے ہوئے کہتی ہے، بیٹا! میرا شوہر اپنے لختِ جگر کے دیدار کی حسرت لیے دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔ یہ بچّہ اس وقت پیٹ میں تھا اور اب یہی اپنے باپ کی نشانی اور میری زندگانی کا سرمایہ تھا، یہ بیمار ہو گیا، میں اسے اسی خانقاہ میں دم کروانے لارہی تھی کہ راستے میں اس نے دم توڑ دیا ہے۔ میں پھر بھی بڑی امّید لے کر یہاں حاضر ہو گئی کہ اِس خانقاہ والے بُزُرگ کی ولایت کی ہر طرف دھوم ہے اوران کی نگاہِ کرم سے اب بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے مگر وہ مجھے صبر کی تلقین کر کے اندر تشریف لے جاچکے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ خاتون پھر رونے لگی۔ ''مدنی مُنّے کا دل پگھل گیااور اس کی رَحمت بھری زَبان پر یہ الفاظ کھیلنے لگے، محترمہ! آپ کا منّا مرا ہوا نہیں بلکہ زندہ ہے، دیکھو تو سہی وہ حرکت کر رہا ہے!'' دُکھیاری ماں نے بے تابی کے ساتھ اپنے مُنّے کی لاش پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا

تو وہ سچ مُچ زندہ تھا اور ہاتھ پیر ہلا کر کھیل رہا تھا۔ اتنے میں خانقاہ والے بُزُرگ اندر سے واپَس تشریف لائے، بچّے کو زندہ دیکھ کر ساری بات سمجھ گئے اور لاٹھی اٹھا کر یہ کہتے ہوئے ”مدنی مُنّے“ کی طرف لپکے کہ تو نے ابھی سے تقدیر خداوندی عَزَّوَجَلَّ کے سربَستہ راز کھولنے شُروع کر دیے ہیں!“ مَدَنی مُنّا وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور وہ بُزُرگ اس کے پیچھے دوڑنے لگے۔ ”مدنی مُنّا“ یکایک قبرستان کی طرف مڑا اور بُلند آواز سے پکارنے لگا، اے قبر والو! مجھے بچاؤ! تیزی سے لپکتے ہوئے بُزُرگ اچانک ٹھٹھک کر رُک گئے کیونکہ قبرستان سے تین سو(۳۰۰) مردے اُٹھ کر اسی ”مَدَنی مُنّے“ کی ڈھال بن چکے تھے اور وہ ”مَدَنی مُنّا“ دور کھڑا اپنا چاند سا چہرہ چمکاتا مسکرا رہا تھا۔ اس بزرگ نے بڑی حسرت کے ساتھ ”مَدَنی مُنّے“ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، بیٹا! ہم تیرے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے تیری مرضی کے آگے اپنا سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں وہ ”مَدَنی مُنّا“ کون تھا؟ اس مَدَنی مُنّے کا نام عبد القادر تھا اور آگے چل کر وہ غوثُ الاعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے لقب سے مشہور ہوئے اور وہ بُزُرگ ان کے نانا جان حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ صومعی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔ (رسائل دعوت اسلامی، مدنی منے کی لاش، حصہ دوم، ص ۱، المدینہ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابنِ ابو القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

گدھا زندہ ہو گیا

صاحب رسالہ قشیریہ ذکر کرتے ہیں کہ جناب ابو الحسین محمد بن الحسین قطان نے

ہمیں بغداد میں یہ کرامت سنائی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ کرامت ابو علی اسماعیل بن اسمٰعیل الصفار نے اور انہیں حسین بن عرقہ ابن یزید نے اور انہیں عبد اللہ بن ادریس اودی نے اور وہ جناب اسماعیل بن ابی خالد سے اور وہ جناب ابو سیرۃ نخعی سے بیان کرتے ہیں: فرمایا "کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا گھر سے نکلا اور ابھی راستہ میں ہی تھا کہ اس کا گدھا ہلاک ہو گیا۔ وہ اٹھا اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر دعا مانگی "اے اللہ! میں یقیناً تیرے راستہ میں مجاہد بن کر نکلا میرے پیش نظر صرف تیری خوشنودی ہے۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ تو مردوں کو زندہ کرے گا اور جو قبروں میں ہیں ان کو اٹھائے گا آج مجھ پر کسی کا احسان نہ ہونے دے۔ میں تجھ سے یہ ہی طلب کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر دے تو گدھا کان جھاڑتے ہوئے فوراً کھڑا ہو گیا۔ (جامع کرامات الاولیاء خاتمۃ الکتاب، ج ۲، ص۴۴۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، مفہوما)

مُردہ بکری کھڑی ہو گئی

حضرتِ سیِّدُنا کعب بن مالِک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرتِ سیِّدُنا جابِر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُضُورِ پُرنور، شافِعِ یومُ النُّشور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضِر ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور کو مُتَغَیِّر پایا۔ یہ دیکھ کر اُسی وَقت وہ اپنے گھر پہنچے اور اپنی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا، میں نے رسولُ اللہ عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرۂ زیبا بدلا ہوا دیکھا ہے، میرا گمان ہے کہ بھوک کے سبب سے ایسا ہے۔ کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ جواب دیا، وَاللہ

عَزَّوَجَلَّ اِس بکری اور تھوڑے سے بچے کُچے آٹے کے سِوا اور کچھ نہیں۔ اُسی وقت بکری کو ذَبح کر دیا اور فرمایا کہ جلدی جلدی گوشت اور روٹیاں تیار کرو۔ جب کھانا تیّار ہو گیا تو ایک بڑے پیالے میں رکھ کر سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دَربار میں حاضِر ہو گئے اور کھانا پیش کر دیا۔ رَحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، شافِعِ اُمَم ،رسولِ مُحتَشَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا، اے جابر! اپنی قوم کو جَمْع کر لو۔ میں لوگوں کو لے کر حاضِرِ خدمتِ بابَرَکت ہوا، فرمایا، ان کو جُدا جُدا ٹولیاں بنا کر میرے پاس بھیجتے رہو۔ اِس طرح وہ کھانے لگے۔ جب ایک ٹولی سَیر ہو جاتی تو وہ نِکل جاتی اور دوسری آجاتی یہاں تک کہ سب کھا چکے اور برتن میں جتنا کھانا پہلے تھا اُتنا ہی سب کے کھانے کے بعد بھی موجود تھا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے تھے کھاؤ اور ہڈّی نہ توڑو۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے برتن کے بیچ میں ہڈّیوں کو جَمْع کیا اور ان پر اپنا ہاتھ مبارَک رکھا اور کچھ کلام پڑھا جسے میں نے نہیں سُنا۔ ابھی جس کا گوشت کھایا تھا وُہی بکری یکایک کان جھاڑتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی! آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا، اپنی بکری لے جاؤ! میں بکری اپنی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے آیا۔ وہ (حیرت سے) بولیں، یہ کیا؟ میں نے کہا، وَاللہ! عَزَّوَجَلَّ یہ ہماری وُہی بکری ہے جس کو ہم نے ذَبح کیا تھا۔ دُعائے مصطَفٰے صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے زندہ کر دیا ہے! یہ سُن کر ان کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بے ساختہ پکار اُٹھیں، میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔ (الخصائص

الکبریٰ، باب آیاتہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم فی احیاء الموتی وکلامھم، ۲/ ۱۱۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ملاحظہ فرمایا آپ نے کے میرے پیارے پیارے آقا مدینے والے مصطَفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بھی کیا خوب شان ہے کہ مختصر سا کھانا بَہُت سارے لوگوں نے کھالیا پھر بھی اُس میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوئی اور پھر بکری کے گوشت کی بچی ہوئی ہڈّیوں پر کلام پڑھا تو گوشت پوست پہن کر بِعَینِہٖ وُہی بکری کان جھاڑتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی آپ نے انبیاء کے سردار دو جہانوں کے مالک و مختار کا بکری کو زندہ کرنے کے بارے میں پڑھا۔ اور اولیاء کرام کا مردوں کو زندہ کرنا بھی سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہی معجزہ ہے سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غلام سرکار کے صدقے کرامات ظاہر کرتے رہتے ہیں اور بے شک اس وقت عالم اسلام میں دنیا کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی بھی سرکار کے سچے غلام محمد الیاس عطار قادری کی ایک کرامت ہے کہ جس میں لاکھوں لاکھ مسلمان نیکی کی دعوت کا کام کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے غیر مسلمان مسلمان ہو رہے ہیں اور جو مسلمان ہیں وہ اپنے اعمال کی اصلاح کر رہے ہیں لہذا آیئے اب اسی مدنی ماحول کی مدنی بہار کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

نَو مُسلِم کی درد بھری داستان

دہلی (ھند) کے علاقہ سیلم پور کے مقیم 22 سالہ نو مسلم نوجوان کے قبولِ اسلام کا ایمان افروز واقعہ اُنہی کی زبانی سنئے۔ اُن کا کہنا کچھ یوں ہے: میں ایک غیر مسلم خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ میرے والد کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں۔ اس سلسلے میں

انہوں نے مجھے 1994 میں اپنے ڈاکٹر دوست کے کلینک بھیج دیا۔ وہ غیر مسلم ڈاکٹر مسلمانوں سے اس قدر نفرت کرتا تھا کہ ان کے ہاتھوں سے چھوئی ہوئی چیز کھانا یا پینا گوارا نہ کرتا۔ میری بھی یہی عادت بن گئی کہ سارا دن پیاسا رہتا مگر مسلمانوں کے ہاتھ سے پانی نہ پیتا۔ کئی سال یونہی گزر گئے۔ ایک روز سبز عمامے میں ملبوس ایک اسلامی بھائی آنکھوں کے آپریشن کے لئے وہاں آئے۔ ان کی زبان و نگاہ کی حفاظت کا انداز اور حُسنِ اخلاق دیکھ کر رفتہ رفتہ میں ان کے قریب ہونے لگا اور میری ان سے دوستی ہوگئی۔ وہ مجھ پر وقتاً فوقتاً انفرادی کوشش کرتے رہتے۔ کچھ دنوں بعد وہ اسپتال سے چلے گئے مگر میرا اُن سے رابطہ رہا اور میں اُن کے پاس آتا جاتا رہا۔ اُن کے پاس ایک ضخیم کتاب تھی جس کا نام "فیضانِ سنت" تھا، جب وہ اُس کا درس دیتے تو انفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے بھی درس میں شرکت کی دعوت پیش کرتے، میں سننے بیٹھ جاتا۔ فیضانِ سنت کے درس کی بَرَکت سے کچھ ہی دنوں میں دل مذہبِ اسلام کیلئے نفرت کے بجائے محبت محسوس کرنے لگا۔ اب میں مسلمانوں کے ساتھ کھاپی بھی لیتا اور مساجد و اذان کا احترام کرتا۔ 2004 میں ایک روز شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادِری رَضَوی دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کا رسالہ "غسل کا طریقہ" پڑھا مگر صحیح طریقے سے سمجھ نہ سکا۔ ان اسلامی بھائی سے پوچھا تو انہوں نے مجھے رسالے کی مدد سے تفصیلاً طہارت کے مسائل سمجھائے اور فرمایا کہ حقیقی پاکی بغیر مسلمان ہوئے حاصل نہیں کی جاسکتی۔ وہ وقت میری سعادتوں کی بلندیوں کا تھا، اُن کے الفاظ نے میری زندگی کا رُخ تبدیل

کر دیا، میں نے کچھ دیر سوچا اور پھر "کلمہ طیبہ" پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ کفر کے اندھیرے چھٹ گئے اور میرا دل نورِ اسلام سے جگمگانے لگا۔

میں تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی سے شرکت کرنے لگا اور امیر اَہلسنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ سے بذریعہ مکتوب سلسلہ عالیہ قادِریہ رَضَویہ میں داخل ہو کر "عطاری" بھی بن گیا اور باجماعت نمازیں پڑھنے لگا، مگر کبھی کبھی شیطان مذہبِ اسلام کے لئے وسوسے ڈالتا تھا۔ ایک روز امیر اَہلسنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کا رسالہ "بڈھا پُجاری" پڑھا تو اِن تمام وسوسوں کی جڑ سے کاٹ ہو گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ 18 جولائی 2005 کو عاشقانِ رسول کے ہمراہ مدنی قافلے میں سفر کی سعادت ملی۔ اس سے پہلے میں ذرا ذرا سی بات پر گھر والوں سے ناراض ہو جاتا، کھانا مزاج کے خلاف ملتا تو خوب شور مچاتا۔ مدنی قافلے میں سفر کی برکت سے یہ عادت بھی نکل گئی۔ گھر والے میری اس تبدیلی پر حیران تھے اور مذہبِ اسلام سے متاثر ہو رہے تھے۔ میں داڑھی شریف کی سنت اپنانے کے ساتھ ساتھ سر پر سبز عمامہ بھی باندھنے لگا مگر گھر جاتے وقت اُتار لیتا۔

چند دنوں بعد لوگوں نے گھر والوں سے میرے خلاف شکایات کرنا شروع کر دیں جس پر گھر میں سختی ہونے لگی، مجھے بات بات پر ٹوکا جاتا بلکہ مارنے سے بھی دریغ نہ کیا جاتا۔ میں نے تنگ آکر گھر چھوڑ دیا مگر کچھ ہی روز بعد بھائی وغیرہ نے بہانے سے بلوایا اور زبردستی نائی (حجام) کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ جب میں نے اُس نائی کو بتایا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو وہ ڈر گیا اور اُس نے داڑھی مونڈنے سے انکار کر دیا

۔میرے گھر والے بھی داڑھی کاٹنے سے ڈر رہے تھے مگر افسوس کہ علمِ دین سے بے بہرہ ایک مسلمان نے گھر والوں سے کہا:"داڑھی رکھنا ضروری نہیں ہے، ہمیں دیکھو! لاکھوں مسلمان کہاں داڑھی رکھتے ہیں؟"اسی بنیاد پر گھر والوں نے سوتے میں بلیڈ سے میری داڑھی مونڈنا شروع کر دی۔ میرا چہرہ لہولہان ہو گیا، میں رو رو کر انہیں اس کام سے باز رہنے کی التجائیں کرتا رہا مگر انہوں نے میری ایک نہ سُنی اور داڑھی مونڈ کر ہی دم لیا۔ چہرے سے بہنے والا لہو میرے آنسوؤں میں شامل ہو گیا۔ کفر کی تاریکی میں گھرے ہوئے گھر والوں کو یہ بھی احساس نہ رہا کہ میں بھی اِسی گھر میں پیدا ہوا اور پلا بڑھا ہوں۔ انہوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ مجھے ایک کمرے میں قید کر دیا۔ تن کے کپڑوں کے علاوہ میرے پاس کوئی لباس نہ تھا۔ میری نگرانی کی جاتی مگر میں کسی نہ کسی طرح چھپ کر نمازیں ادا کرتا۔ نیند کی قربانی دے کر بھی اپنا وُضو قائم رکھتا تاکہ موقع ملنے پر نماز ادا کر سکوں۔ میرا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا نہ مجھے کوئی ہمدرد دکھائی دیتا جسے میں اپنی بپتا (یعنی دُکھ بھری داستان) سناتا۔ تقریباً 2 ماہ اسی طرح گزر گئے یہاں تک کہ رمضان المبارَک کا مقدس مہینہ تشریف لے آیا۔ آزمائشوں کی اِن راتوں میں کون مجھے سحری فراہم کرتا مگر رمضان کا روزہ چھوڑنا مجھے گوارا نہ ہوا چنانچہ میں نے بِغیر سَحری روزہ رکھ لیا۔ شام تک جب میں نے کھانا نہیں کھایا تو گھر والوں کو تشویش ہوئی۔ وہ جمع ہو کر آئے اور کھانا کھانے کیلئے زور دینے لگے۔ میں نے کہا:"رکھ دو میں کھالوں گا۔"ان کے جانے کے بعد میں نے مزید اصرار سے بچنے کے لئے سالن اِدھر اُدھر کر دیا اور روٹیاں جیب میں ڈال لیں مگر گھر والوں کو کسی طرح شک ہو گیا اور

انہوں نے زبردستی مجھے کھانا کھلایا۔ میں دل ہی دل میں کڑھتا رہا مگر مجبور تھا۔ یوں میں پانچ روزے نہ رکھ سکا۔

آخر کار کسی سبب سے گھر والوں کی طرف سے کچھ ڈھیل ملی اور میں دوبارہ کلینک جانے لگا۔ میں بغیر سحری روزے کی نیت کر لیتا اور بظاہر دوپہر کا کھانا ساتھ لے جاتا مگر شام کے وقت اس سے افطاری کرتا۔ اسی دوران میں نے اسلام قبول کرنے کے متعلق قانونی کاغذات بھی مکمل کروالئے مگر گھر والوں کو پتا نہیں چلنے دیا۔ میں گھر والوں سے چھپ کر جس مسجد میں نماز ادا کرنے جاتا وہاں کی انتظامیہ نے ڈر کر مجھے منع کر دیا کہ آپ یہاں نہ آیا کریں، کہیں فساد نہ ہو جائے۔ میرا دل تو بہت دُکھا کہ میں مسلمان ہوتے ہوئے بھی حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے مسجد میں داخلے سے روک دیا گیا ہوں مگر بے بس ولاچار تھا کیا کرتا؟ دعوتِ اسلامی کا مَدَنی مرکز وہاں سے بہت دُور تھا اور میں نے انہیں خود سے رابطہ کرنے سے بھی منع کر رکھا تھا۔

مسلسل پریشانیوں نے میرے اعصاب شل کر دیئے تھے۔ مجھے کوئی ایسا ہمدرد اور غمگسار چاہئے تھا جس کے کندھے پر سر رکھ کر چند اَشک بہالُوں مگر آہ! میں بالکل تنہا تھا۔ ایسے وقت میں مجھے نماز پڑھنے میں بڑا سکون اور حوصلہ ملتا تھا۔ میری زبان پر دُرُود شریف جاری رہتا۔ اب میں نے ہمت کر کے 3 کلومیٹر دُور "جَنتا کالونی" کی مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے جانا شروع کر دیا۔ گھر والے ایک بار پھر نرم پڑ چکے تھے۔ ایک روز محلے کے کسی نام نہاد مسلمان نے پھر گھر والوں کا ذہن خراب کرنے کی کوشش کی کہ "ہم بھی مسلمان ہیں ہم کون سی نمازیں پڑھتے ہیں؟ جمعہ یا عید کی نماز پڑھ لی بس کافی ہے! تمہارا بیٹا ضرور کسی جن کو قابو کرنے کا عمل کر رہا ہے، یہ

پاگل ہو جائے گا تو پتا چلے گا۔"اس کی باتیں سن کر گھر والے ڈر گئے اور پھر سے سختی کرنا شروع کر دی حتی کہ میرے ہونٹ ہلانے پر بھی پابندی لگادی گئی۔گھر والے مجھے پکڑ کر ایک عامل کے پاس لے گئے۔اس نے بھی کہہ دیا کہ مجھ پر"اثرات"ہیں۔

ان حالات سے میں بہت دلبر داشتہ ہوا اور شاید دوبارہ کفر کے اندھیروں میں کھو جاتا مگر ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کرم کہ میں نے دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں عاشقانِ رسول کے بیان کردہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ پر ہونے والےسے مظالم کی داستان سن رکھی تھی،ان مظالم کے سامنے میری تکالیف کچھ بھی نہیں تھیں، اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آزمائشوں کو یاد کر کے میرا ایمان اور مضبوط ہو جاتا۔ایک روز میں چھپ کر دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں جا پہنچا۔ اطلاع پا کر گھر والے آدھمکے اور وہاں سے مجھے اٹھا کر لے گئے۔نہ میں نے کوئی مزاحمت کی اور نہ کسی کو کرنے دی کہ فساد ہو گا۔گھر لے جا کر مجھے اتنا مارا گیا کہ میں نیم بے ہوش ہو گیا۔ہوش آنے پر میں نے گھر چھوڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا حالانکہ 3 دن پہلے ہی میری سرکاری نوکری کی تقرری کا آرڈر موصول ہوا تھا جس کے لئے میں نے سالوں محنت اور کوششیں کی تھیں۔اب ایک طرف ذاتی مکان،ماں باپ اور روشن مستقبل اور دوسری طرف ایمان جیسی عظیم دولت!مگر میں نے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کے کرم سے ایمان کے تحفظ کی خاطر 21 مارچ 2007 کو اپنی مرضی سے گھر چھوڑ دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ آج میں ہند کے مختلف شہروں میں عاشقانِ رسول کے ہمراہ مَدَنی قافلوں میں سفر کر رہا ہوں اور گھر والوں کی سختی کے باعث رہ جانے والی تمام نمازیں

بھی قضاء کرلی ہیں۔ میری خواہش تھی کہ میں بھی کبھی نماز میں اِمامت کی سعادت حاصل کر سکوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مدنی قافلے میں سفر کی بَرَکت سے چند سورتوں کو دُرُست مخارج کے ساتھ سیکھنے اور نماز کے مسائل یاد کرنے میں کامیاب ہوچکا تھا۔ 13 اپریل 2007 کو میری مراد بَر آئی اور مجھے "جھانسی" شہر میں فجر کی جماعت میں امامت کی سعادت حاصل ہوگئی۔ امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی بنائی ہوئی دعوتِ اسلامی پر میری جان قربان کہ اس نے کفر کی آغوش میں پلنے والے کو نہ صرف دولتِ ایمان سے نوازا بلکہ اِمامت کے مصلّے پر لا کھڑا کیا۔ یہ سب میرے رَبّ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عنایت اور میرے پیر و مُرشد امیر اَہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی نظرِ ولایت کا فیض ہے۔ (نومسلم کی درد بھری داستان، ص ۲ تا ۹، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پانی پر چلنے والے اولیا

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جُود ونوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (ایک مرتبہ) باہر تشریف لائے تو میں بھی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیچھے ہولیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک باغ میں داخل ہوئے اور سجدہ میں تشریف لے گئے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

واٰلہٖ وسلّم نے سجدہ کو اتنا طویل کر دیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارکہ قبض نہ فرمالی ہو۔ چنانچہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہو کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو بغور دیکھنے لگا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اَقدس اُٹھایا تو فرمایا: اے عبدالرحمن! کیا ہوا؟ میں نے جواباً اپنا خدشہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر ظاہر کر دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل امین نے مجھ سے کہا: کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات خوش نہیں کرتی کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود پاک پڑھے گا میں اس پر رحمت نازل فرماؤں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل فرماؤں گا۔ (مسند احمد، مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، عبدالرحمن بن عوف، ۱/ ۵۲۲، حدیث: ۱۶۸۴، دار الکتب العلمیۃ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرماتا ہے کہ جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود بھیجتا ہے اور اس پر سلامتی نازل فرماتا ہے کہ جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر سلام بھیجتا ہے۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی رحمت اور سلامتی نازل کی جائے تو پھر ہمیں مکی مدنی آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود و سلام کے نذرانے بھیجنے ہوں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا پانی پر چلنا

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب سینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاف فرمایا کہ بے شک حضرت سیِّدُنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پانی پر چلا کرتے تھے اور اگر وہ یقین میں مزید زیادہ ہوتے تو وہ ہوا میں چلتے۔

(نوادر الاصول، فصل الأصل المائتان والأربعون في فضل الأمانة حدیث ،ج2،ص 179،دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے سرکار ﷺ کا فرمان مبارک ملاحظہ فرمایا کہ اللہ نے اپنے پیارے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو بہت زیادہ کمالات و معجزات عطا فرمائے ہیں ان کمالات میں سے ایک کمال پانی پر چلنا بھی ہے کہ آپ علیہ السلام پانی پر چلا کرتے تھے۔ اس بارے میں کہ حضرت عیسی علیہ السلام پانی پر چلا کرتے تھے اس کی کئی روایات ہیں کہ جو مختلف و مستند کتب میں مذکور ہیں جیسا کہ ابوالفرج عبدُالرحمٰن بن علی جوزی اپنی کتاب ''عیون الحکایات'' میں ایک حکایت نقل کرتے ہیں:

دریا پار کرلیا

حضرت سیدنا جریر علیہ رحمۃ اللہ القدیر حضرت سیدنا لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں: '' ایک مرتبہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک شخص ملا، اس نے عرض کی '' حضور! مجھے بھی اپنی بابرکت صحبت میں رہنے کی اجازت عطا فرمادیں، میں بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ علیہ السلام نے اسے اپنی ہمراہی کی اجازت عطا فرمادی اور دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ پھر دونوں ایک نہر کے آخری کنارے پر جا کر بیٹھ گئے اور کھانا تناول کرنے لگے، آپ علیہ السلام کے پاس تین روٹیاں تھیں، ایک ایک روٹی دونوں نے کھالی، اور تیسری روٹی بچی رہی۔ آپ علیہ السلام روٹی کو وہیں چھوڑ کر نہر پر گئے اور پانی پیا، پھر جب واپس آئے تو دیکھا کہ روٹی

غائب ہے، آپ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا: ''تیسری روٹی کہاں گئی ؟اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''آؤ ہم اپنے سفر پر چلتے ہیں۔'' وہ شخص اٹھااور آپ علیہ السلام کے ساتھ چلنے لگا، راستے میں ایک ہرنی اپنے دو خوبصورت بچوں کے ساتھ کھڑی تھی، آپ علیہ السلام نے ہرنی کے ایک بچے کو اپنی طرف بلایا تو وہ آپ علیہ السلام کا حکم پاتے ہی فوراً حاضر خدمت ہو گیا، آپ علیہ السلام نے اسے ذبح کیا، اسے بھونااور دونوں نے اس کا گوشت کھایا، پھر آپ علیہ السلام نے اس کی ہڈیاں ایک جگہ جمع کیں اور فرمایا: ''اللہ عزوجل کے حکم سے کھڑا ہو جا، یکایک وہ ہڈیاں دو بارہ ہرنی کا بچہ بن گئیں اور وہ بچہ اپنی ماں کی طرف روانہ ہو گیا، آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: ''اے شخص! تجھے اس ذات کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا، تو سچ سچ بتا کہ وہ روٹی کس نے لی تھی ؟ وہ شخص بولا: ''مجھے معلوم نہیں کہ روٹی کس نے لی تھی؟'' آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر دو بارہ سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک دریا آیا آپ علیہ السلام نے اس شخص کا ہاتھ پکڑااور اسے لے کر پانی پر چلتے ہوئے دریا پار کر لیا، پھر آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''تجھے اس پاک پروردگار عزوجل کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا سچ سچ بتا کہ تیسری روٹی کس نے لی تھی ؟'' اس نے پھر وہی جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ علیہ السلام اس شخص کو لے کر آگے بڑھے، راستے میں ایک ویران صحراء آگیا۔ آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ، پھر آپ علیہ السلام نے کچھ ریت جمع کی اور فرمایا: ''اے ریت!

اللہ عزوجل کے حکم سے سونا بن جاتو وہ ریت فوراً سونے میں تبدیل ہو گئی۔آپ علیہ السلام نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا: ''ایک حصہ میرا دوسرا تیرا اور تیسرا حصہ اس کے لئے ہے جس نے وہ روٹی لی تھی، یہ سن کر وہ شخص بولا: ''وہ روٹی میں نے ہی چھپائی تھی۔''

حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص سے فرمایا: ''یہ تینوں حصے تم ہی لے لو۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ علیہ السلام اس شخص کو وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ اتنا زیادہ سونا ملنے پر بہت خوش ہوا، اور اس نے وہ سارا سونا اٹھالیا اتنے میں وہاں دو اور شخص پہنچے جب انہوں نے دیکھا کہ اس ویرانے میں اکیلا شخص ہے اور اس کے پاس بہت سا سونا ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم اس شخص کو قتل کر دیتے ہیں اور اس سے سونا چھین لیتے ہیں جب وہ اسے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس شخص نے کہا: ''تم مجھے قتل نہ کرو بلکہ ہم اس سونے کو باہم تقسیم کر لیتے ہیں، اس پر وہ دونوں شخص قتل سے باز رہے اور اس بات پر راضی ہو گئے کہ ہم یہ سونا برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں، پھر اس شخص نے کہا: ''ایسا کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص جا کر قریبی بازار سے کھانا خرید لائے کھانا کھانے کے بعد ہم یہ سونا باہم تقسیم کر لیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص بازار گیا جب اس نے کھانا خریدا تو اس کے دل میں یہ شیطانی خیال آیا کہ میں اس کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں جیسے ہی وہ دونوں اسے کھائیں گے تو مر جائیں گے اور سارا سونا میں لے لوں گا، چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف چل دیا، وہاں ان

دونوں کی نیّتوں میں بھی سونا دیکھ کر فتور آگیا اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جیسے ہی ہمارا تیسرا ساتھی کھانا لے کر آئے گا ہم اسے قتل کر دیں گے اور سونا ہم دونوں آپس میں بانٹ لیں گے ، چنانچہ جیسے ہی وہ کھانا لے کر ان کے پاس پہنچا ان دونوں نے اسے قتل کر دیا اور بڑے مزے سے زہر ملا کھانا کھانے لگے ، کچھ ہی دیر بعد زہر نے اپنا اثر دکھایا اور وہ دونوں بھی وہیں ڈھیر ہو گئے اور سونا ویسے ہی وہاں پڑا رہا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ وہیں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا وہیں موجود ہے اور وہاں تین لاشیں پڑی ہیں۔ آپ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر لوگوں سے فرمایا: '' یہ دنیا ایک دھوکا ہے لہٰذا اس سے بچو (یعنی جو اس کے لالچ میں پھنسا وہ ہلاک ہو گیا) (عیون الحکایات ،الحکایۃ الرابعۃ والتسعون، ص111، دار الکتب العلمیہ بیروت)

نہ مجھ کو آزما دنیا کا مال وزر عطا کر کے عطا کر اپنا غم اور چشمِ گریاں یا رسول اللہ !

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آپ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کو ملاحظہ فرمایا ''کہ دنیا ایک دھوکہ ہے اس سے بچو'' تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اللہ کے نبی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق دنیا سے بچتے رہیں تاکہ ہم اس دنیا کے فریب میں مبتلا نہ ہو جائیں، اس لئے کہ یہ دنیا تو وہ چیز ہے کہ جس کی قرآن نے مذمت بیان فرمائی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس سے اعراض فرمایا ہے۔

دریا کا پانی پاؤں کے نیچے ہے

حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں میں دجلہ کے کنارے گیا۔ پانی ٹھاٹھیں مار رہا

تھا۔ اور ہوا لہروں کے ساتھ اٹھکیلیاں کر رہی تھی۔ میں نے لہروں کے درمیان ایک آدمی دیکھا جو پانی کی سطح پر چل رہا تھا۔ میں یہ دیکھ کر سجدے میں گر گیا۔ اپنے اور اللہ کریم کے درمیان یہ بات دل میں رکھ لی کہ جب تک یہ جان نہ لوں کہ یہ صاحب کون ہیں سجدے سے سر نہیں اٹھاؤں گا۔ ابھی سجدے میں گرے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ انہوں نے مجھے ہلا کر کہا سجدے سے سر اٹھائیں۔ آئندہ ایسا نہ کیا کریں میں ابراہیم خراسانی ہوں۔ (جامع کرامات اولیاء، حرف الالف، ابراہیم خراسانی، ۱/۳۱۷)

دریا پر چلنے والا قطب

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 649 صفحات پر مشتمل مطبوعہ کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق ترجمہ بنام ''حکایتیں اور نصیحتیں''، ص439 پر مبلّغِ اسلام شیخ شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن ابی حواری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ''موصل شہر میں ایک غمزدہ عاشقِ الٰہی رہا کرتا تھا جس کا نام سعدون تھا۔ میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا: ''تمہارے غم اور محبت کا سبب کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ایک دن میں سیر وسیاحت کرتے ہوئے نکلا تاکہ کسی ایسے بندے سے ملوں جو میرے دل کو پاک کر دے اور مجھے ربّ عَزَّوَجَلَّ کے راستے کی معرفت کرا دے۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو شیر پر سوار تھا۔ میں اس سے خوفزدہ ہوا تو اس نے مجھے پکارا: ''کیا تم اپنے جیسی مخلوق سے ڈرتے ہو؟'' پھر اس نے شیر کو بھگا دیا اور پیدل چلنے لگا۔ میں اس کے پیچھے ہو لیا اور اسے سلام کیا،

اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کی: ''اس ذات کی قسم جس نے آپ کو یہ مرتبہ اور قرب عطا فرمایا ہے! مجھے بھی اس راستے کی رہنمائی فرمایئے۔'' اس نے فرمایا: ''دنیا کو قید خانہ اور آخرت کو ٹھکانہ اور قلعہ جانو، اپنی آنکھوں کو گریہ وزاری اور بیداری کا عادی کرو، سحری کے وقت بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں حاضری کو لازم پکڑو اور اس ذات سے خوفزدہ رہو۔'' میں نے عرض کی: ''یاسیدی! مزید کچھ فرمایئے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''اے سعدون! تو عقل مند ہے یا مجنون؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب تجھے راہِ خداوندی کی معرفت مل جائے تو تیرا وجود تابع ہو جائے گا اور سیاہی دور ہو جائے گی۔'' میں نے عرض کی: ''یاسیدی! اس ذات کا واسطہ جس نے آپ کو بھیدوں پر آگاہ فرمایا اور آپ کا دل اپنے انوار سے معمور فرمایا! مجھے اجازت دیجئے کہ دن کا بقیہ حصہ آپ کی صحبت میں گزاروں۔'' تو فرمانے لگے: ''اس شرط پر کہ تم جو دیکھو گے اسے میرے زندہ رہنے تک چھپائے رکھو گے۔'' میں نے حامی بھر لی۔ پھر فرمایا: ''میرے ساتھ چلو، ہم کسی کے جنازے پر حاضر ہوں گے۔'' پھر ہم چلتے چلتے ایک دریا پر جا پہنچے۔ انہوں نے دریا پر اپنی چادر بچھائی اور میرے ہاتھ کو تھام لیا۔ ہم چادر پر بیٹھ گئے یہاں تک کہ ہم دریا کے درمیان ایک جزیرے پر پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایک آدمی کو دیکھا جو چت لیٹا ہوا تھا، وہ سکرات موت میں تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو ہم نے اس کے غسل و کفن کا اہتمام کیا، اس پر نمازِ جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کر دیا۔ میں نے عرض کی: ''یاسیدی! یہ کون ہیں اور ان کا نام کیا ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ حضرت سیِّدُنا عبد الوہاب عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَھَّاب

ہیں جو سات قطبوں میں سے ایک تھے، اب مجھے ان کی جگہ دی گئی ہے۔'' میں نے ان سے ان کے اپنے متعلق بھی پوچھنا چاہا مگر انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا اور مجھے چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ میں جزیرے میں اکیلا رہ جانے کی وجہ سے شدت سے رو پڑا۔ پھر میں نے اس قبر پر تلاوتِ قرآنِ کریم کی آواز سنی لیکن پڑھنے والا نظر نہ آ رہا تھا۔ میں اس سے مانوس ہو گیا اور قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ میں سونے اور جاگنے کی کیفیت میں تھا کہ مجھے خواب میں ایک حسین و جمیل بزرگ کا دیدار ہوا۔ میں نے عرض کی: ''یاسیدی! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی رضا اور قبولیت کی پوشاک عطا فرمائی ہے! اس بزرگ کا نام کیا ہے جو مجھے اس جزیرے میں تنہا چھوڑ گئے ہیں؟'' انہوں نے ارشاد فرمایا: ''یہ صاحبِ علمِ ربّانی حضرت سیِّدُنا عبداللہ یونانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، وہ میری جگہ قطب بنائے گئے ہیں، کل وہ تمہارے پاس آئیں گے اور تجھے واپس پہنچا دیں گے، لیکن جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو میری طرف سے کہنا کہ '' میرے اور اپنے درمیان کئے ہوئے وعدے کو نہ بھولنا۔''

حضرت سیِّدُنا سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں بیدار ہوا تو فجر ہو چکی تھی۔ میں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنے کے بعد کچھ دیر کے لئے لیٹ گیا تو اچانک مجھے اونگھ آ گئی اور مجھے تب پتہ چلا جب وہ بزرگ مجھے بیدار کر رہے تھے۔ میں نے ان کی دست بوسی کرتے ہوئے معذرت کی۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور دریا کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ ہم خشکی پر پہنچ گئے۔

جب میں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: ''شیخ کی وصیت کہاں ہے؟'' میں نے عرض کی: ''یا سیدی! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کے اور ان کے درمیان کیا وعدہ ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ اسے نہ بھولنا۔'' تو آپ نے فرمایا: ''میں وعدہ بھولنے والا نہیں۔'' میں نے عرض کی، ''یا سیدی! مجھے ارشاد فرمایئے! آپ کے اور ان کے درمیان کون سا وعدہ ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں ہر روز ان کی زیارت کے لئے آیا کروں گا۔'' میں نے عرض کی: ''یا سیدی! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو اپنی معرفت عطا فرمائی اور اپنی ولایت سے مشرف فرمایا! مجھے ایسا توشۂ سفر عطا فرمادیں جو میرے لئے دنیا و آخرت میں نفع بخش ہو۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ہدایت کے راستے پر چلتے رہو، گمراہ مردود لوگوں سے کنارہ کش رہو، آج کے رزق پر قناعت کرو اور کل کی فکر نہ کرو، رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر راضی رہو اور آزمائش اور قضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پر صبر کرو۔'' پھر مجھے وہیں چھوڑ کر وہ رخصت ہو گئے۔ پھر حضرت سیِّدُنا سعدون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہی واقعہ میری محبت، دیوانگی اور شوقِ دیدارِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا سبب ہے۔'' (اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق المجلس الحادی و الاربعون فی مناقب الصالحین رضی اللہ عنھم، ص ۲۲۵، دار احیاء التراث العربی بیروت، ملخصا)

سمندر میں راستے

حضرت سیدنا قدامہ بن حماطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت

سیدنا سہم بن منجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ ''ایک مرتبہ ہم حضرت سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنگ کے لئے ''دارین'' کی طرف روانہ ہوئے (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے)، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راستے میں تین دعائیں کیں اور تینوں مقبول ہوئیں۔ راستے میں ایک جگہ پانی بالکل ختم ہو گیا۔ہم نے ایک جگہ قافلہ روکا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کرنے کے بعد دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر دعا کے لئے ہاتھ اُٹھادیئے اور بارگاہِ خداوندی عزوجل میں اس طرح عرض گزار ہوئے: ''اے ہمارے پروردگار عزوجل ! ہم تیرے بندے ہیں، تیری راہ کے مسافر ہیں، ہم تیرے دشمنوں سے قتال کریں گے ، اے ہمارے رحیم وکریم پروردگار عزوجل ! ہمیں بارانِ رحمت سے سیراب فرمادے تاکہ ہم وضو کریں اور اپنی پیاس بجھائیں۔ اس کے بعد قافلے نے کوچ کیا۔ ابھی ہم نے تھوڑی سی مسافت ہی طے کی تھی کہ گھنگور گھٹائیں چھا گئیں اور یکایک بارانِ رحمت ہونے لگی۔ جب بارش تھم گئی پس ہم نے وضو کیا اور توشہ لیا اور میں نے اپنا مشکیزہ بھر لیا اور اسے اس کی جگہ پر چھوڑ دیا کہ دیکھوں کہ ان کی دعا قبول ہوئی ہے کہ نہیں؟ حضرت سیدنا سہم بن منجاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں چنانچہ میں اپنے رفقاء کو بتا کر اس طرف چل دیا جہاں بارش ہوئی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرانگی ہوئی کہ ابھی کچھ دیر پہلے جہاں شدید بارش کا سماں تھا اب وہاں بارش کے آثار تک نہ تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہاں کی زمین پر برسوں سے ایک قطرہ بھی نہیں

برسا۔ بہر حال میں اپنے برتن کو لے کر واپس قافلے میں شامل ہوگیا۔ جب ہم ''دارین'' پہنچے تو ہمارے اور دشمنوں کے درمیان ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ ہمارے پاس ایسا سازو سامان نہ تھا کہ ہم سمندر پار کر سکیں۔ ہم بہت پریشان ہوئے اور معاملہ حضرت سید ناعلاء بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ان کلمات کے ساتھ دعا کرنے لگے :''یَاعَلِیُّ،یَاعَلِیْمُ،یَاحَلِیْمُ،یَاعَظِیْمُ ''اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہم تیرے بندے ہیں اور تیری راہ کے مسافر ہیں، ہم تیرے دشمنوں سے قتال کریں گے، اے ہمارے پروردگار عزوجل! ہمارے لئے ان کی طرف کوئی راستہ بنادے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا قبول ہوئی اور ہمارے لئے سمندر میں راستے بن گئے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں لے کر سمندر میں اُتر گئے اور ہم نے اس طرح سمندر پار کیا کہ ہمارے کپڑے بھی گیلے نہ ہوئے۔(عیون الحکایات، الحکایۃ الخامسۃ و الثلاثون من کرامات العلاء بن الحضرمی، ص۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، ملخصا)

سمندر پر چلنے والا شخص

حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن ازدی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں بیروت کے ساحل پر چلتے ہوئے سمندر پر بیٹھے ایک شخص کے پاس سے گزرا جس کی دونوں ٹانگیں پانی میں تھیں اور وہ کہہ رہا تھا: ''پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمان میں اور حکم زمین پر ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت ہوا میں اور حکومت سمندر پر ہے۔''پھر وہ خاموش ہوگیا۔میں نے اس سے دریافت کیا: ''کیا ہوا،آپ اکیلے

کیوں بیٹھے ہیں؟''تو وہ کہنے لگا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور حق کے سوا کچھ نہ کہو، جب سے میں پیدا ہوا ہوں کبھی بھی اکیلا نہیں رہا۔ بے شک میں جہاں بھی رہوں میرا خدا عَزَّوَجَلَّ میرے ساتھ ہوتا ہے اور دو فرشتے میری حفاظت اور نگہبانی کرتے ہیں۔''میں نے پوچھا: ''آپ کہاں رہتے ہیں؟'' جواب دیا: ''میرا کوئی معروف مقام نہیں، نہ ہی کوئی مخصوص ٹھکانہ ہے۔''میں نے عرض کی: '' کہاں سے کھاتے ہیں؟''تو اس نے کہا: ''جب مجھے کوئی حاجت در پیش ہوتی ہے تو میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ خاص میں اپنے دل سے سوال کرتا ہوں، صرف زبان سے دعا نہیں کرتا تو وہ میری حاجت پوری کر دیتا ہے۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟''تو اس نے جواب دیا: ''اُس ذات عَزَّوَجَلَّ پر صدق، توکُّل اور لوگوں کو چھوڑ کر اسی کی طرف التجاء کے ذریعے۔''میں نے عرض کی: ''میرے لئے دعا فرمائیں۔'' تو اس نے کہا: ''میں اس میدان کا شَہسوار نہیں، بلکہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔''تو میں نے کہا: ''مجھے کوئی تاکیدی حکم فرمادیں۔''اس نے کہا: ''اس ذات کے دروازے پر ذلت کا اظہار کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور اس کی بارگاہ سے نہ ہٹو، وہ آپ کو اپنے محبوب بندوں کا قرب عطا فرمادے گا۔'' پھر وہ شخص سمندر پر چلتے ہوئے میری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔(''اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق''، المجلس التاسع عشر فی مناقب الصالحین رضی اللہ عنھم، ص ۱۱۱، دار احیاء التراث العربی بیروت، ملخصا)

سمندر پر نماز پڑھنے والا عارف

حضرتِ سیِّدُنا حارِث اَوْلَاسی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ میں مکہ

مکرمہ زَادَہَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا سے شام کی طرف روانہ ہوا، دورانِ سفر ایک قافلہ نظر آیا، میں قریب گیا تو چند لوگ کسی بات پر گفتگو کر رہے تھے، میں آگے بڑھا اور میں نے ان کو سلام کیا اور کہا: ”میں بھی آپ کے ہمراہ سفر کرنا چاہتا ہوں، کیا آپ مجھے اپنے ساتھ رکھنے کو تیار ہیں؟“ کہا: ”جیسے تمہاری مرضی۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔“ چنانچہ، میں بھی اِس قافلے میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ مسافر اپنی اپنی مطلوبہ منزل پر ٹھہرتے رہے۔ آخر میں میرے ساتھ صرف ایک شخص بچا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا: ”اے جوان! کہاں کا ارادہ ہے؟“ میں نے کہا: ”ملک شام میں ”کوہِ لُکَام“ میری منزل ہے وہاں میں حضرت ابراہیم بن سعد عَلُوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی زیارت کے لئے جارہا ہوں۔“ میرے وہ رفیق چند دن میرے ساتھ رہے پھر مجھ سے جدا ہو گئے۔ میں اکیلا ہی سفر کرتا ہوا ”اَوْلَاس“ پہنچا اور سمندر کی جانب چلا گیا، وہاں کا منظر ہی عجیب تھا۔ ایک شخص سمندر کی لہروں پر اتنے سکون سے نماز پڑھ رہا تھا گویا زمین پر ہے۔ یہ عجیب وغریب منظر دیکھ کر مجھ پر ہَیْبَت طاری ہونے لگی۔ جب اُس نے محسوس کیا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے تو نماز کو مختصر کرکے میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھا تو فوراً اُنہیں پہچان لیا وہ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن سعد عَلُوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی تھے۔ اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: ”ابھی تم یہاں سے چلے جاؤ تین دن بعد آنا۔“ میں فوراً واپس چلا آیا اور حسبِ ارشاد (یعنی حکم کے مطابق) تین دن بعد دوبارہ ساحلِ سمندر پر پہنچا تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میرے قدموں کی آہٹ سن کر اُنہوں نے نماز مختصر کی اور فراغت کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر سمندر کے پانی کے

بالکل قریب کھڑا کر دیا۔ پھر اُن کے ہونٹوں نے جُنبش (یعنی حرکت) کی اور وہ آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگے، میں نے دل میں کہا: ”اگر آج یہ سمندر کے پانی پر چلے تو مجھے بھی اِن کے ساتھ سمندر کے پانی پر چلنے کا موقع مل جائے گا۔“ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک سمندر کے پانی میں دو اژدھے ظاہر ہوئے۔ وہ سر اٹھائے منہ کھولے ہماری طرف بڑھنے لگے، میں نے اپنے دل میں کہا: ”کاش! یہاں کوئی شکاری ہوتا جو اُنہیں پکڑ لیتا۔ جیسے ہی میرے دل میں یہ خیال آیا، فوراً وہ دونوں اژدھے پانی میں غائب ہو گئے۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سعد عَلَوِی علیہ رحمۃ اللہ القوی میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہاں سے چلے جاؤ، ابھی تم اپنی طلب کو نہیں پہنچ سکتے۔ جاؤ، ابھی پہاڑوں میں گوشہ نشینی اختیار کرو، دنیوی زندگی کو بہت کم سمجھو اور جو کچھ مل جائے اُسی پر صبر کرو یہاں تک کہ تمہیں پیغامِ اَجل آجائے۔ اتنا کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجھے وہیں چھوڑ کر ایک سمت تشریف لے گئے۔“ (”عیون الحکایات“، الحکایۃ التاسعۃ و الخمسون بعد المائتین من حکایات المتصوفۃ، ص ۲۴۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت سے ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو دل کے حالات معلوم کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا حضرت سیدنا ابراہیم بن سعد علوی نے حضرت سیدنا حارث اولاسی کے رفیقِ سفر کے دل کی حالت کو جان لیا۔ اس سے ایک اور بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ اولیاء کرام کی زیارت کے لیے حاضر ہونا نیک لوگوں کا قدیم طریقہ ہے لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کی بارگاہ میں حاضری دے کر اپنے دلوں کو منور

کرتے رہیں آیئے اب انبیاء، اولیاء کی بارگاہ میں حاضری دینے کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ ان پیاروں کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے فوائد ثمرات کیا ہیں چنانچہ

غوث پاک کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی برکت

حضورِ غوثِ پاک سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں ایک جوان حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کرنے لگا کہ '' میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے میں نے آج رات ان کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ عذاب قبر میں مبتلا ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ ''حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں جاؤ اور میرے لئے ان سے دعا کا کہو۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نوجوان سے فرمایا: ''کیا وہ میرے مدرسہ کے قریب سے گزرا تھا؟'' نوجوان نے کہا: ''جی ہاں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

پھر دوسرے روز اس کا بیٹا آیا اور کہنے لگا کہ '' میں نے آج رات اپنے والد کو سبز حلہ زیب تن کیے ہوئے خوش و خرم دیکھا ہے۔'' انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ '' میں عذاب قبر سے محفوظ ہوگیا ہوں اور جو لباس تو دیکھ رہا ہے وہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی برکت سے مجھے پہنچایا گیا ہے پس اے میرے بیٹے! تم ان کی بارگاہ میں حاضری کو لازم کرلو۔'' پھر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا: '' میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ '' میں اس مسلمان کے عذاب میں تخفیف کروں گا جس

کا گزر (تمہارے) مدرسۃ المسلمین پر ہو گا۔'' (بھجۃ الاسرار، شیخ کا مریدین سے چشم پوشی کرنا ،ص ۳۴۴، شبیر برادرز، ملخصا)

رہائی مل گئی اس کو عذابِ قبر و محشر سے
یہاں پر مل گیا جس کو وسیلہ غوث اعظم کا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس بندے کا حضور غوث پاک کے مدرسے سے پاس سے گزرنا اس کے عذاب سے نجات کا باعث بنا اس لئے ہمیں بھی چاہئیے کہ ہم اس کے پیاروں کی بارگاہ میں حاضری دیں اس لئے کہ ان کی بارگاہ میں بھی حاضری دینے سے بہت سے فوائد و برکات حاصل ہوتے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ یہ اولیاء، اللہ کے محبوب بندے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے ان محبوب بندوں کے واسطے سے کی ہوئی دعا رد نہیں فرماتا تاکہ ان کی برکت کی وجہ سے ہم گناہوں سے بچ سکیں آیئے! اب بارگاہ اولیاء میں حاضری کے فوائد و برکات پر مشتمل دو حکایات ملاحظہ فرمایئے چنانچہ

(1) بارگاہِ اولیاء وسیلہ رزقِ حلال

حضرت سیدنا سعید بن عثمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں: '' ایک دن ہم حضرت سیدنا محمد بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ کی بارگاہ میں اس وقت زاہدوں اور محدثین کی کثیر تعداد موجود تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: ''ایک دن میں نے روزہ رکھا اور ارادہ کیا کہ اس وقت تک کوئی شے نہیں کھاؤں گا جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بالکل حلال ذریعے

سے حاصل کی گئی ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ اس طرح میرا ایک دن گزر گیا لیکن ایسی کوئی شے نہ ملی پھر دوسرا دن گزر گیا لیکن میں نے کوئی چیز نہ کھائی یہاں تک کہ تین دن گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز نہ کھائی صرف چند گھونٹ پانی پی کر گزارہ کیا۔ چوتھے دن میں نے کہا کہ آج میں اس عظیم ہستی کے ہاں کھانا کھاؤں گا جس کے رزق کو اللہ عزوجل نے حلال وطیب رکھا ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔'' چنانچہ مَیں حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں تھے، میں نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ مغرب کی نماز کے بعد سب نمازی چلے گئے۔ ہم دونوں کے علاوہ صرف ایک اور شخص مسجد میں باقی رہا تو حضرت سیدنا معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے طوسی۔'' میں نے کہا: ''حضور میں حاضر ہوں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے طوسی! تُو اپنے بھائی کے پاس اس لئے آیا ہے کہ وہ تیرے ساتھ عیش و عشرت کی زندگی گزارے۔'' میں نے دل میں کہا: میں نے تو چار دنوں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور بھوک سے میری حالت خراب ہو رہی ہے، میرے پاس رات کے کھانے کو کچھ بھی نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: '' میرے قریب آؤ۔'' میں بڑی مشکل سے اُٹھا کمزوری کی وجہ سے اٹھنا مشکل ہو رہا تھا بہر حال میں قریب چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرا سیدھا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی اُلٹی آستین میں داخل کیا تو مجھے وہاں ناشپاتی جیسا ایک پھل ملا

جو کچھ سخت تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے دانتوں سے چبایا گیا ہو۔ میں نے وہ پھل کھایا تو اس میں مجھے بہترین قسم کا ذائقہ محسوس ہوا۔ وہ پھل اتنا لذیذ تھا کہ اس کا ذائقہ بیان سے باہر ہے۔ اسے کھاتے ہی میری بھوک ختم ہو گئی اور پانی کی بھی حاجت نہ رہی، یہ دیکھ کر مسجد میں بیٹھے ہوئے اس اَجنبی شخص نے کہا: کیا تم ہی ابو جعفر ہو؟ میں نے کہا: ''جی ہاں! میں ہی ابو جعفر ہوں اور میں نے آج تک کبھی بھی ایسا لذیذ اور خوش ذائقہ پھل نہیں کھایا جیسا آج کھایا ہے۔'' پھر حضرت سیدنا محمد بن منصور علیہ رحمۃ اللہ الغفور ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں تم میرے اس واقعے کی ہر گز تشہیر نہ کرنا۔'' (عیون الحکایات ،الحکایۃ الثانیۃ عشر بعد المائۃ، حکایۃ محمد بن منصور مع معروف الکرخی، ص ۱۳۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

بارگاہِ عطّار میں حاضری کی برکت

محمد وسیم عطّاری امیرِ اَہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ سے مرید تھے اور ان کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت پاتے رہتے تھے۔ ان اسلامی بھائی کے ہاتھ میں کینسر ہو گیا اور ڈاکٹروں نے ہاتھ کاٹ ڈالا۔ امیرِ اَہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ ان کے عَلاقے کے ایک اِسلامی بھائی نے بتایا، وسیم بھائی شدّتِ دَرْد کے سبب سخت اَذِیّت میں ہیں۔ میں اَسپتال میں عِیادت کیلئے حاضِر ہوا اور تسلّی دیتے ہوئے کہا، دیوانے! بایاں ہاتھ کٹ گیا اس کا غم مت کرو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دایاں ہاتھ تو مَحفوظ ہے اور سب سے بڑی سعادت یہ کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایمان بھی سلامت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں نے انہیں کافی صابِر پایا، صِرْف مُسکراتے رہے یہاں

تک کہ بستر سے اُٹھ کر مجھے باہَر تک پہنچانے آئے۔ رفتہ رفتہ ہاتھ کی تکلیف ختم ہو گئی مگر بے چارے کا دوسرا امتحان شروع ہو گیا اور وہ یہ کہ سینے میں پانی بھر گیا، دَرْد و کَرْب میں دِن کٹنے لگے۔ آخِر ایک دِن تکلیف بَہُت بڑھ گئی، ذِکْرُ اللہ شروع کر دیا۔ سارا دِن اللہ، اللہ کی صداؤں سے کمرہ گونجتا رہا، طبیعت بَہُت زِیادہ تشویش ناک ہو گئی تھی، ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی کوشِش کی گئی مگر انکار کر دیا، دادی جان نے فَرطِ شفقت سے گود میں لے لیا، زَبان پر کَلِمہ طیّبہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم جاری ہوا اور 22 سالہ محمد وسیم عطّاری علیہ رَحْمَۃُ اللہ الْبَاری کی روح قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کر گئی جب مرحوم کو غُسل کیلئے لے جانے لگے تو اچانک چادر چہرے سے ہٹ گئی، مرحوم کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کِھلا ہوا تھا، غُسل کے بعد چہرہ کی بَہار میں مزید نِکھار آ گیا۔ تدفین کے بعد عاشِقانِ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نعتیں پڑھ رہے تھے، قَبْر سے خوشبو کی ایسی لپٹیں آنے لگیں کہ مَشامِ جاں مُعَطّر ہو گئے مگر جس نے سونگھی اُس نے سونگھی۔ گھر کے کسی فرد نے اِنتِقال کے بعد خواب میں مرحوم محمد وسیم عطّاری کو پھولوں سے سجے ہوئے کمرے میں دیکھا، پوچھا، کہاں رہتے ہو؟ ہاتھ سے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، ''یہ میرا مکان ہے یہاں میں بَہُت خوش ہوں''۔ پھر ایک آراستہ بستر پر لیٹ گئے۔ مرحوم کے والِدِ صاحِب نے خواب میں اپنے آپ کو وسیم عطّاری کی قَبْر کے پاس پایا اور قبر شَق ہوئی اور مرحوم سر پر سبز سبز عَمامہ سجائے ہوئے سفید کفن میں ملبوس باہَر نِکل آئے! کچھ بات چیت کی اور پھر

قَبر میں داخِل ہوگئے اور قَبر دوبارہ بند ہوگئی۔ اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔ (فیضان سنت، باب فیضان بسم اللہ، قابل رشک موت، ص ۲۴، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ محمد وسیم کو امیر اہلسنّت کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے کیسے فوائد وبرکات حاصل ہوئے۔ امیر اہلسنت کا ہمارے درمیان ہونا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ ان کے علم میں حلم میں اولاد میں مال میں جان میں برکت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اس نعمت کی قدر کرنے اور اس سے فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس نے پیران پیر حضور غوث اعظم کی غلامی کا پٹہ ہمارے گلے میں ڈال دیا اور ان کی محبت ہمارے دلوں میں راسخ کردی آیئے اب انہی غوث اعظم کی پانی پر چلنے کی کرامت کے بارے میں کچھ ملاحظہ کرتے ہیں۔

عاصی ہوں، مغفِرت کی دعائیں ہزار دو
نعتِ نبی سنا کے لَحَد میں اُتار دو

غوثِ اعظم کا پانی پر چلنا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آیئے اب ولیوں کے شہنشاہ، بغداد کے دولہا، گیارہویں والے پیا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی کرامت سنئے اور ایمان تازہ کیجئے۔ چنانچہ قَلائدُ الْجَوَاہِر ص ۱۶ میں ہے کہ مشہور بزرگ حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ حضرتِ سیدنا غوث الاعظم علیہ رحمۃ اللہ

الاکرم بغداد میں کئی دن تک نہ دیکھے گئے، اہلِ بغداد بے قرار ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تلاش میں نکلے۔ لوگوں نے دیکھا کہ دریائے دجلہ کے پانی پر آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ چہل قدمی فرمارہے اور مچھلیاں آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے پاس فوج در فوج آرہی تھی اور آپ کو سلام کررہی تھی اوراسی دوران ہم یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ مچھلیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کو بوسہ دے رہی ہیں۔ اتنے میں نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا، پھر آسمان اور زمین کے درمیان دریائے دجلہ کے اوپر جائے نماز بچھائی گئی گویا کہ تختِ سلیمانی ہو پھر رجال غیب ظاہر ہوئے گویا کہ وہ شیر ہوں پھر رجال غیب کا سردار جو کہ پروقار اور بڑی ہیبت والا آدمی محسوس ہوتا تھا آگے بڑھا پھر وہ اور اسکے ساتھی جائے نماز کے سامنے بڑی عجز وانکساری کے ساتھ کھڑے ہوئے جب نماز کی اقامت کہی گئی تو شیخ عبدالقادر ردائے ہیبت وجلال میں ملبوس ہوئے اور نماز پڑھانے کے لئے جائے نماز پر تشریف لے گئے تو رجال غیب اور ان کے سرداراور اہلِ بغداد شیخ کے پیچھے کھڑے ہوئے جب آپ تکبیر کہتے تو عرش اٹھانے والے فرشتے بھی تکبیر کہتے اور جب آپ تسبیح کہتے تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ تسبیح کہتے اور جب آپ اللہ تعالی کی حمد کرتے تو آپ کے منہ سے سبز نور نکلتا یہاں تک کہ آسمان کی بلندی کو پہنچتا، نماز کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بآوازِ بلند یوں دعا مانگی: الٰہی! میں تیری بارگاہ میں حبیبِ پاک محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنا کر التجا کرتا ہوں کہ میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کی روح قبض نہ ہو جب تک کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرلیں۔ جب شیخ دعا فرمارہے

تھے تو ہم فرشتوں کی بنبناہٹ سن رہے تھے اور وہ آپ کی دعا پر آمین کہہ رہے تھے تو ہم نے بھی فرشتوں کی آمین کہنے پر آمین کہی اور غیب سے ندا آ رہی تھی: اے بندے! خوش ہو کہ ہم نے تیری دعا کو قبول کر لیا۔ (قلائد الجواہر ص۱۶، مطبوعہ عبدالحمید حنفی مصر، ملخصا)

میں قادری ہوں شکر ہے ربِّ قدیر کا دامن ہے میرے ہاتھ میں پیرانِ پیر کا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہمارے غوث اعظم کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر بڑا رتبہ عطا فرمایا ہے کہ آپ کا دریائے دجلہ پر چہل قدمی فرمانا، اور آپ کے لئے غیب سے جائے نماز کا آنا اور اس جائے نماز کا ہوا میں معلق ہو جانا، اور پھر آپ کا اس معلق جائے نماز پر نماز باجماعت پڑھانا، اور آپ کا بلند آواز سے دعا مانگنا، اور پھر غیبی آواز کا آنا اور سننا، اور مچھلیوں کا آپ کی قدم بوسی کرنا یہ سب آپ کی کرامات نہیں تو اور کیا ہیں۔ اس روایت سے ایک بات اور بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت اپنے بندوں کے دلوں میں بھی ڈال دیتا ہے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ لوگوں نے چند دن غوث پاک کا دیدار نہ کیا تو وہ بیتاب ہو گئے اور غوثِ پاک کو تلاش کرنے لگے اور آپ کو تلاش کرتے کرتے دریائے دجلہ کے کنارے پہنچ گئے اور اس واقعے میں غوثِ پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی اپنے مریدوں سے محبت واضح طور پر عیاں ہے کہ آپ نے اپنے مریدوں کے لئے ہی دعا کی اور آپ کی دُعا کا قبول ہونا اس سے معلوم ہوا کہ غوث پاک مستجاب الدعوات تھے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی ہم نے جتنی بھی غوث پاک کے بارے میں کرامتیں

پڑھیں ان کا اظہار خود غوث پاک نے اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرمایا ہے آیئے اب اس قصیدہ غوثیہ کو ملاحظہ کرتے ہیں کہ جن کو خود حضور غوث پاک نے ارشاد فرمایا ہے اور اس کے فضائل بھی ملاحظہ کرتے ہیں تاکہ اس طرح ہم بھی اس قصیدہ غوثیہ کی برکات کو حاصل کر سکیں

قصیدہ غوثیہ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاْ سَاتِ الْوِصَالِ فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِی تَعَالِیْ
سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُئُوْسٍ فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ
فَقُلْتُ لِسَآئِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ
وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ
شَرِبْتُمْ فُضْلَتِی مِنْ م بَعْدِ سُکْرِیْ وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ
مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَّازَالَ عَالِیْ
اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ
اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیَ مِثَالِیْ
کَسَانِیْ خِلْعَةً م بِطِرَازِ عَزْمٍ وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ
وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ
وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ
فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ
وَلَوْاَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

وَلَوْاَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّحَالِیْ
وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالِیْ
وَ مَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ
وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ
مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ
مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَعَالِیْ
طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ وَشَاءُوْسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَا لِیْ بِدَا لِیْ
بِلَادُاللّٰهِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَا لِیْ
نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِاللّٰهِ جَمْعًا کَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ
دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ
فَمَنْ فِیْ اَوْلِیَا ءِ اللّٰهِ مِثْلِیْ وَمَنْ فِی الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالِیْ
رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَالظِّلَالِ لِیْ
وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ
نَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ مَکِّیٌّ حِجَازِیٌّ هُوَجَدِّیْ بِهٖ نِلْتُ الْمَوَالِیْ
مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ
اَنَاالْجِیْلِیُّ مُحِیُّ الدِّیْنِ لَقَبِیْ وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ
اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِیْ وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ
وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

تَقَبَّلْنِیْ وَلَا تَرْدُدْ سُوْٓءَ اِلٰی اَغِثْنِیْ سَیِّدِیْ اُنْظُرْ بِحَالِیْ

فضائلِ قصیدۂ غوثیہ متبرکہ

یہ قصیدۂ مبارکہ حضور سیدنا غوث الاعظم، محبوب سبحانی، قطب ربانی، شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوا ہے اور ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اس کا وِرد دولتِ ظاہری و باطنی کے حُصول کا سبب ہے اس کے اٹھائیس اشعار ہیں۔اس قصیدۂ مبارکہ کا روزانہ وِرد بہت مفید ہے۔ نیز{1} تسخیرِ خَلائق کے لیے از حد کارآمد ہے اور قُربِ خداوندی کے حُصول کا ذریعہ ہے۔{2}اس قصیدۂ مبارَکہ کا وِرد قوّتِ حافِظہ کو بڑھاتا ہے۔ {3}اِس قصیدۂ مبارکہ کے پڑھنے والے کو عَرَبی پڑھنے میں بصیرت حاصل ہوتی ہے۔{4}ہر مشکل وسخت کام کے لیے چالیس روز پڑھیئے اِنْ شَاءاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کامیاب ہوں گے۔{5}جو شخص اس قصیدۂ مبارکہ کو اپنے سامنے رکھے اور تین مرتبہ پڑھے مقبولِ بارگاہِ غوثیت ہو گا اور حضور سیِّدُنا غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت فیض بِشارت سے مشرَّف ہو گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ {6}ہر مرض وتکلیف کے لیے تین بار یا پانچ بار پڑھنا مفید ہے۔{7}بانجھ عورت اس قصیدۂ مبارکہ کو صحیح خواں سے 41یا21بار پڑھوا کر پانی پر دم کر کے چالیس روز پیئے تو حامِلہ ہو جائے اور حضور غوثُ الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے بیٹا عطا ہو گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ{8} آسیب زدہ وجن والے مریض کے لیے روغن(یعنی تیل) پر دم کر کے اس کے جسم پر ملیں دفع ہو گا۔اِنْ شَاءاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ {10, 9}ظالم سے نَجات پانے کے لیے ہر روز پڑھیں خَلاصی نصیب ہو گی، یوں ہی

دشمن دَفع ہو جائیں گے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (مدنی پنج سورۃ، ص263، قصیدہ غوثیہ، المدینہ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی آپ نے قصیدہ غوثیہ کے فضائل ملاحظہ فرمائے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو پڑھنے اور اس کے فضائل و برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ابھی جس طرح ہم نے غوث پاک کے بارے میں سنا کہ آپ پانی پر چلتے تھے اسی اللہ تعالیٰ کے اور بھی ایسے اولیاء ہیں کہ جو پانی پر چلا کرتے تھے اور اشیاء کی ماہیت کو تبدیل فرمادیا کرتے تھے چنانچہ

پانی پر چلنا اور ماہیت کا بدل جانا

حضرت محمد بن یوسف بولدقی کے بارے میں ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر سمندر کی طرف گئی حبشی جہاز میں سوار ہو کر وہاں آئے، بچے کو پکڑ کر اپنے جہاز میں بٹھایا اور سمندر میں جہاز لے کر چل دیے۔ حضرت شیخ اپنے عبادت خانہ سے باہر تشریف لا رہے تھے کہ وہ خاتون آپ کے دامن سے چمٹ گئی۔ اور کہنے لگی حبشی لڑکا لے کر چلتے بنے ہیں۔ اور اب وہ جہاز میں ہیں۔ شیخ سمندر کی طرف بڑھے اور فرمایا اے ہوا تھم جا۔ اللہ کے حکم سے ہوا رک گئی پھر آپ نے جہاز والوں کو پکارا کہ بچہ اس کی ماں کو دے دو لیکن وہ نہ مانے اور چل دیے آپ نے فرمایا اے جہاز ٹھر جا: جہاز کھڑا ہو گیا آپ پانی پر چلتے گئے بچے کو لے کر ماں کے پاس پہنچا دیا۔ (جامع کرامات الاولیاء، ذکر کرامات من اسمہ محمد من الاولیاء رضی اللہ عنھم، محمد بن یوسف البولاقی، ۱/۱۳۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

پانی پر کھڑے ہو کر نماز

کچھ لوگ حضرت محمد بن احمد بن سید حمدویہ کے مہمان ہوئے آپ ان کے پاس تواضع کے لئے میدہ کی روٹیاں اور بُھونا ہوا گوشت لائے وہ لوگ کہنے لگے یہ تو ہمارا کھانا نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا ''آپ لوگوں کو کھانا کیا ہے''؟ کہنے لگے بس سبزی ہی ہے، آپ نے انہیں سبزی پیش کر دی اور خود گوشت تناول فرمالیا۔ وہ لوگ رات بھر عبادت میں مصروف رہے اور حضرت معلم پوری رات پُشت کے بل سوتے رہے۔ صبح کی نماز ان کے ساتھ پڑھی مگر آپ نے یوں ادا فرمائی گویا نماز عشاء پڑھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا ''حضرات! آیئے ذرا سیر و تفریح کر آئیں''۔ سب ایک تالاب پر پہنچے آپ نے اپنی چادر پانی پر بچھائی اور اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر چادر اٹھائی اسے پانی نہیں لگا تھا پھر فرمایا یہ تو گوشت کا عمل ہے، بتایئے سبزی کا عمل کہاں تک ہے۔ (جامع کرامات الاولیاء، ذکر کرامات من اسمہ من الاولیاء رضی اللہ عنھم، محمد بن احمد سید حمدویہ، ص ۱۳۸، ج ۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

پانی پر چل کر بھی خشک رہے

حضرت محمد بن ربی المجد الحرانی کے ساتھ قلعہ بیرہ کا سیکرٹری چل پڑا یہ نو مسلم تھا وہ آپ کے ساتھ فرات کے کنارے چلتے ہوئے کہنے لگا ''حضور میں تو اسلام لے آیا ہوں لیکن نہ میرے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی کوئی سبب، آپ ایک متصرف و متمکن بزرگ ہیں آپ مجھے ایسی کرامت دکھائیں جس سے اطمینان قلبی ہو۔ آپ نے فرمایا ''کیا یہ ضروری ہے''؟ سیکرٹری کہنے لگا حضور! ضروری ہے۔ آپ فرات میں

داخل ہو گئے نصف تک پہنچ کر واپس ہوئے۔ یہ نصف تقریباً تین سو کرم ہو گا واپس آکر جوتا اتارا اسے جھاڑا تو اس سے غبار اڑنے لگا۔ بالکل تری نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ سیکرٹری آپ کے پاؤں میں گر گیا اور پاؤں چومنے لگا کہنے لگا اب دلی اطمینان مل گیا، اور میں رب العالمین پر ایمان لے آیا۔ (جامع کرامات الاولیاء، ذکر کرامات من اسمہ محمد من الاولیاء رضی اللہ عنھم، محمد بن ابی المجد الحرانی، ۱/ ۱۸۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

پھر شاگرد پانی پر چلنے لگا

ایک مرد حق آگاہ نے حضرت ابو العباس احمد بن ابو الخیر کی یہ کرامت بیان کی ہے کہ میں ایک گروہ کے ساتھ فازہ کی مسجد میں داخل ہوا۔ حضرت شیخ صیاد کے ابتدائی دن تھے اور آپ کے پاس ایک نوجوان بیٹھا تھا۔ ہم نے آپ سے پوچھا "کیا یہ آپ کا شاگرد ہے"؟ آپ نے ہمیں کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے پھر نوجوان سے پوچھا "کیا یہ تیرے مرشد ہیں"؟ اس نے جواب دیا جی ہاں، ہم نے کہا صیاد صاحب! اب تو آپ کے مرید بھی بننے لگ گئے۔ انہیں غصہ آیا اور فرمایا جی ہاں یہ میرا شاگرد ہے۔ ہم نے کہا اگر آپ کا شاگرد ہے تو اسے حکم دیں سمندر کے اوپر چلے اور سامنے والے پہاڑ سے ہمیں پتھر لا دے ہم نے وہاں ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کیا جو سمندر کے درمیان تھا اور ساحل سے وہاں تک آدھے دن کا سفر تھا۔ حضرت ساحل کی طرف بڑھے اور نوجوان سے کہا اس پانی کے اوپر چلتے جایئے اور اس پہاڑ سے ابھی پتھر لایئے۔ نوجوان سمندر میں اترا اور پانی پر یوں چلنے لگا گویا زمین پر چل رہا ہے۔ ہم نے نوجوان کو قسم دلائی کہ وہ واپس آجائے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اب ہم نے حضرت کو قسم دی کہ

اسے واپس بلائیں۔ آپ نے اسے واپس آنے کا حکم دیا وہ واپس آگیا تو پورا گروہ بڑا شرمندہ ہوا۔ حضرت سے معذرت کرنے لگے آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے معذرت چاہنے لگے اور درخواست کہ کہ آپ انہیں معاف کر دیں اور دعا کریں۔ آپ نے انہیں معاف بھی فرمایا اور دعا بھی مانگی۔ (جامع کرامات الاولیاء، حرف الالف، ابو العباس احمد بن ابی الخیر، ۱/ ۳۹۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے اولیاء کو پانی پر چلنے کی طاقت عطا فرمائی ہے وہاں ان کو اپنی صفت غفور کا مظہر بھی بنایا ہے جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ انہوں نے آپ کے ساتھ جو کیا اس کے بعد جب انہوں نے آپ سے مانگی تو آپ نے ان کو معاف بھی فرما دیا یہی اللہ والوں کی شان ہے آیئے! اب کچھ عفو و درگزر کے بارے میں پڑھتے ہیں تاکہ ہمیں بھی دوسروں کے ساتھ عفو و درگزر کرنے کا جذبہ نصیب ہو چنانچہ

درگزر کے 5 حروف کی نسبت سے عفو و درگزر کے بارے میں 5 فرمان مبارکہ

(1) عزت حاصل کرنے کا نسخہ

حضرتِ سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر تم لوگوں پر تنقید کرو گے تو وہ بھی تمہیں تنقید کا نشانہ بنائیں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ بھی دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔

لہٰذا عقلمند وہی ہے جو تنگدستی کے دن کے لئے اپنی زندگی اور عزت کو وقف کردے اور مؤمن کے غصہ پی لینے سے بڑھ کر کوئی گھونٹ اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں، اس لئے عفو ودرگزر سے کام لیا کرو اللہ عزوجل تمہیں عزت عطا فرمادے گا اور یتیم کی آہ اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہو کیونکہ یہ (دونوں) راتوں رات عرش تک پہنچ جاتی ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔'' (بحر الدموع، الفصل الحادی والثلاثون، صون الانسان من عثرات اللسان والعجب، ص ۲۰۰، مکتبۃ دار الفجر)

(2) عفوودرگزر کی فضیلت

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اللہ عزوجل بندے کے عفو ودرگزر کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرمادیتا ہے اور جو شخص اللہ عزوجل کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب البر، باب استحباب العفو والتواضع، ص ۱۰۰۲، الحدیث: ۲۵۸۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(3) عفووعافیت مانگنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے پھر رونے لگے اور فرمایا، ''جب خاتِمُ المُرسَلین، رَحمَۃُ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم پہلے سال ہمارے درمیان منبر پر تشریف فرماہوئے تو رونے لگے پھر آپ نے فرمایا کہ ''اللہ عزوجل سے عفو اور عافیت کا سوال کیا کرو کیونکہ ایمان کے بعد کسی

کو عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔'' (جامع الترمذی، کتاب احادیث شتی، باب من ابواب الدعوات، ص ۸۱۴، الحدیث: ۳۵۵۸، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(4) تم پر رحم فرمائے گا

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''تواضع بندے کی رفعت میں اضافہ کرتی ہے، لہٰذا تواضع اختیار کرو، اللہ عزوجل تمہیں بلندی عطا فرمائے گا اور درگزر کرنا بندے کی عزت میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا عفو ودرگزر سے کام لیا کرو، اللہ عزوجل تمہیں عزت عطا فرمائے گا اور صدقہ مال میں اضافہ کرتا ہے لہٰذا صدقہ دیا کرو اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے گا۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب التواضع، ۴۸/۲، الحدیث: ۵۷۱۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(5) عفو وعافیت مانگتا ہوں

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صبح وشام کے وقت یہ کلمات پڑھنا نہیں چھوڑتے تھے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَۃَ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَدُنۡیَایَ وَاَھۡلِیۡ وَمَالِیۡ اَللّٰھُمَّ اسۡتُرۡعَوۡرَاتِیۡ وَ آمِنۡ رَوۡعَاتِیۡ وَ احۡفَظۡنِیۡ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیَّ وَمِنۡ خَلۡفِیۡ وَعَنۡ شِمَالِیۡ وَمِنۡ فَوۡقِیۡ وَمِنۡ تَحۡتِیۡ وَاَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اُغۡتَالَ مِنۡ تَحۡتِیۡ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیت کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین و دنیا اور اہل ومال میں عفو

اور عافیت مانگتا ہوں اے اللہ ! میری پر دہ پوشی فرما اور مجھے خوف سے امن عطا فرما، اور میرے آگے، اور پیچھے، اور دائیں، اور بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما اور ''اور میں تجھ سے زمین میں دھنس جانے سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضرتِ سیدنا وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِی سے مراد خسف یعنی زمین میں دھنسنا ہے۔''(سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب ما یدعوبہ الرجل اذا اصبح واذا مسی، ص ۶۲۱، الحدیث: ۳۸۷۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہو جا گر کرم کردے توجنت میں رہوں گا یا رب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے عفو و درگزر کے بارے میں سرکار علیہ السلام کی احادیث کو ملاحظہ فرمایا کہ عفو و درگزر کرنے کے کیسے انعامات ہیں اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم بھی ان فضائل و برکات کو حاصل کریں تو اس کے لئے ہمیں بھی درگزر سے کام لینا ہو گا ہمارے اولیاء کہ جو عفو و درگزر کے پہاڑ تھے یہ اولیاء بہت زیادہ عفو و درگزر سے کام لیتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کمالات عطا فرمائے ان کی وجہ میں سے ایک لوگوں سے درگزر کرنا بھی ہے جب ان اولیاء نے ان تمام باتوں پر عمل کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص کمالات عطا فرمائے ان میں سے ایک کمال پانی پر چلنا ہے جیسا کہ

پانی پر قالین بچھایا

مناوی کہتے ہیں: حضرت احمد بلخی ایک مشہور ولی تھے شدید سردی میں صرف ایک قمیص پہنتے اس کے باوجود انہیں پسینہ آجاتا۔ جب لوگوں سے بات کرتے تو اپنا قالین

نہر جیحون کے اوپر بچھا دیتے خود بھی اس پر بیٹھ جاتے اور چار سو آدمیوں کو بھی اس پر بٹھا لیتے تھے۔(جامع کرامات الاولیاء، حرف الالف، احمد بن خضرویہ، ۱/۳۹۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

خاص راستہ پانی پر چلنے والا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم شیخ خرار کے ساتھ دریائے صیدی کے کنارے جا رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک شخص دور سے آرہا ہے۔ آپ نے ہمراہیوں کو روکا یہ شخص کوئی ولی اللہ لگتا ہے وہ شخص ایک حسین و جمیل نوجوان تھا جس کے ہاتھ میں لوٹا اور دوات تھی اور کاندھے پر گلیم لٹکی ہوئی تھی۔ شیخ ابو سعید نے اس کے ہاتھ میں دوات دیکھی تو اپنے خیال کو غلط کرنے لگے اور نوجوان سے سوال کیا: ”اے نوجوان! راہ مولا کس طرح ملتی ہے“؟ اس نے جواب دیا ”اے ابو سعید! اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو راستے ہیں‘ ایک خاص راستہ اور ایک عام راستہ، عام راستہ وہ ہے جس پر تم اور تمہارے راہی چل رہے ہیں اور خاص راستہ یہ ہے اتنا کہہ کر وہ پانی پر چل کر ہمارے نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ شیخ ابو سعید یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ اس نوجوان کو رب تعالیٰ نے کیسی کرامت عطا فرمائی ہے۔

(الروض الریاحین، الحکایۃ الثالثۃ عشرۃ بعد الثلثمائۃ عن احدھم، ص ۲۵۴، المکتبۃ التوقیفیہ)

گھوڑے کو اٹھا کر دریا عبور کیا

جناب محمد بک سجعان فرماتے ہیں کہ میں شیخ موصوف (حضرت الشیخ علی العمری) کے ہمراہ لاذقیہ سے طرابلس آیا۔ ہم خشکی کے راستے گھوڑوں پر سوار تھے۔ صرف میں اور شیخ دو ہی آدمی تھے۔ جب راستہ میں چلتے چلتے ایک نہر (دریا) پر پہنچے تو میں نے دریا کی

دوسری جانب نصیریہ کے چند ڈاکو ایک درخت کے نیچے بیٹھے دیکھے۔ میں نے شیخ کی خدمت میں عرض کیا۔ میرے شیخ! وہ ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں عنقریب ہم پر ڈاکہ ڈالیں گے اور نقصان پہنچائیں گے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ڈرو مت میں ان کے بھاگنے کے لئے ایک حیلہ کرتا ہوں جس سے انہیں ہم پر ڈاکہ ڈالنے کی ہمت نہ پڑے گی۔ آپ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے۔ پھر گھوڑے کی چاروں ٹانگیں پکڑ کر زمین سے اٹھا کر اپنے اوپر رکھ لیا اور اسی حالت میں دریا کے پانی پر اتر گئے۔ دریا پر چلتے رہے حتی کہ دوسرے کنارے جا پہنچے۔ جب نصیریہ نے یہ دیکھا تو وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہم انہیں بھاگتے دیکھ رہے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ یہ کوئی جن ہے۔ کیونکہ ایسا کام جو شیخ نے گھوڑے کے ساتھ کیا وہ کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ شیخ نے ہنسنا شروع کر دیا اور فرمایا "دیکھو کیسے بھاگ رہے ہیں۔" (جامع کرامات الاولیاء، شیخنا الشیخ علی العمری، ۲/ ۳۲۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

دریا پر گھوڑا چلایا

محمود آغا ہارون نے کہا کہ ایک دن میں شیخ عمری کے ہمراہ گھوڑے پر سوار ہو کر دریا کی طرف چل پڑے۔ ہم دریا میں اتر گئے اور گھوڑوں پر سواری کی حالت میں ہم نے دریا میں کافی سفر طے کیا۔ حتی کہ میرا گھوڑا تیرنے لگا اور میں بالکل ڈوبنے کے قریب ہو گیا۔ ادھر شیخ کے گھوڑے کے صرف سُم گیلے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ آپ پانی کی بجائے زمین پر چل رہے ہیں۔ (جامع کرامات الاولیاء، حرف العین، شیخنا الشیخ العمری، ۲/ ۳۲۴، ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

سمندروں کی لہروں پر چلنے والا نوجوان

حضرت سیدنا یوسف بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی صحبت میں رہتے ہوئے مجھے کافی عرصہ گزر گیا اور میں ان سے بہت زیادہ مانوس ہو گیا۔ تو ایک مرتبہ میں نے ہمت کر کے ان سے پوچھا: ''حضور! آپ کو سب سے پہلے کون سا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا؟'' یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''میں ایامِ جوانی میں خوب لہو و لعب کی محفلوں میں مگن رہتا اور دنیا کی رنگینیوں نے میری آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈال رکھا تھا پھر اللہ عزوجل نے مجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور میں تمام معاملات چھوڑ کر حج کے ارادے سے ساحلِ سمندر پر آیا، وہاں میں نے ایک بحری جہاز پایا جس میں مصری تاجر سوار تھے، میں بھی ان کے ساتھ جا ملا۔ اس جہاز میں ہمارے ساتھ ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان بھی تھا جس کی پیشانی سے سجدوں کا نور جھلک رہا تھا اور اس کے منور چہرے نے گویا ساری فضا کو نور بار کیا ہوا تھا۔ جب ہمارا جہاز کافی فاصلہ طے کر چکا اور وسطِ سمندر میں آ گیا تو جہاز کے مالک کی رقم سے بھری تھیلی گم ہو گئی۔ اس نے پُوچھ گچھ کی لیکن تھیلی نہ ملی، لہٰذا اس نے سب سواروں کو جمع کیا اور سب کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن تھیلی کسی کے پاس بھی نہ ملی بالآخر جب تلاشی لینے والا اس نوجوان کے پاس آیا تو اس نوجوان نے اچانک جہاز سے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ یہ دیکھ کر میں حیرت میں ڈوب گیا کہ سمندر کی موجوں نے اسے نہ ڈبویا بلکہ وہ اس کے لئے تخت کی طرح ہو گئیں اور وہ نوجوان

لہروں پر اس طرح بیٹھ گیا جس طرح کوئی تخت پر بیٹھتا ہے، ہم سب مسافر بڑی حیرانگی سے اسے دیکھ رہے تھے ۔ پھر اس نوجوان نے کہا: ''اے میرے پاک پروردگار عزوجل !ان لوگوں نے مجھ پر چوری کی تہمت لگائی ہے۔اے میرے دل کے محبوب عزوجل! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تُو سمندر کے تمام جانوروں کو حکم فرماکہ وہ اپنے اپنے مونہوں میں ہیرے جواہرات لے کر ظاہر ہو جائیں۔'' حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی اس عظیم نوجوان کا کلام مکمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ جہاز کے چاروں جانب سمندری جانور ظاہر ہو گئے، سب کے مونہوں میں اتنے زیادہ ہیرے جواہرات تھے کہ ان کی چمک سے سارا سمندر روشن ہوگیااور ہماری آنکھیں چندھیانے لگیں پھر اس نوجوان نے پانی کی موجوں سے چھلانگ لگائی اور لہروں پر چلتا ہوا ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا، وہ عظیم نوجوان یہ آیت تلاوت کرتاجارہا تھا:اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (پ۱،الفاتحۃ:۴)ترجمہ کنزالایمان: ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں: یہی وہ پہلا واقعہ ہے جس کی وجہ سے مجھے سیر و سیاحت کا شوق ہوا کیونکہ سیر وسیاحت میں اکثر اولیاء کرام رحمہم اللہ المبین سے ملاقات ہوتی ہے۔(عیون الحکایات،الحکایۃ السبعون،حکایۃ الشاب الذی مشی علی الماء، ص ۹۳،دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی ہم نے ملاحظہ کیا اللہ تعالیٰ کے اُن اولیاء کے حالات کے بارے میں کہ جو پانی پر چلتے تھے ۔یقیناً اولیا کی صحبت کے بے شمار فائدے ہیں

جیسا کہ کسی بزرگ کا قول ہے الصحبۃ مؤثرۃ کہ صحبت اثر رکھتی ہے، لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اللہ والوں کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں۔ اور ان کی برکات سے فائدہ حاصل کریں جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے والد صاحب مولانا نقی علی خان اپنی تالیف احسن الوعاء میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں ان میں ایک اللہ کا ولی ضرور ہوتا ہے۔ (المعجم الکبیر لطبرانی، حدیث 502، ج1، ص 190، المکتبۃ الفضیلہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! تبلیغِ قراٰن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کے تحت پورے ماہ رمضان المبارک کا اعتکاف ہوتا ہے اس میں اسلامی بھائی خوب خوب اللہ کے ذکر سے اپنے قلوب واذہان کو معطر ومنور کرتے ہیں اور اس اعتکاف کے فوائد وبرکات ظاہر ہوتے رہتے ہیں آیئے! اب رمضان میں اعتکاف کے بارے میں مدنی بہار ملاحظہ فرمایئے چُنانچِہ

اچھی صحبت اچھی موت

ٹنڈو اللہ یار (سندھ) کے ایک شخص نے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے مُتأثِّر ہو کر عاشقانِ رسول کی صُحبت کی بَرَکت سے پانچوں وقت کی نَماز کی پابندی شروع کر دی اور رَمَضانُ الْمُبارَک کے آخِری عَشرہ میں دعوتِ اسلامی کے تَحْت ہونے والے سنّتوں بھرے اعتکاف میں عاشقانِ رسول کے ساتھ بیٹھ گئے دس دن میں قرآنِ پاک کی چند سورتیں، دعائیں اور سنّتیں یاد کرلیں چِہرے پر ایک مُشت داڑھی اور سر پر سبز سبز عمامے کا تاج سجانے کی نیّت کے ساتھ ساتھ ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتِماع

میں شرکت اور مَدَنی قافلوں میں سفر کیلئے بھی نام لکھوایا، اَلغَرَض زندگی میں مَدَنی انقلاب برپا ہو گیا۔ عاشقانِ رسول کی صُحبت رنگ لائی، گناہوں سے توبہ کر کے سنّتوں بھری زندگی گزارنے لگے۔ایک دن کپڑوں میں آگ لگنے کے سبب بے چارے بُری طرح جُھلَس گئے۔اَسپتال لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے بتایا کہ ان کا جسم 80٪ فیصد جل چکا ہے۔ مگر دیکھنے والے حیرت زدہ تھے کہ تکلیف کا اظہار کرنے کے بجائے وہ ذِکر و دُرُود میں مشغول تھے، اعتکاف کے دَوران عاشقانِ رسول کی صحبت میں رہ کر جو سُورتیں اور دُعائیں یاد کی تھیں انہیں وہ پڑھے جا رہے تھے۔ کم و بیش 48 گھنٹے تک وقتاً فوقتاً قراٰنِ پاک کی سُورَتیں اور دعائیں وغیرہ پڑھتے رہے اور صُبح اذانِ فَجر کے وقت بُلند آواز سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم** پڑھا اور ان کی روح قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کر گئی۔(فیضانِ سُنَّت، باب پیٹ کا قفلِ مدینہ، ص ۸۰۲، اچھی صحبت اچھی موت، مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول کے تحت اعتکاف کرنے کی کس قدر بہاریں ہیں لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی ہر دم دعوت اسلامی کے مدنی ماحول کے ساتھ وابسطہ ہو جائیں کہ اس طرح ہماری دنیا تو سنوریں گی اور آخرت بھی سنور جائے گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

ولیات کی حکایات

دُرُودِ پاک کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا شیخ امام احمد صاوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی دلائل الخیرات کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے ذکر فرماتے ہیں کہ اس کتاب کے مؤلف محمد بن سُلیمان جَزُولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سفر فرمارہے تھے اور ایک مقام پر نَماز کا وقت ہو گیا آپ علیہ الرحمہ نے وضو کرنا چاہا تو کنواں سے پانی نکالنے کے لیے کسی چیز کو نہ پایا اسی دوران ایک بلند مکان کے اوپر سے ایک مَدَنی مُنّی نے جھانکا اور پوچھا، آپ کون ہیں؟ تو انھوں نے اس لڑکی کو بتایا۔ مَدَنی مُنّی نے حیرت سے کہا، اچّھا آپ ہی ہیں جن کی شُہرت کے ڈنکے بج رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ کُنویں سے پانی بھی نہیں نکال سکتے ! پھر اُس نے کُنویں میں تھوک دیا۔ تو پانی بہت کثرت کے ساتھ زمیں کے اوپر آگیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وُضُو سے فراغت کے بعد اُس باکمال مَدَنی مُنّی سے فرمایا، تم نے یہ کمال کس طرح حاصِل کیا؟ کہنے لگی، ”اس ذات پر کثرت دُرُودِ پاک کی وجہ سے کہ وہ ذات کا اگر کسی خشک ویران جگہ میں تشریف لے آئیں تو درندے بھی ان کے دامن سے لپٹ جائیں ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وَہیں عہد کیا کہ دُرُود شریف کے متعلِّق کتاب لکھیں گے۔ چُنانچہ آپ علیہ الرحمہ نے دُرُود شریف کے بارے میں کتاب لکھی جس کا نام دلائلُ الخَیرات رکھا۔ (سعادۃ الدارین، الباب الرابع فیماورد من لطائف المرائی والحکایات فی فضل الصلاۃ والسلام علیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ، اللطیفۃ الخامسۃ عشرۃ بعد المائۃ، ص۱۵۹، دار الکتب العلمیہ بیروت، مفہوما)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے درود پاک پڑھنے میں کس قدر کمال رکھا ہے کہ ایک چھوٹی سی بچی کی جو درود پاک کی کثرت کرتی تھی اس میں

اتنا کمال پیدا کیا کہ اس کے تھوکنے کی وجہ سے کنویں کا پانی اوپر آ گیا۔ اور اس کی یہ کرامت دلائل الخیرات (درود پاک کے متعلق کتاب) کی تصنیف کا سبب بنی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ نے نبوت کو صرف مردوں کے ساتھ خاص رکھا ہے لیکن ولایت کو صرف مردوں کے ساتھ خاص نہیں رکھا۔ جس طرح ولایت مردوں کو عطا کی گئی ہے اسی طرح ولایت عورتوں کو بھی عطا گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار ایسی بندیاں بھی ہیں کہ جو ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں آیئے اب پاک بیبیوں کے بارے میں ملاحظہ فرماتے ہیں چنانچہ

(1) سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہا

دعوتِ اِسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 727 صفحات پر مشتمل مطبوعہ کتاب ''مکاشفۃ القلوب''، ص 90 پر حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں: فرعون کی بیوی حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنا ایمان فرعون سے پوشیدہ رکھے ہوئے تھیں، جب فرعون کو ان کے ایمان لانے کی خبر ملی، تو اُس نے اِن کو سزا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایمان لانے کے مقدس جرم میں حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو طرح طرح کی سزائیں دی گئیں مگر آپ ثابت قدم رہیں، فرعون نے کہا: ''تم اپنے دین سے پھر جاؤ'' مگر آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے دین و ایمان نہ چھوڑا، آخرِکار کیل لائے گئے اور آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے بدن مبارک میں ٹھونک دیئے گئے، پھر کہا گیا: دین سے پھر جاؤ، آپ رضی اللہ تعالی

عنہا نے فرمایا: تم نے میرے بدن پر قابو پا لیا، مگر میرا دل رب تبارک و تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اگر تُو میرے بدن کا انگ انگ بھی کاٹ ڈالے، تو پھر بھی ایمان اور محبتِ الٰہی عزوجل میں اضافہ ہی ہو گا۔ حضرتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام، حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سامنے گزرے، تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضرتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کو آواز دی اور کہا: مجھے بتایئے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ حضرتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اے آسیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! آسمان کے فرشتے تیری انتظار میں ہیں یعنی تیرے مشتاق ہیں اور اللہ تعالی اُن کے سامنے تجھ پر فخر کر رہا ہے۔ اب اپنی حاجت مانگو، یعنی اللہ تبارک و تعالی سے دُعا کر، قبول ہو گی، حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا نے دُعا کی: ”رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهٖ وَ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (پ:۲۸، التحریم:۱۱) ترجمہ کنزالایمان: ”اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنّت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش“

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں فرعون جب حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دھوپ میں سزا دیتا جب سزا دینے والے چلے جاتے تو فرشتے اپنے نورانی پروں سے آپ رضی اللہ تعالی عنہا پر سایہ کرتے اور آپ رضی اللہ تعالی عنہا جنت میں اپنا گھر دیکھتیں۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ فرعون نے حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا پر چار کیل لگوائے

اور آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے سینہ بے کینہ پر چکی رکھوائی اور آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا چہرۂ مبارک سورج کی طرف کر دیا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہا نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور دعا کی: ''رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ'' ترجمہ کنز الایمان: اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خوب نجات عطا فرمائی اور جنت میں اِن کا رُتبہ بلند کیا، وہ جہاں چاہیں کھاتی پیتی ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ۱۰۔باب: فی العشق، ص۴۶، مکتبۃ رشیدیہ، سرکہ روڈ کوئٹہ، بلوچستان)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے! کہ نبوت صرف مردوں کو ہی دی گئی لیکن ولایت مردوں کے لیے ہی خاص نہیں بلکہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں اور بچوں کو بھی منصبِ ولایت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ ابھی جو آپ نے حکایت ملاحظہ فرمائی وہ مشہور ولیہ فرعون کی بیوی حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بیان کی گئی۔ یہ وہی فرعون ہے جو نامرد تھا، یہ وہی فرعون ہے جس نے اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی (یعنی میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں)، یہ وہی فرعون ہے جس کی سرکوبی کے لیے حضراتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ اور ہارون علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام بھیجے گئے، یہ وہی فرعون ہے جو لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہوا، یہ وہی فرعون ہے جس کی لاش کو براہِ عبرت قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا گیا، یہ وہی فرعون ہے جو اللہ عزوجل کی ولیہ حضرتِ سیدتنا آسیہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دینِ حق سے پھیرنے کے لیے آپ رضی اللہ

تعالی عنہا پر ظلم و ستم ڈھاتا مگر سبحان اللہ! اللہ عزوجل کی ولیہ کو دینِ حق سے نہ ہٹا سکا اور اللہ عزوجل کی ولیہ کی کرامت کا یوں ظہور ہوا کہ جب دھوپ میں اِنہیں اِیذا دی جاتی تو فرشتے اِن پر سایہ کرتے اور دنیا میں رہتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالی عنہا اپنے جنتی محل کا نظارہ کیا کرتیں۔

(2) حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ وہ نیک بی بی اور کرامت والی ولیہ ہیں کہ تمام دنیا میں ان کی دھوم مچی ہوئی ہے یہ دن رات خدا کے خوف سے رویا کرتی تھیں اگر ان کے سامنے کوئی جہنم کا ذکر کر دیتا تو یہ مارے خوف کے بے ہوش ہو جایا کرتی تھیں بہت زیادہ نفلی نمازیں پڑھا کرتی تھیں خدا نے ان کا دل اس قدر روشن کر دیا تھا کہ ہزاروں میل کے واقعات کی ان کو خبر ہو جایا کرتی تھی بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کرتی تھیں بڑے بڑے بزرگان دین ان سے دعا لینے کے لئے ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے ان کی کرامتیں اور ان کے اقوال بہت زیادہ ہیں جو عام طور پر مشہور ہیں۔(جنتی زیور، حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا، ص ۵۴۱، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ابھی حضرت رابعہ بصریہ کا ذکر خیر ملاحظہ فرمایا، آیئے اب ان کی عبادت کے بارے میں بھی کچھ ملاحظہ فرماتے ہیں چنانچہ

مکان کی چھت پر کھڑی ہو جاتیں

حضرت سیِّدَتُنا رابِعہ عدویہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے بارے میں منقول ہے کہ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر مکان کی چھت پر کھڑی ہو جاتیں اور اپنے دوپٹے اور چادر کو اچھی

طرح اوڑھ کر بارگاہِ ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ میں یوں عرض گزار ہوتیں: اے اللہ عَزَّوَجَل: ستارے چمک رہے ہیں، سب کی آنکھیں سوئی ہوئی ہیں، بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہیں، ہر محب اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی میں ہے اور میں تیری بارگاہ میں تنہا کھڑی ہوں۔ پھر آپ نماز ادا کرتی رہتیں، جب سحری کا وقت ہوتا اور فجر طلوع ہو جاتی تو بارگاہِ ربُّ العزّت میں عرض کرتیں۔ یااللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ رات گزر گئی، دن خوب روشن ہو گیا۔ کاش: مجھے معلوم ہو جائے کہ کیا میری رات کی عبادت قبول ہوئی تو مجھے مبارک باد دی جائے، یا اگر مردود ہوئی تو میری ڈھارس بندھائی جائے، تیری عزت کی قسم تک تو مجھے زندہ رکھے گا اور میری مدد کرتا رہے گا میں اسی عادت پر قائم رہوں گی، اور تیری عزت کی قسم: اگر تو مجھے اپنی بارگاہ سے مردود کر دیتا پھر بھی میں اس سے دور نہ ہوتی کیونکہ میرے دل میں تیری محبت بس چکی ہے۔ پھر آپ چند اشعار پڑھتیں، جن کا مفہوم یہ ہے اے میرے سرور واُمید اور مقصود! تو ہی میرے دل کی راحت اور تو ہی میرا محبوب ہے، اور تیری دِید کا شوق ہی میرا ساز و سامان ہے۔ اے میری زندگی اور محبت کے مالک: اگر تیری محبت نہ ہوتی تو میں ان وسیع شہروں میں نہ بھٹکتی۔ کتنی ہی مرتبہ تیرے احسانات مجھ پر ظاہر ہوئے اور میں نے کتنی ہی نعمتیں تجھ سے حاصل کیں۔ پس اب تیری محبت ہی میری خواہش، میرا مقصود اور میرے جلتے ہوئے دل کی آنکھ کا نور ہے، میں جب تک زندہ رہوں، مجھے کوئی چین و سکون نہیں۔ رات کی تاریکی میں بھی میری اُمید صرف تُو ہی تُو ہے۔ اے میرے دل کی اُمید۔ اب اگر تو مجھ سے راضی ہو گیا تو میں بھی خود کو

سعادت مند سمجھوں گی۔(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس السابع والعشرون فیما یجلو القلوب من القسوۃ: بذکر اخبار النسوۃ، ص۱۴۷، دار احیاء التراث العربی بیروت)

جگمگاتا خیمہ

حضرت سیدنا مسمع بن عاصم علیہ رحمۃ اللہ المُنعم سے مروی ہے کہ حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ (رابعہ بصریہ کا لقب) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بہت زیادہ عبادت کیا کرتیں۔ ساری ساری رات قیام فرماتیں، دن کو روزہ رکھتیں اور تلاوت قرآن پاک کیا کرتیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا ہر ہر لمحہ یادِ الٰہی عزوجل میں گزرتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں بہت زیادہ بیمار ہوگئی جس کی وجہ سے میں تہجد کی دولت سے محروم رہی اور دن کو بھی اپنے پاک پروردگار عزوجل کی عبادت نہ کرسکی، بیماری کی وجہ سے بہت زیادہ کمزوری آگئی، اسی طرح کئی دن گزر گئے مجھے اپنی عبادت چھوٹ جانے کا بہت افسوس ہوا لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! بیماری کی حالت میں بھی جتنا مجھ سے ہوسکتا میں عبادت کی کوشش کرتی، کبھی دن میں نوافل کی کثرت کرتی، کبھی رات کو نوافل پڑھتی۔ اسی طرح کئی دن گزر گئے۔ پھر اللہ عزوجل نے کرم فرمایا اور مجھے صحت عطا فرمائی میں نے دوبارہ نئے جذبے کے ساتھ عبادت شروع کردی۔ سارا سارا دن عبادت الٰہی عزوجل میں گزر جاتا اور اسی طرح رات کو بھی عبادت کرتی۔

ایک رات مجھے نیند نے آلیا اور میں غافل ہو کر سوگئی۔ میں نے خواب دیکھا کہ میں فضاؤں میں اُڑ رہی ہوں، پھر میں ایک سرسبز و شاداب باغ میں پہنچ گئی۔ وہ باغ اتنا حسین تھا کہ میں نے کبھی ایسا باغ نہ دیکھا۔ اس باغ میں بہت خوبصورت محل تھے، ہر

طرف بلند و بالا، سر سبز درخت تھے، جگہ جگہ پھولوں کی کیاریاں تھیں، درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے، میں اس باغ کے حسن وجمال کے نظاروں میں گم تھی کہ یکایک مجھے ایک سبز پرندہ نظر آیا، وہ پرندہ اتنا خوبصورت تھا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی ایسا پرندہ نہ دیکھا تھا، ایک لڑکی اسے پکڑنے کے لئے بھاگ رہی تھی، میں اس خوبصورت لڑکی اور خوبصورت پرندے کو بغور دیکھنے لگی اتنی دیر میں وہ حسین وجمیل لڑکی میری طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے اس سے کہا: "یہ پرندہ بہت خوبصورت ہے، تم اسے آزادی کے ساتھ گھومنے دو اور اسے مت پکڑو۔ میری بات سن کر اس لڑکی نے کہا: "کیا تمہیں اس سے بھی زیادہ خوبصورت چیز نہ دکھاؤں؟" میں نے کہا: "ضرور دکھاؤ۔" یہ سن کر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر مختلف باغات سے ہوتی ہوئی ایک عظیم الشان محل کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ دروازہ فوراً کھول دیا گیا، اندر کا منظر بہت سہانا تھا، دروازہ کھلتے ہی ایک خوبصورت باغ نظر آیا، وہ لڑکی مجھے لے کر باغ میں آئی اور پھر ایک خیمے کی جانب چل دی۔ میں بھی ساتھ ساتھ تھی۔ اس نے حکم دیا کہ خیمے کے پردے ہٹا دیئے جائیں۔ جیسے ہی خادموں نے پردے ہٹائے تو اندر ایسی نورانی کرنیں تھیں جنہوں نے آس پاس کی تمام چیزوں کو منور کر رکھا تھا۔ پورا خیمہ نور سے جگمگا رہا تھا۔ وہ لڑکی اس خیمے میں داخل ہوئی اور پھر مجھے بھی اندر بلالیا وہاں بہت ساری نوجوان کنیزیں موجود تھیں جن کے ہاتھوں میں عود (یعنی خوشبو) سے بھرے ہوئے برتن تھے اور وہ کنیزیں عود کی دھونی دے رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر اس لڑکی نے کہا: تم سب یہاں کیوں جمع ہو؟ یہ اتنا اِہتمام کیوں کیا

جارہاہے؟ اور تم کس لئے خوشبو کی دھونی دے رہی ہو؟" تو ان کنیزوں نے جواب دیا:" آج ایک مجاہد راہِ خدا عزوجل میں شہید ہو گیاہے، ہم اس کے اِستقبال کے لئے یہاں جمع ہیں اور یہ سارا اِہتمام اسی مرد مجاہد کی خاطر کیا جارہاہے۔ ''اس لڑکی نے میری جانب اشارہ کیا اور پوچھا:"کیا ان کے لئے بھی کوئی اہتمام کیا گیاہے؟"تو ان کنیزوں نے کہا: ہاں، اس کے لئے بھی اس طرح کی نعمتوں میں حصہ ہے۔"پھر اس لڑکی نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور کہا:"اے رابعہ عدویہ!جب لوگ نیند کے مزے لے رہے ہوں اس وقت تیرا نماز کے لئے کھڑا ہونا تیرے لئے نور ہے اور نماز سے غافل کر دینے والی نیند سراسر غفلت اور نقصان کا باعث ہے، تیری زندگی کے لمحات تیرے لئے سواری کی مانند ہیں اور جو شخص دنیاوی زندگی میں مگن رہے اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو فضول کاموں میں گزار دے تو وہ بہت بڑے خسارے میں ہے۔

یہ نصیحت آموز کلمات کہنے کے بعد وہ لڑکی میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئی اور میری آنکھ کُھل گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں:"جب بھی مجھے یہ خواب یاد آتا ہے تو میں بہت زیادہ حیران ہوتی ہوں۔(عیون الحکایات، الحکایۃ التاسعۃ والاربعون بعد المائۃ رویالرابعۃ العدویۃ، ص۱٦۷، دار الکتب العلمیۃ)

حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ کے چار سوالات

منقول ہے کہ جب حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اپنے چند احباب کے ساتھ اُن کے پاس آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ایک پردہ درمیان

میں حائل کر کے اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے دوستوں نے استفسار کیا: "آپ کے شوہر انتقال فرما چکے ہیں، لہٰذا اب آپ کو نکاح کر لینا چاہے۔" حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عَدَوِیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے فرمایا: "میں تمہاری رائے کا احترام کرتے ہوئے بڑی محبت و عزّت سے نکاح کر لوں گی، لیکن مجھے یہ بتایئے کہ آپ میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تاکہ میں اس سے نکاح کروں۔" وہ بولے: "حضرت سیِّدُنا حسن بصری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)۔" پھر کہنے لگیں: "اگر آپ میرے چار سوالات کے جوابات دے دیں تو میں آپ سے نکاح کر لوں گی۔" حضرت سیِّدُنا حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "پوچھو، اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو جواب دوں گا۔ چنانچہ، انہوں نے درج ذیل سوالات کئے :

(1) فقیہہ، عالِم کیا کہتا ہے کہ جب میں مر جاؤں گی تو کیا دُنیا سے مسلمان جاؤں گی یا کافرہ؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً فرمایا: "یہ تو غیب ہے، جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(2) جب مجھے قبر میں رکھا جائے گا اور منکر نکیر سوالات کریں گے تو میں جوابات دے پاؤں گی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "یہ بھی غیب ہے۔

(3) جب لوگ قیامت میں اٹھیں گے، اور اعمال نامے کھول کر بعضوں کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور بعضوں کے بائیں ہاتھ میں، تو کیا میرا نامہ اعمال مجھے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا یا اُلٹے میں؟ تو حضرت سیِّدُنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے پھر یہی جواب دیا کہ "یہ بھی غیب ہے۔

(4)جب تمام مخلوق میں سے ہر جنتی اور دوزخی گروہ کو پکارا جائے گا اور بلایا جائے گا تو میں کس گروہ میں سے ہوں گی؟

تو اس کے جواب میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی فرمایا:"یہ بھی غیب ہے، اور غیب کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اس کے بعد حضرت سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ارشاد فرمایا: "جب معاملہ ایسا ہے (یعنی جب دنیا سے مسلمان رُخصت ہونے، نکیرین کے سوالات کے جوابات دینے، نامہ اعمال کے دائیں ہاتھ میں ملنے اور جنّتی گروہ میں شامل ہونے کا علم نہیں) تو میں اس کی وجہ سے سخت پریشان و مضطرب ہوں لہٰذا مجھے کیسے شوہر کی حاجت ہو سکتی ہے اور کیسے اس کے لئے فارغ وقت نکال سکتی ہوں۔(الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق، المجلس السابع و العشرون، فیما یجلو القلوب من القسوۃ: بذکر اخبار النسوۃ، ص ۱۴۷، دار احیاء التراث العربی بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی اپنی تو عبادت قبول ہوتی ہی ہے مگر وہ دوسروں کی عبادت کی قبولیت کا سبب بھی بنتے ہیں کہ بعض دفعہ ان کی وجہ سے دوسروں کی بھی عبادت قبول کر لی جاتی ہے جیسا کہ

ایک محبوب بندی کے طفیل سب کا حج قبول ہو گیا

حضرتِ سیِّدَتُنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ننگے پاؤں، پیدل بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ اللہ عزوجل اُن کو جو بھی کھانا عطا فرماتا آپ اُس کو ایثار کر دیتیں۔ کعبۃ اللہ المشرَّفہ پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ ہوش میں آنے کے بعد اپنے رخسار کو بیت

اللہ شریف پر رکھ کر عرض کی: ”یہ تیرے بندوں کی پناہ گاہ ہے اور تو اُن سے محبت کرتا ہے اب تو آنکھوں میں آنسو ختم ہوگئے ہیں۔“ پھر طواف کیا، سعی کرنے کے بعد جب وقوفِ عرفہ کا ارادہ کیا تو حائضہ ہو گئیں۔ روتے ہوئے عرض گزار ہوئیں: ”اے میرے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر یہ معاملہ تیرے غیر کی طرف سے ہوتا تو میں ضرور تیری بارگاہ میں شکایت کرتی اب جبکہ یہ سب کچھ تیری مشیئت سے ہوا ہے تو اب کیسے شکایت کر سکتی ہوں؟“ پس اُنہوں نے ہاتفِ غیبی کو یہ کہتے سنا: ”اے رابعہ! ہم نے تیرے سبب تمام حاجیوں کا حج قبول کر لیا اور تیری اِس کمی کی وجہ سے اُن کے نقائص بھی پورے کر دیئے۔ (الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق، المجلس الثامن ،فی ذکر حجاج بیت اللہ الحرام۔۔۔۔الخ، ص ۶۰، دار احیاء التراث العربی بیروت)

سبحان اللہ! مشہور ولیہ حضرتِ سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ننگے پائوں پیدل حج کیا اور آپ نے ملاحظہ کہ فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کو جو بھی کھانا بفضلِ ربِّ انام عزوجل عطا ہوتا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اُسے ایثار فرما دیتیں۔ بارگاہِ رَبُّ العزت میں ولیوں کی وجاہت دیکھئے کہ اِن کے صدقے میں لوگوں کے حج اور نیک اعمال قبول کیے جاتے ہیں۔

تجھے واسطہ سارے ولیوں کا مولی
میری بخش دے ہر خطا یا الٰہی

سیدہ رابعہ کا وصال باکمال

سیدہ رابعہ عدویہ کے متعلق ان کی خادمہ نے بیان کیا ”رابعہ تمام رات طلوع فجر تک

نماز پڑھتی تھیں، پھر کچھ وقفہ کے لئے مصلیٰ پر لیٹ جاتیں۔ اچانک گھبرا کر بیدار ہوتیں اور کہتیں "اے نفس! کب تک سوتا رہے گا اور عبادت کے لئے نہیں اُٹھے گا؟ وہ وقت قریب ہے جب ایسی نیند سونا ہے کہ پھر صور قیامت ہی سے بیداری ہو گی۔ ان کی یہ ہی حالت اخیر دم تک رہی۔ وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے بلا کر اون کا ایک جبہ دکھایا اور کہا "انتقال کے بعد مجھے اسی کا کفن دینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ دینا" وہ جبہ وہ ہی تھا جسے وہ تہجد کے وقت پہنا کرتی تھیں۔ چنانچہ انہیں میں نے اسی جبہ اور ایک اونی چادر کا کفن دیا اسی شب وہ مجھے خواب میں نظر آئیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ سبز ریشمی اوڑھنی زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا "وہ جبہ اور اوڑھنی کا کیا ہوا؟" فرمایا میرا وہ جبہ اور اوڑھنی سر بمہر اعلیٰ علیین میں رکھا گیا ہے تاکہ روز حشر مجھے اس کا ثواب عطا ہو اور رب کائنات نے اس کے بدلے مجھے یہ لباس عنایت فرمایا ہے۔ (روض الریاحین، ص ۱۷۵، الحکایۃ السابعۃ و الثمانون بعد المائۃ، عن خادمۃ رابعۃ العدویۃ رضی اللہ عنہا، المکتبۃ التوقیفیۃ، مفہوما)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی آپ نے حضرت رابعہ بصریہ کے بارے میں ملاحظہ فرمایا۔ آیئے اب ایسی ہی ایک اور باکرامت اللہ کی ولیہ کے بارے میں پڑھتے ہیں چنانچہ

(3) بھیڑیوں اور بکریوں میں صلح

حضرت سیّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں 3 روز رات کے وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یہی اِلتجا کرتا رہا کہ وہ مجھے جنت میں میرا رفیق دکھادے تو میں نے دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: "اے عبد الواحد! جنت میں

تیری رفیق میمونہ سوداء ہو گی۔'' حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: ''وہ کہاں رہتی ہیں؟'' تو مجھے بتایا گیا کہ وہ کوفہ کے فُلاں قبیلے میں رہتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شہر کوفہ چل پڑا۔ میمونہ سوداء کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا لوگوں نے مجھے کہا کہ ''وہ تو دیوانی ہے اور ہماری بکریاں چراتی ہے۔'' میں نے لوگوں سے کہا: ''میں اُس سے ملنا چاہتا ہوں۔'' لوگوں نے کہا: ''آپ پہاڑ کی طرف جائیں شاید وہاں آپ کو میمونہ سوداء مل جائے۔'' حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ میمونہ سوداء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اپنے سامنے ڈنڈا بطورِ سُترہ نصب کئے نماز میں مشغول تھی، اُس پر اُون کا جبہ لٹک رہا تھا جس پر لکھا تھا: ''یہ خرید و فروخت کے لئے نہیں۔'' اور یہ بھی دیکھا کہ بکریاں بھیڑیوں کے ساتھ مل کر چر رہی ہیں۔ نہ تو بھیڑیئے اِن پر حملہ کرتے ہیں اور نہ ہی بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جب میمونہ سوداء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے مجھے پایا تو نماز مختصر کر کے کہا: ''لوٹ جایئے، اے ابن زید! واپس چلے جایئے، وعدے کی جگہ یہاں نہیں جنت ہے۔'' حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے! آپ کو کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں؟'' کہا: ''آپ کو معلوم نہیں کہ روحیں ایک اِکٹھا لشکر تھیں، جو ایک دوسرے سے متعارف ہو گئیں، وہ باہم محبت کرتی ہیں اور جنہوں نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا وہ الگ رہتی ہیں۔'' پھر میں نے اُس سے کہا: ''مجھے نصیحت

کرو؟" تو اُس نے کہا: "تعجب ہے! نصیحت کرنے والے کو بھی بھلا نصیحت کی جائے گی۔ بہر حال اے ابن زید! اگر تم اپنے اعضاء پر عدل کی کَسَوٹی نافذ کر لو تو میں تمہیں اپنے اعضاء میں چھپے ہوئے ایک راز سے آگاہ کرتی ہوں، اے ابن زید! مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جس بندے کو دنیا کی کوئی شئے عطا کی گئی پھر اس کو دوسری مرتبہ اُس نے طلب کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اِس کے ساتھ ہی خلوت کی محبت اُس سے سلَب کر لیتا ہے اور اُس کو قرب کے بدلے جدائی اور اُنس کے بدلے وحشت دے دیتا ہے۔" پھر میمونہ سوداء رحمۃ اللہ تعالی علیہا نے چند اشعار کہے، جن کا مفہوم یہ ہے: اے واعظ! تو خود نافرمان ہے اور لوگوں کو گناہوں سے روکتا اور ڈانٹتا ہے۔ حقیقت میں تو ہی بیمار و کمزور ہے کہ گناہوں کو ناپسند کرنے والے سے اِن کا وقوع بڑا ہی عجیب ہے۔ اے میرے رفیق! اگر تو نے جلد ہی اپنے اِن عیوب سے داغدار ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لی اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے صلح کر لی تو جان لے کہ تو جو بھی کہے گا اُس کا مقام و مرتبہ دلوں میں سچا ہو گا۔ لیکن اِس وقت تیری حالت یہ ہے کہ تو دوسروں کو تو گمراہی و سرکشی سے منع کرتا ہے اور خود شک میں مبتلا ہے۔ اشعار کہنے کے بعد جب میمونہ سوداء رحمۃ اللہ تعالی علیہا خاموش ہوئی تو میں نے اُس سے استفسار کیا: "میں اِن بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ نہ بکریاں، بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ ہی بھیڑیئے بکریوں کو کھاتے ہیں۔" تو اُس نے کہا: "میں نے اپنے اور اپنے مالک کے درمیان رکاوٹ کو دور کر کے اُس سے صلح کر لی تو اُس نے بھی بھیڑیوں اور بکریوں کے درمیان رکاوٹ دور کر کے اُن کی صلح کروا دی۔ (الروض الریاحین، الحکایۃ السابعۃ والعشرون، ص۵۸، المکتبۃ

التوفیقیہ، مفہوما)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اللہ والوں کی شان دیکھئے کہ دنیا میں رہتے ہوئے جنت میں اپنے رفیق کے متعلق پوچھتے ہیں اور اِن کی رہنمائی بھی کی جاتی ہے، اللہ عزوجل کی ولیہ حضرتِ سیدتنا میمونہ سوداء رحمۃ اللہ تعالی علیہا کی شان بھی ملاحظہ فرمایئے کہ بھیڑیئے اور بکریاں اِکٹھے چرا رہیں ہیں اور حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آتے ہی بغیر تعارف کے اُن کا نام لے کر پکارتی ہیں اور جنت کی رفاقت کے بارے میں بھی بتاتی ہیں۔ یاد رہے! کہ اولیاء عظام رحمہم اللہ السلام کو سید الانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے طفیل علمِ غیب عطا کیا جاتا ہے۔

(4) بابا فرید کی والدہ محترمہ

آپ بہت ہی بزرگ اور بڑی مستجاب الدعوات تھیں۔ شیخ فرید الدین نے جب اجودھن (پاک پتن) میں سکونت اختیار کر لی تو شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا جاؤ ہماری والدہ محترمہ کو دہلی سے لے آؤ۔ شیخ نجیب الدین دہلی روانہ ہو گئے۔ چنانچہ شیخ گنج شکر کی والدہ کو لا رہے تھے کہ راستہ میں پیاس لگی آپ ان کو کسی درخت کے سایہ میں بٹھا کر خود پانی کی جستجو میں نکلے۔ واپس جب آئے تو دیکھا کہ والدہ موجود نہیں ہیں، پریشان ہو گئے اور تمام واقعہ شیخ فرید الدین سے جا کر بیان کر دیا۔ شیخ فرید الدین نے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکوانے کا حکم دے دیا۔ کچھ عرصہ بعد شیخ نجیب الدین کا اس راستہ سے گذر ہوا جب اس درخت کے پاس آئے تو خیال آیا کہ شاید والدہ کا کچھ پتہ ملے لیکن اس درخت کے نیچے ان کو کچھ ہڈیاں ملیں جو کسی آدمی کی معلوم ہوتیں

تھیں۔ انہوں نے ان ہڈیوں کو اُٹھا کو اپنے تھیلہ میں ڈال لیا اور دل میں کہا والدہ ماجدہ کو شاید کسی شیر نے مار ڈالا۔ غرض کہ وہ ہڈیوں کا تھیلہ لئے شیخ کے پاس آئے اور پھر پورا ماجرا بیان کیا۔ اس پر شیخ گنج شکر نے فرمایا "لاؤ تھیلہ لاؤ جب وہ تھیلا کھول کر جھٹکا گیا تو اس میں سے ہڈی کا چورا تک نہ نکلا۔ (اخبار الاخیار مع مکتوبات، فصل ذکر بعضے از نسائے صالحات، والدہ شیخ فرید الدین شکر گنج، ص ۲۹۶، النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی مرکز الاولیاء لاہور)

(5) سیدہ ریحانہ کوفیہ

حضرت ابو الربیع کا بیان ہے "میں، (محمد بن منکدر) اور ثابت بنانی ایک شب ریحانہ مجنونہ کے پاس رہے تو ہم نے دیکھا کہ ابتدائے شب میں کھڑی ہوئیں اور مسرت و شادمانی کے انداز میں یہ شعر پڑھا:

قام المحب الی المومل قومة　　کاد الفواد من السرو ریطیر

ترجمہ: محب اپنے مرجع امید کے آگے اس طرح کھڑا ہے کہ اس کا دل خوشی سے اڑتا جارہا ہے۔

آدھی رات ہوئی تو ان کی زبان پر یہ اشعار تھے:

لاتانس بمن توحشك نظرته　　فتمنعن من التذکار فی الظلم

واجھد و کدو کن فی الیل ذا شجن　　بسقیك کاس و داد العزو الکرم

ترجمہ: اُس سے الفت نہ رکھ جس کے نظر اٹھانے سے تجھے وحشت ہو جائے کیونکہ یہ شے اندھیروں میں تجھے ذکر سے روک دے گی اور راہ حق میں محنت و مشقت کر اور رات کو غمزدہ رہ، اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے اپنی دوستی اور بخشش کے جام سے

نوازے گا۔ اور جب صبح کا وقت قریب ہوا تو حسرت و یاس سے آہ بھرنے لگیں اور نالہ کرنے لگیں۔ میں نے سبب پوچھا تو فرمایا:

ذھب الظلام بانسہ و بالفہٖ لیت الظلام بانسہ یتجدد

ترجمہ: رات اپنی تاریکی کے ہمراہ اپنے انس اور محبت کو بھی لے گئی۔ کاش! یہ تاریکی اسی انس کے ساتھ بار بار آتی۔ (روض الریاحین، الحکایۃ الثامنہ والعشرون، ص۵۹، المکتبۃ التوقیفیہ)

(6) ایک خدا شناس مجنونہ

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ جبلِ مقطم کے قریب ایک عابدہ لڑکی رہتی ہے۔ میں نے چاہا کہ میں اُس کی بارگاہ میں حاضری کروں۔ چنانچہ، میں اُس پہاڑ کے قریب جاکر تلاش کرتا رہا لیکن وہ نہ ملی، میری ملاقات عابدوں کی ایک جماعت سے ہوئی، میں نے اُن سے اُس کے متعلق دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: ”تم ایک مجنونہ کے بارے میں پوچھتے ہو اور عقل مندوں کے متعلق نہیں پوچھتے؟“ میں نے کہا: ”مجھے اُسی کے متعلق بتاؤ، اگرچہ وہ مجنونہ ہے۔“ پھر وہ کہنے لگے: ”ہم اُسے اپنے قریب سے گزرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ کبھی گرتی ہے تو کبھی کھڑی ہو جاتی ہے، کبھی چیخ و پکار کرتی ہے تو کبھی خاموش ہو جاتی ہے، کبھی روتی ہے تو کبھی ہنستی ہے۔“ میں نے کہا: ”مجھے اُس کا پتہ بتاؤ۔“ تو اُن میں سے ایک نے بتایا کہ ”آپ فلاں وادی میں چلے جائیں۔“ چنانچہ، میں اُس کی تلاش میں چل پڑا۔ جب میں اُس کے قریب پہنچا تو اُسے دھیمی دھیمی آواز میں چند اشعار پڑھتے سنا، جن کا مفہوم یہ تھا: ”اے وہ ذات جس کے ذکر سے دل اُنس حاصل کرتے ہیں!

مخلوق سے کنارہ کش ہو کر میری اُمید صرف تیری ہی ذاتِ کریمانہ ہے۔ اے وہ ذات کہ تمام لوگ جس کے بندے ہیں! زمانہ گزر جائے گا مگر تیری محبت دلوں میں ہر دم تر و تازہ رہے گی۔ حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ میں اُس آواز کے پیچھے چل پڑا تو ایک لڑکی کو پایا، جو کہ بہت بڑی چٹان پر بیٹھی تھی۔ میں نے اُسے سلام کیا تو وہ جواب دینے کے بعد کہنے لگی: ''اے ذوالنون! کیا بات ہے؟ ایک مجنونہ کو ڈھونڈتے ہو؟'' حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں میں نے پوچھا: ''کیا تم مجنونہ ہو؟'' بولی: ''جی ہاں، اگر میں مجنونہ نہ ہوتی تو مجھے ایسا کیوں کہا جاتا؟'' فرمایا میں نے پوچھا: ''کس وجہ سے تم مجنونہ ہو گئی ہو؟'' اُس نے جواب دیا: ''اے ذوالنون! محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی محبت نے مجھے باندھ رکھا ہے اور اُسی کے عشق نے مجھے بے چین کر دیا ہے۔'' فرمایا میں نے پوچھا: ''تمہارے عشق و محبت کا مقام کیا ہے؟'' بولی: ''اے ذوالنون! محبت و عشق کا مقام دل ہے اور وجد کا مقام باطن ہے۔'' پھر وہ شدید گریہ کناں ہوئی (یعنی بہت زیادہ رونے لگی)، یہاں تک کہ اُس پر غشی طاری ہو گئی۔ جب اِفاقہ ہوا تو شدتِ محبت سے ایک آہِ سرد دِل پُر درد سے کھینچتے ہوئے کہا: ''اے ذوالنون! محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے محبت کرنے والوں کی موت یوں آتی ہے۔'' پھر ایک زور دار چیخ مار کر زمین پر گر گئی، میں نے اُسے ہِلا جُلا کر دیکھا تو اُس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ (الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق، المجلس السابع والعشرون، فیما یجلو القلوب من القسوۃ: بذکر اخبار النسوۃ، ص ۱۵۰ دار احیاء التراث العربی بیروت)

محبت میں اپنی گما یاالٰہی نہ پاؤں میں اپنا پتہ یاالٰہی
تُوں اپنی ولایت کی خیرات دے دے وسیلہ میرے غوث کا یاالٰہی

(8) حضرتِ سیدتنا رابعہ بنت اسماعیل

حضرتِ سیدتنا رابعہ بنت اسماعیل رحمۃ اللہ تعالی علیہا ساری رات قیام فرماتیں اور روزانہ بلاناغہ روزہ رکھتیں، فرمایا کرتیں میں نے بہت مرتبہ بہت سے جنات کو آتے جاتے دیکھا ہے، میں نے کئی دفعہ حور عین کو دیکھا ہے وہ مجھے دیکھ کر شرماتی ہیں اور اپنی آستینوں سے مجھ سے چھپتی اور پردہ کرتی ہیں، ایک بار حضرتِ سیدتنا رابعہ بنت اسماعیل رحمۃ اللہ تعالی علیہا کی خدمتِ اقدس میں ایک تھال پیش کیا گیا تو آپ کی زبانِ حق ترجمان سے نکلا یہ تھال مجھ سے دُور کر دو کیونکہ اِس پر لکھا ہوا ہے کہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا ہے۔ جب لوگوں نے معلوم کیا تو واقعی اُسی دن ہارون الرشید کا انتقال ہوا تھا۔ (جامع کرامات اولیاء، حرف الراء، رابعۃ بنت اسماعیل، ۲/ ۵۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(9) سیدہ رابعہ شامیہ

حضرت احمد بن ابو الحواری اپنی زوجہ روبعہ شامیہ کے متعلق فرماتے ہیں ”ان کے متعدد حالات تھے کبھی حب کا غلبہ ہوتا، کبھی موانست کا اور کبھی خوف کا غلبہ۔

محبت کے عالم میں میں نے انہیں یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

حبیب لیس یعدلہ حبیب وما لسواہ فی قلبی نصیب
حبیب غاب عن بصری و شخصی ولکن عن فوادی مایغیب

ترجمہ: مرے حبیب سا جگ میں کوئی حبیب نہیں سوائے اس کے کوئی مرے درد کا

طبیب نہیں، مری نگاہ سے وہ خواہ دور ہو لیکن غلط ہے یہ کہ وہ دل سے مرے قریب نہیں۔ جب کبھی ان پر انس غالب ہوتا تو اس حالت میں یہ اشعار پڑھتیں:

ولقد جعلتك فی الفواد محدثی وابحت جسمی من اراد

جلوسی فالجسم منی للجلیس موانس وحبیب قلبی فی الفواد انیسی

ترجمہ: میں نے دل میں تجھے اپنا ہم کلام بنایا اور جسم کو ہم نشین کا حق ادا کرنے کے لئے رکھا میرا جسم جلیس کے ساتھ موانست رکھتا ہے اور دل میں دل کا حبیب میرا مونس ہے۔ حالت خوف کا غلبہ ہوتا تو اس وقت انہیں یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

وزادی قلیل ماھو مبلغی للزاد ابکی ام لطول مسافتی

اتحرقنی بالنار یا غایة المنی فاین رجائی فیك این مخافتی

ترجمہ: میرے پاس توشہ کم ہے امید نہیں کہ اس سے منزل تک رسائی ہو۔ زاد راہ کم ہونے پر روئوں یا مسافت زیادہ ہونے پر روئوں۔ میرے معبود حقیقی: کیا تو مجھے آگ میں جلائے گا اس وقت میری امید اور میرا خوف کہا جائے گا۔

حضرت شیخ احمد فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا ساری رات نماز پڑھتے تمہارے سوا میں نے کسی کو نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا سبحان اللہ! آپ جیسا شخص ایسی بات کہہ رہا ہے۔ حالانکہ میرا حال یہ ہے کہ مجھے جب آواز دی جاتی ہے اس وقت میں قیام لیل کے لئے اٹھتی ہوں' ایک روز میں ان کی عبادت کے وقت کھانا کھانے بیٹھا تو مجھ سے ذکر آخرت شروع کر دیا اس پر میں نے کہا مجھے اچھی طرح کھا لینے دو۔ اس پر بولیں ہم تم ایسے تو نہیں کہ آخرت کی یاد سے ہمارا کھانا بدمزہ ہو۔ میں تم سے خاوندوں اور

شوہروں جیسی نہیں بلکہ بھائیوں جیسی محبت کرتی ہوں اور جب کوئی کھانا تیار کرتیں تو کہتیں: اے میرے سردار! کھاؤ یہ تسبیح سے تیار شدہ کھانا ہے۔ ایک دفعہ مجھ سے کہا نکاح کرو میں تین نکاح کیے۔ مجھے کھانے میں گوشت دیتی تھیں اور کہتی تھیں اپنی طاقت اور قوت اپنی بیویوں پر صرف کرو۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ مجھے اکثر جن اور حوریں دکھائی دیتی ہیں۔ (روض الریاحین، حکایۃ الثامنۃ والثمانون بعد المائۃ، ص ۱۷۶، مطبوعہ المکتبۃ التوقیفیہ، مفہوماً)

(10) اللہ کی ولیہ پر ظلم کا انجام

دعوتِ اِسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی 727 صفحات پر مشتمل مطبوعہ کتاب ”مکَاشَفَۃُ القُلُوب“ ص ۴۱۷ پر حجۃ الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں: وہب بن منبہ کہتے ہیں کسی ظالم بادشاہ نے شاندار محل بنوایا، ایک مفلس بڑھیا آئی اور اس نے محل کے پہلو میں اپنی کٹیا بنالی جس میں وہ سکون سے رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ظالم بادشاہ نے سوار ہو کر محل کے اردگرد چکر لگایا تو اسے بڑھیا کی کٹیا نظر آئی، اس نے پوچھا یہ کس کی ہے؟ کہا گیا یہ ایک بڑھیا کی ہے اور وہ اس میں رہتی ہے چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اسے گرادو لہٰذا اسے گرادیا گیا۔ جب بڑھیا واپس آئی تو اس نے منہدم کٹیا دیکھ کر پوچھا کہ اسے کس نے گرادیا ہے؟ لوگوں نے کہا اسے بادشاہ نے دیکھا اور گرادیا، تب بڑھیا نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور کہا اے اللہ! اگر میں حاضر نہیں تھی تو تو کہاں تھا؟ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم دیا، محل کو اس کے رہنے والوں پر الٹ دو اور ایسا ہی کیا گیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ۵۴۔ باب: فی بیان النہی عن الظلم

،ص۲۹۷،مکتبہ رشیدیہ سرکہ روڈ، کوئٹہ بلوچستان)

(11)سیدہ شعوانہ

سیدہ شعوانہ ایک مشہور ولیہ تھیں جب بہت ضعیف ہو گئیں اور عبادت و نماز وغیرہ میں حرج پڑنے لگا تو پھر ان دنوں میں کوئی آپ کے خواب میں آیا جو یہ اشعار پڑھ رہا تھا .

اذری دموعك اذ ما کنت شاکیة ان النیاحته لا تشفی الحزینیا

جدی و قومی و صومی الدهر دائبة فانما الداب من فعل المطیعینا

ترجمہ : آنسو بہاؤ جب تک ہمارا غم ہے کیونکہ آہ و بکا سے غمگینوں کو بھی شفاء نہیں ہوتی۔ نماز روزہ میں کوشش کرتے رہو اہل طاعت کی عادت اور حالت یہ ہی ہے۔

یہ سن کر انہوں نے گریہ زاری اور عبادت میں انہماک شروع کر دیا اور ان کا یہ عالم تھا کہ خود بھی روتی اور حاضرات مجلس کو بھی رلاتی تھیں۔ اس وقت یہ شعر پڑھتیں:

لقد امن المغرور دار مقامه ویوشك یوما ان یخاف کما امن

ترجمہ: مغرور اپنے ٹھکانے سے بے خوف ہو گیا۔ ایک دن وہ انتہائی خوفزدہ ہو گا، جتنا آج بے خوف ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض ایک دن ان کے پاس تشریف لائے اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے جواب دیا: ”اے فضیل! کیا رب تعالیٰ اور آپ کے مابین یہ راز دارانہ عہد نہیں ہے کہ آپ اگر دعا کریں گے تو وہ قبول فرمائے گا؟“ یہ بات سننے کے بعد حضرت فضیل بن عیاض چیخ مار کو بے ہوش ہو گئے۔ (روض الریاحین، حکایۃ التاسعۃ

والثمانون بعد المائۃ، حکایۃ شعوانۃ، ص ۱۷۷، مطبوعہ المکتبۃ التوقیفیہ، مفہوما)

خدمت شاہی کے لائق

سیدہ شعوانہ کو رب تعالی نے ایک فرزند عطا کیا انہوں نے اس کی اچھی طرح تربیت کی جب وہ ہوشیار اور جوان ہوا تو اس نے ایک روز کہا۔ امی جان! میں آپ سے خدا کے لئے عرض کرتا ہوں کہ مجھے اللہ کی راہ میں ہبہ کر دیں۔ ماں نے پوچھا: ”اے فرزند! طریقہ یہ ہے کہ ملوک ورؤساء کو ایسا ہدیہ دیتے ہیں جو ادب شناس اور صاحب تقویٰ ہو اور تو سیدھا سادہ ہے تجھے معلوم نہیں کہ تجھ سے کیا مطلوب ہے اور ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ صاحبزادہ اپنی والدہ کا جواب سن کر خاموش رہ گیا اور کچھ نہیں کہا۔ ایک روز کی بات ہے لکڑیاں لانے جنگل میں گئے اور ان کے ہمراہ لکڑیاں لاد کر لانے کے لئے ایک جانور بھی تھا۔ جنگلی پہاڑ پر سے اترے اور لکڑیاں اُٹھاتے جمع کرتے ہوئے گٹھر تیار کر لیا۔ اب جانور کو ڈھونڈا تو دیکھا سامنے شیر کھڑا ہے اور اس نے ان کے جانور کو پھاڑ کھایا ہے آپ نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور کہا: اے خدا کے کتے! مالک بے نیاز کی قسم تیری ہی پشت پر لکڑیاں لاد کر لے جاؤں گا۔ کیونکہ تو نے میرے جانور پر زیادتی کی ہے یہ کہہ کر شیر پر لکڑیاں لادی اور کھینچتے ہوئے لے گئے۔ دروازہ پر دستک دی ماں نے پوچھا کون؟ تو جواب دیا آپ کا فرزند ماں نے دروازہ کھول کر شیر کی پشت پر لدی ہوئی لکڑیاں دیکھ کر کہا ”بیٹے یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے سارا ماجرا سنایا: اب وہ سمجھ گئیں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اس کی مدد فرمائی ہے اور اسے اپنے لئے پسند کر لیا ہے پھر فرمایا: اے بیٹے! تو بادشاہوں کی خدمت گزاری کے لائق ہو چکا ہے ”جا میں نے

تجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہبہ کیا تو اس کے پاس میری امانت ہے۔(روض الریاحین، حکایۃ الخامسۃ والسبعون بعد الاربعمائۃ، ص ۳۷۳، المکتبۃ التوقیفیہ)

(12)زیارتِ بیت اللہ شریف کا انوکھا شوق

حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ اُمِّ داب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا شمار بلند پایہ صالحات وعابدات میں ہوتا ہے۔اُن کی عمر نوّے (90) برس ہو چکی تھی۔ ہر سال مدینہ منوّرہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا وتعظیمًا سے مکہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا وتعظیمًا پیدل چل کر حج کرنے آتی تھیں۔اُن کی بینائی چلی گئی۔جب حج کا موسم آیا، عورتیں ان کے پاس ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں، ان کو آپ کی بینائی چلے جانے کا بہت غم ہوا، آپ نے گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے بارگاہِ ربُّ العزّت میں یوں عرض کی: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! میری آنکھوں کا نور چلا گیا تو کیا ہوا؟ تیری بارگاہ میں حاضری کے شوق کے انوار تو ابھی باقی ہیں۔" پھر احرام باندھ کر "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ' کہتے ہوئے اپنی رفقاء کے ساتھ چل پڑیں۔ آپ ان کے ساتھ چلتے ہوئے کبھی آگے نکل جاتیں۔ حضرت سیِّدُنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے حال پر بڑا تعجب ہوا تو ہاتفِ غیبی سے آواز آئی: "اے ذوالنون! کیا تم اس بڑھیا پر تعجب کرتے ہو جسے اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کا شوق تھا پس اللہ عَزَّوَجَلَّ نے لطف وکرم فرماتے ہوئے اسے اپنے گھر کی طرف چلا دیا اور اس کی طاقت عطا فرمائی۔(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس السابع والعشرون، فیما یجلو القلوب من القسوۃ :بذکر اخبار النسوۃ، ص ۱۴۸، مدار احیاء

التراث العربی بیروت)

(13) فقیر خصلت شہزادی

حضرت سیِّدُنا شیخ شاہ کرمانی کی صاحبزادی کے لئے بادشاہ کرمان نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ شیخ نے کہلا بھیجا کہ مجھے تین روز کی مہلت دیں اس دوران وہ مسجد مسجد گھوم کر کسی صالح انسان کو تلاش کرنے لگے۔ ایک لڑکے پر ان کی نگاہ پڑی جس نے اچھی طرح نماز ادا کی اور دعا مانگی۔ شیخ نے اس سے پوچھا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا، پھر پوچھا "کیا نکاح کرنا چاہتے ہو؟ لڑکی قرآن مجید پڑھتی ہے، نماز روزہ کی پابند ہے، خوبصورت، پاکباز اور نیک ہے" اس نے کہا "بھلا میرے ساتھ کون رشتہ کرے گا" شیخ نے فرمایا "میں کرتا ہوں 'لو یہ درہم 'ایک درہم کی روٹی، ایک درہم کا سالن اور ایک درہم کی خوشبو، خرید لاؤ۔ اس طرح شاہ کرمانی نے اپنی دختر کا نکاح اس سے پڑھا دیا۔ لڑکی جب شوہر کے گھر آئی تو اس نے دیکھا پانی کی صراحی پر ایک روٹی رکھی ہوئی ہے اس نے پوچھا "یہ روٹی کیسی ہے؟" شوہر نے جواب دیا یہ کل کی باسی روٹی ہے میں نے افطار کے لئے رکھی ہے۔ یہ سن کو وہ واپس ہونے لگی۔ شوہر نے کہا "مجھے معلوم تھا کہ شیخ شاہ کرمانی کی دختر مجھ غریب انسان کے گھر نہیں رُک سکتی" لڑکی نے کہا میں تیری مفلسی کے باعث نہیں لوٹ رہی ہوں بلکہ اس لئے کہ خدا پر تمہارا یقین بہت کمزور نظر آرہا ہے۔ بلکہ مجھے تو اپنے باپ پر حیرت ہے کہ انہوں نے تجھے پاکیزہ خصلت، عفیف اور صالح کیسے کہا جب کہ اللہ پر تمہارے اعتماد کا یہ حال ہے کہ روٹی بچا کر رکھتے ہو۔ نوجوان نے اس کی بات سنی تو کہا "اس کمزوری سے بہت

معزرت خواہ ہوں" لڑکی نے کہا اپنا عذر تم جانو! البتہ ایسے گھر میں میں تو نہیں رک سکتی جہاں ایک وقت کی خوراک جمع رکھی ہو۔ اب یا میں رہوں گی یا روٹی۔ نوجوان نے فوراً جا کر روٹی خیرات کر دی اور ایسی درویش خصلت شہزادی کا شوہر بننے پر خدا کا شکر ادا کیا۔ (روض الریاحین، الحکایۃ الثانیۃ والتسعون بعد المائۃ، ص ۱۷۷، المکتبۃ التوقیفیہ)

(14) نیک بیٹیوں کی دعا کام آگئی

حضرتِ سیِّدُنا حارِث بن نبہان علیہ رحمۃ اللہ المنان فرماتے ہیں: "میں قبرستان جایا کرتا، قبر والوں کے لئے رحم کی دعا مانگتا اور غور و فکر کرتا، ان کے احوال سے نصیحت حاصل کرتا۔ میں انہیں دیکھتا کہ وہ خاموش ہیں، کلام نہیں کرتے اور نہ ہی ان (مرنے والوں) کے پڑوسی ان کی ملاقات کو آتے ہیں، زمین کا پیٹ ان کا بچھونا ہے اور زمین کی پیٹھ ان کا اوڑھنا ہے اور میں انہیں پکارا کرتا: "اے قبر والو! دُنیا سے تمہارے نام ونشان مٹ چکے ہیں لیکن تمہارے گناہ نہیں مٹے۔ تم نے بوسیدہ گھروں میں ڈیرے لگا لئے ہیں پس تمہارے پاؤں ورم زدہ ہیں۔" پھر میں بہت زیادہ روتا اور اس کے بعد ایک گنبد کی طرف چلا جاتا جس میں ایک قبر تھی اور اس کے سائے میں سو جاتا۔ ایک مرتبہ میں ایک قبر کے پاس سویا ہوا تھا کہ اچانک صاحبِ قبر کو دیکھا کہ اس کی گردن میں زنجیر تھی، آنکھیں نیلی اور چہرہ سیاہ ہو چکا تھا اور کہہ رہا تھا: "ہائے! میری بربادی و ہلاکت! اگر دنیا والے مجھے دیکھ لیں تو کبھی بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہ کریں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھ سے ان لذات اور ان خطاؤں کے متعلق پوچھا گیا جنہوں نے مجھے ان زنجیروں میں جکڑوایا اور مجھے غرق کر دیا ہے، تو ہے کوئی میری

فریاد سننے والا؟ یا میرے گھر والوں کو میری اس حالت کی خبر دینے والا؟ حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "جب میں بیدار ہوا تو بہت خوف زدہ تھا قریب تھا کہ اس ہولناک منظر سے میرا دل نکل جاتا جو میں نے دیکھا تھا، میں گھر گیا، اور ساری رات اسی کے متعلق غور و فکر کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو گھر والوں کو کہا: "میں کل جہاں گیا تھا مجھے دوبارہ وہاں جانے دو، شاید! کوئی قبر کی زیارت کرنے کے لئے آئے تو جو میں نے دیکھا اس کو بتاؤں۔" جب میں وہاں گیا تو کسی کو نہ پایا، میں سو گیا، میں نے پھر دیکھا کہ قبر والے کو چہرے کے بل گھسیٹا جارہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے: "ہائے ہلاکت! دنیا میں میرے اعمال برے اور عمر طویل تھی، مجھ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ سخت ناراض ہے، اگر رب عَزَّوَجَلَّ نے مجھ پر رحم نہ کیا اور مجھے عذاب سے نہ بچایا تو میرے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔" جب میں بیدار ہوا تو اس آنکھوں دیکھے عبرتناک واقعے کی وجہ سے خوف زدہ تھا، بہر حال میں گھر واپس آگیا اور رات بسر کی، جب صبح ہوئی تو میں پھر قبر کے پاس چلا گیا کہ شاید! کوئی قبر کی زیارت کے لئے آیا ہو تو میں اس کو یہ سارا واقعہ سناؤں لیکن میں نے قبر کی زیارت کرنے والے کسی شخص کو نہ پایا۔ مجھے نیند آگئی، تو میں نے اس دفعہ صاحب قبر کو دیکھا کہ اس کے دونوں قدموں کو باندھا جارہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے: "دنیا والے مجھ سے کتنے بے خبر ہو چکے ہیں، مجھ پر عذاب بڑھایا جارہا ہے، اسباب اور حیلے سب منقطع ہو گئے، رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے ناراض ہے، مجھ پر ہر سمت سے (رحمت کے) دروازے بند ہیں، ہلاکت ہے میرے لئے! اگر رب عَزَّوَجَلَّ مجھ پر رحم نہ کرے۔ حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں خوف

کے عالم میں نیند سے بیدار ہوا، میں نے لوٹنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ چاند جیسی تین لڑکیاں آئیں، میں اُن سے دور ہو گیا اور قبر کی آڑ میں چھپ گیا تا کہ میں ان کی گفتگو سن سکوں۔ ان میں سے سب سے چھوٹی لڑکی آگے بڑھی اور قبر کے پاس رک کر کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ آپ پر سلامتی ہو۔" اے ابا جان! آپ نے صبح کیسے کی؟ آپ اپنی آرام گاہ میں کیسے ہیں؟ اور آپ کا اپنے ٹھکانے میں ٹھہرنا کیسا ہے؟ آپ ہمارے پاس اپنی محبت چھوڑ کر چلے گئے اور آپ کی خبر گیری کرنا ہم سے منقطع ہو گئی، آپ پر ہمیں بہت زیادہ غم ہے اور آپ سے ملنے کا بہت شوق ہے۔" پھر وہ بہت زیادہ روئی۔ اس کے بعد دوسری دونوں لڑکیاں آگے بڑھیں، سلام کر کے کہنے لگیں: "یہ ہمارے اس باپ کی قبر ہے جو ہم پر بہت شفیق اور بہت مہربان تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو اپنی رحمت سے خوش رکھے، آپ کو اپنے عذاب کے شر اور سزا سے بچائے۔ اے ابا جان! ہمیں آپ کے بعد ایسی تکالیف اور غم لاحق ہوئے کہ اگر آپ انہیں دیکھ لیتے تو غمگین ہو جاتے اور اگر آپ ان سے آگاہ ہو جاتے تو وہ آپ کو رنجیدہ خاطر کر دیتے۔ مَردوں نے ہمارے چہروں کو بے پردہ کر دیا ہے جنہیں آپ ڈھانپا کرتے تھے۔

حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "ان کی یہ باتیں سن کر مجھے رونا آ گیا پھر میں تیزی سے ان کے پاس گیا اور سلام کرنے کے بعد کہا: "اے لڑکیو! بے شک بعض اوقات اعمال قبول کئے جاتے ہیں اور بعض اوقات رد کر دیئے جاتے ہیں، میں اس قبر میں رہنے والے تمہارے باپ کے اعمال کو دیکھ کر دکھ میں مبتلا ہو گیا ہوں اور برے اعمال کے سبب اس کی عبرت ناک حالت نے مجھے مزید غمزدہ کر دیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ان لڑکیوں نے میری گفتگو سنی تو کہنے لگیں: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے! آپ نے کیا دیکھا؟ میں نے بتایا: "میں تین دن سے بار بار یہاں آرہا ہوں اور لوہے کے گُرز اور زنجیروں کی آواز سنتا ہوں۔" جب انہوں نے یہ سنا تو کہنے لگیں: "اس سے بڑھ کر بھی کوئی دکھ اور مصیبت ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی حاجات کو پورا کرنے اور گھروں کو آباد کرنے میں مشغول ہیں جبکہ ہمارے باپ کو آگ کا عذاب دیا جارہا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمیں چین آئے گا، نہ نیند اور نہ ہی صبر یہاں تک کہ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں گی، شاید! وہ ہمارے باپ کو آگ سے آزاد کر دے۔" پھر وہ اپنی چادروں میں گرتی پڑتی چلی گئیں۔ حضرتِ سیِّدُنا حارِث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں گھر لوٹا اور رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو میں پھر قبر کے پاس چلا گیا اور اسی شخص کی قبر کے پاس بیٹھ کر اس کے حال کے متعلق غور و فکر کرنے لگا کہ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، میں نے قبر والے کو حسین و جمیل صورت میں دیکھا، اس کے پاؤں میں سونے کے جوتے ہیں اور اس کے پاس خُدَّام اور غلام ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو سلام کیا اور کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں؟" اس نے جواب دیا: "میں وہی شخص ہوں جس کے معاملہ کو دیکھ کر آپ غمگین ہو گئے تھے، اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)۔ میں نے پوچھا: "آپ کا یہ حال کیسے ہوا؟" تو اس نے کہا: "جب آپ نے مجھے دیکھا تھا اور کل میری بیٹیوں کو میرے بارے میں بتایا تھا تو وہ اپنے گھروں کو جا کر آنسو بہانے لگیں، بالوں کو بکھیر دیا، اپنے

رخساروں کو زمین پر رکھ دیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرنے لگیں اور میرے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے بخشش کی دعا مانگنے لگیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے گناہوں کی بخشش فرما کر مجھے آگ سے آزاد کر دیا اور مجھے دلوں کے چین، سرور کونین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا پڑوس عطا فرمایا۔ جب آپ میری بیٹیوں سے ملیں تو ان کو میری اس حالت کے متعلق بتا دیں تاکہ وہ غمگین نہ ہوں۔ ان کو بتائیں کہ میں باغات ومحلات، حور وغِلماں، مُشک وکافور اور فرح وسرور میں ہوں اور یہ بھی بتا دیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "پس جب میں بیدار ہوا تو اس منظر سے بہت خوش تھا گھر واپس آیا، رات گزاری، جب صبح ہوئی تو پھر سوئے قبرستان چل پڑا، وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکیاں ننگے پاؤں موجود ہیں اور ان کے اوپر غم کے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے ان کو سلام کیا اور کہا: "تمہیں مبارک ہو! میں نے تمہارے باپ کو بہت بڑی بھلائی اور وسیع مُلک میں دیکھا ہے، اور تمہارے باپ نے مجھے بتایا کہ اللہ عزَّوَجَلَّ نے تمہاری دعا قبول فرمالی اور تمہاری کوششوں کو رد نہیں کیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری خاطر تمہارے باپ کو بخش دیا ہے۔ لہٰذا تم اس کی حقدار ہو کہ اس کا شکریہ ادا کرو۔" یہ سنتے ہی ان میں سب سے چھوٹی لڑکی نے دعا شروع کر دی: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اے دلوں کو خوش کرنے والے! عیبوں کو چھپانے والے! ہمارے غموں کو دور کرنے والے! گناہوں کو بخشنے والے! غیبوں کے جاننے والے! تو میری حاجت کو اسی طرح جانتا ہے جس طرح تنہائی میں میرے گناہوں سے معافی مانگنے کو جانتا ہے، تو میرے ارادے، میری نیت

اور دل کو بہتر جانتا ہے۔ تو ہی میرا مالک و مولیٰ ہے، میری پکڑ فرمانے والی ذات بھی تیری ہی ہے، میری مصیبتوں کا حاجت روا بھی تو ہی ہے، میری تنہائی کا مونس و غمخوار، میری لغزشوں کو مٹانے والا اور میری دعاؤں کو قبول فرمانے والا بھی تو ہی ہے۔ اگر میں اپنی طاعت میں کوئی کوتاہی کروں اور تیرے منع کردہ کاموں کا ارتکاب کر بیٹھوں تو اپنا فضل و کرم کرتے ہوئے مجھے محفوظ رکھ اور میری پردہ پوشی فرما۔ اے سب سے بڑے کریم! اے مانگنے والوں کی آخری اُمید اور روزِ جزاء کے مالک! تو اچھی طرح جانتا ہے جو میں اپنے دل میں چھپائے ہوئے ہوں، اگر تو نے محض اپنے فضل و کرم سے میری حاجت کو قبول فرمایا ہے اور میرے باپ کے حق میں میری شفاعت کو قبول فرمالیا ہے تو میری روح بھی قبض فرمالے کہ تو ہر چاہے پر قادر ہے۔" پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اپنے خالقِ حقیقی سے جاملی۔

پھر دوسری آگے بڑھی، اس نے بھی بلند آواز سے پکارا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اے گردنوں کو آگ کے عذاب سے آزاد کرنے والے! میری مصیبت بھی دور کردے، میرے دل سے تمام شکوک وشبہات مٹادے، اے وہ ذات جس نے مجھے سہارا دیا جب میں لڑکھڑا گئی، اور میری رہنمائی فرمائی جب میں حیرانی کے عالم میں سرگرداں تھی اور مصیبت و تنگدستی کے وقت میری دستگیری فرمائی، اگر تو نے میری دعا کو قبول فرمالیا ہے، اور میری حاجت پوری کردی ہے اور میرے دل کو اپنے ذکر سے آباد کردیا ہے تو مجھے بھی میری بہن سے ملادے۔" اس نے بھی ایک زوردار چیخ ماری اور اپنی جانِ جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

پھر تیسری آگے بڑھی اس نے بھی بلند آواز سے دعا کی: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو ہر ایک کی خاموشی اور گفتگو کو جاننے والا ہے اور تو ہی فضلِ عظیم کا مالک ہے، عزت والا وہی ہے جس کو تو عزت دے، ذلت والا وہی ہے جس کو تو ذلت کا لباس پہنا دے، شرافت اسی کا خاصہ ہے جس کو تو عطا کرے، سعادت مندی و بدبختی اسی کے حصے میں ہے جس کے مقدر میں جو تو لکھ دے، قرب کی لذات وہی حاصل کر سکتا ہے جس کو تو قرب عطا فرمائے، دوری و جدائی کا غم وہی جانتا ہے جس کو تو اپنی رحمت سے دور کر دے، تیرے فضل و کرم سے وہی محروم ہو سکتا ہے جسے تو خود محروم رکھے، جس کو تو نوازدے وہ نفع حاصل کرنے والا اور جس کو نہ نوازے وہ نقصان اٹھانے والا ہو جاتا ہے۔ میں تجھ سے تیرے اس اسم اعظم کے واسطے سے سوال کرتی ہوں کہ جس کو تو نے رات پر رکھا تو وہ تاریک ہو گئی، دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا، پہاڑوں پر رکھا تو وہ گر کر ہموار ہو گئے، ہواؤں پر رکھا تو وہ چلنے لگیں، آسمانوں پر رکھا تو وہ بلند ہو گئے، زمین پر رکھا تو وہ بچھونا بن گئی، اور فرشتوں پر رکھا تو وہ سجدہ ریز ہو گئے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو نے میری حاجت پوری کر دی ہے اور میری دعا قبول فرمالی ہے تو مجھے بھی میری بہنوں سے ملا دے۔" پھر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کی روح بھی قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ حضرتِ سیِّدُنا حارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے احوال سے اور ان کی موت کے اس طرح ایک دوسرے کے قریب قریب ہونے سے تعجب ہوا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سبحان اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں کو دیکھو! جن کو حکم دیا گیا

تو انہوں نے اطاعت کی اور عمل کئے تو ان کے اعمال قبول کئے گئے، انہیں اپنی مراد ملی، انہوں نے وصال طلب کیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کو اپنی محبت کی رسی سے وصال عطا فرمایا، دعا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی دعا قبول فرمائی، وہ اس کی بارگاہ میں قولاً فعلاً مخلص رہے، اس کی اطاعت میں فرائض و نوافل پورے پورے ادا کئے، انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات پسند کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بھی ان سے ملنا پسند کیا اور ان کو قرب و وصل عطا فرما کر ان پر بڑا احسان فرمایا پس وہ اس کے پیارے دین پر انتقال کر گئے کیونکہ وہ اسی کے اہل تھے۔(الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الثالث، فی ذکر الموت وزیارۃ القبور والترحم علی اھلھا، ص۲۸ تا ۳۰، مطبوعہ المکتبۃ التوفیقیہ)

(15) آمنہ رملیہ بنت موسیٰ کاظم

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مایہ ناز تالیف بنام جنتی زیور، ص ۵۴۲ پر ہے کہ حضرت آمنہ رملیہ بنت موسی کاظم رضی اللہ عنہا بہت بلند مرتبہ اور باکرامت ولیہ ہیں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جو بہت بڑے محدث اور صاحب کرامت ولی ہیں ان کی ملاقات کے لئے جایا کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیمار ہوگئے تو حضرت آمنہ رملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی بیمار پرسی کے لئے گئیں اتفاق سے اسی وقت حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی عیادت کے لئے آگئے جب ان کو پتا چلا کہ بی بی آمنہ رملیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئی ہوئی ہیں تو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے کہا کہ ان بی بی صاحبہ سے ہمارے حق میں دعا کرایئے چنانچہ حضرت بی بی آمنہ رملیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ عزوجل! بشر حافی اور احمد بن حنبل کو جہنم کے عذاب سے امان دے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اسی رات کو ایک پرچہ آسمان سے ہمارے گھر آ گرا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا ہوا تھا کہ ہم نے بشر حافی اور احمد بن حنبل کو دوزخ کے عذاب سے امان دے دی اور ہمارے یہاں ان دونوں کے لئے اور بھی نعمتیں ہیں۔(جنتی زیور، حضرت آمنہ رملیہ، ص ۵۴۲، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

ہم حرام قبول نہیں کرتے

حضرت علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی ''جامع کراماتِ اولیاء'' ج۱، ص ۳۱۲ پر نقل فرماتے ہیں، حضرت سیدتنا آمنہ بنت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر شریف کے پاس رات کے وقت تلاوتِ قرآن کی آواز آیا کرتی تھی۔ ایک شخص ایک دفعہ دربار کے خادم کے پاس بیس رطل (10 سیر 1 رطل آدھے سیر کا ہوتا ہے) زیتون کا تیل لایا اور خادم سے عہد لیا کہ یہ سارا تیل ایک ہی رات میں جلانا ہے، خادم نے قندیلوں میں تیل ڈالا اور جلانا چاہا مگر آگ نہ جلی، خادم بہت حیران ہوا، سویا تو حضرت سیدتنا آمنہ بنت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواب میں تشریف لائیں اور ارشاد فرمایا، اے فقیہ خادم! اُسے تیل واپس کر دو، کیونکہ ہم صرف پاک اور حلال مال قبول کرتے ہیں، اُس سے پوچھیں یہ تیل کہاں سے لایا ہے؟ صبح ہوئی تو خادم تیل لانے والے کے پاس پہنچا اور اُسے کہا اپنا تیل واپس لے لو، وہ کہنے لگا کیوں؟ خادم نے جواب دیا اِسے آگ نہیں پکڑتی اور حضرت سیدتنا آمنہ

بنت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے خواب میں حکم فرمایا ہے کہ ہم صرف پاک مال ہی قبول کرتے ہیں تیل لانے والے نے خادم سے کہا حضرت سیدتنا آمنہ بنت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ٹھیک فرماتی ہیں، میں کاہِن (جنوں سے معلوم کر کے خبریں دینے والا) ہوں، پھر وہ تیل لے کر چلتا بنا۔ (جامع کرامات اولیاء، حرف الالف، آمنۃ بنت موسیٰ الکاظم، ۱/ ۳۱۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، مفہوما)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ سید زادی کیسی اللہ کی ولیہ تھیں، کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ پاک سے تلاوتِ قرآن کی آواز آتی تھی، سبحان اللہ! سید زادی کیسی اللہ کی ولیہ تھیں کہ جب کاہِن نے تقریباً 10 سِیر زیتون کا تیل مزارِ پُر انوار کی قندیلوں کے لیے پیش کرنا چاہا تو عالم الغیب والشھادۃ جل جلالہٗ کی عطا سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم غیب حاصل تھا، لہٰذا آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ تیل حرام کی کمائی کا ہے اس لیے آپ نے گوارا نہ فرمایا کہ مالِ غیر حلال سے اِن کے مزارِ پاک کی قنادیل روشن کی جائیں۔ کاش! اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے میں ہمیں بھی رزقِ حلال کی توفیق رَبِّ ذوالجلال جل جلالہٗ بطفیل شاہِ خوشخصال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم عطا فرمادے۔

مجھے مال و دولت کی آفت نے گھیرا
بچا یاالٰہی بچا یاالٰہی

(16) ستار بجانے والی ولیہ بن گئی

حضرت سیِّدُنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ الولی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کو دیکھا

جو ستّار بجاتی تھی۔ ایک دن وہ کسی قاری قرآن کے پاس سے گزری جو اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کر رہا تھا: وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ (پ10، التوبۃ:49)o ترجمہ کنز الایمان: اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

آیتِ مبارکہ سنتے ہی اس نے ستار پھینک دیا، ایک زور دار چیخ ماری اور بیہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ جب افاقہ ہوا تو اس نے ستار کو توڑ دیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئی، یہاں تک کہ عبادت کی وجہ سے معروف و مشہور ہو گئی۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا، اور اسے کہا: "اپنے نفس کے لئے نرمی اختیار کرو۔" تو وہ رونے لگ گئی اور کہنے لگی: "کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ جہنمی اپنی قبروں سے کیسے نکلیں گے؟ پل صراط کیسے عبور کریں گے؟ قیامت کی ہولناکیوں سے کیسے نجات پائیں گے؟ کھولتے ہوئے گرم پانی کو کیسے گھونٹ گھونٹ کر کے پئیں گے؟ اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ڈانٹ کو کیسے سن سکیں گے؟" پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب افاقہ ہوا تو التجا کرنے لگی: "یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے جوانی میں تیری نافرمانی کی اور اب کمزوری کی حالت میں تیری اطاعت کر رہی ہوں، کیا تو میری عبادت قبول فرمالے گا؟" پھر اس نے ایک آہِ سرد دِلِ پُر دَرد سے کھینچی اور کہا: "آہ! کل قیامت کتنے ہی لوگوں کے عیب کھول دے گی۔" پھر اس نے ایک چیخ ماری اور آہ و بکا کرنے لگی۔ مجلس کے سبھی لوگ اس کی شدّتِ گریہ وزاری سے بے ہوش ہو گئے۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس السابع والعشرون، فیما یجلو القلوب من القسوۃ: بذکر اخبار القسوۃ، ص۱۴۸ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(17) خشک سالی دور ہو گئی

اخبارالاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی بی بی سارہ والدہ شیخ نظام الدین ابو المومید کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ایک مرتبہ خشک سالی ہوئی، لوگوں نے بہت دعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی، پھر حضرت شیخ نظامُ الدین علیہ رحمۃ اللہ المبین نے اپنی والدہ ماجدہ کے پاکیزہ دامن کا ایک دھاگہ اپنے ہاتھ میں لے کر بارگاہ ربِّ العزت میں عرض کی: ''یااللہ عزوجل! یہ اُس خاتون کے دامن کا دھاگہ ہے، جس پر کبھی بھی کسی نامحرم کی نظر نہ پڑی، اِس کے طفیل بارانِ رحمت (یعنی رحمت کی بارش) عطا فرما۔'' ابھی حضرت شیخ نظامُ الدین علیہ رحمۃ اللہ المبین نے یہ جملہ کہا ہی تھا کہ رِمْ جِھِمْ رِمْ جِھِمْ بارش برسنے لگی۔ (اخبارالاخیار مع مکتوبات، ذکر بعضے از نسائے صالحات، بی بی سارہ، ص ۲۹۴، النوریۃ الرضویہ پبلشنگ کمپنی مرکز الاولیاء لاہور)

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

(18) ایک عارِفہ کا عارفانہ کلام

حضرت سیِّدُنا جعفر خادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی کو فرماتے سنا کہ میں نے ایک سال تنہا حج کیا اور مکہ مکرمہ زَادَھَا اللّٰہُ تعالٰی شرفًا و تکریمًا میں ہی ٹھہر گیا۔ جب رات تاریک ہوگئی تو طواف کے لئے مطاف (یعنی طواف کی جگہ) میں داخل ہوا۔ ایک لڑکی بیت اللہ شریف کا طواف کر رہی تھی اور کچھ اشعار پڑھ رہی تھی، جن کا مفہوم یہ ہے: ''محبت الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے پوشیدہ رہنے سے انکار کر دیا۔ میں نے اُسے بہت چھپایا مگر اُس نے میرے پاس ڈیرے ڈال لئے۔ جب میرا عشق شدت اختیار کرتا ہے تو محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے میرا

دل دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اگر میں اپنے محبوب سے قرب حاصل کرنے کا ارادہ کروں اور وہ مجھے وصال کی دولت سے سرشار کردے تو میرا دل مطمئن ہو جائے اور مجھ پر مدہوشی طاری ہو جائے یہاں تک کہ میں اُس کے دیدار کی لذّت اٹھاؤں اور خوشی سے جھوم جاؤں۔

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے سعادت مند لڑکی! کیا تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ نہیں کہ اِس عظیم مقام پر ایسا کلام کر رہی ہو، تو وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی: ”اے جنید! اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اُس سے محبت کرنے والے کے درمیان حائل نہ ہو۔“ پھر اُس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے: اگر محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کا معاملہ نہ ہوتا تو آپ مجھے میٹھی نیند چھوڑنے والا نہ دیکھتے۔ محبتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بے وطن کر دیا ہے جیسے آپ میرے وطن کے متعلق خیال کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے ملاقات کا پختہ ارادہ کر لیا ہے پس اس کی محبت نے مجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔

پھر کہنے لگی: اے جنید! آپ کعبہ مشرَّفہ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا کا طواف کر رہے ہیں کیا آپ نے کعبے کے رب عَزَّوَجَلَّ کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ”آپ کو اس دعوے کی دلیل قائم کرنی ہو گی تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھا لیا اور کہنے لگی: تو پاک ہے، تو پاک ہے، تیری شان کتنی بلند ہے! تیری بادشاہی کتنی عزت والی ہے! یہ لوگ پتھروں جیسے ہیں جو اہلِ معرفت کا انکار کرتے ہوئے طواف کر رہے ہیں۔“ پھر اس نے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے: لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کرنے کے

لئے بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں جبکہ ان کے دل چٹانوں سے زیادہ سخت ہیں۔ اگر وہ تنہائی میں مخلص ہوتے تو ان کی صفات عمدہ ہو جاتیں اور ان کی ذات میں بیان کرنے کے لئے صفاتِ حق قائم ہو جاتیں۔" حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں کہ اس کا عارفانہ کلام سن کر مجھ پر غشی طاری ہو گئی، جب افاقہ ہوا تو میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس السابع والعشرون، فیما یجلو القلوب من القسوۃ :بذکر اخبار، النسوۃ، ص ۱۵۱ مدار احیاء التراث العربی بیروت)

(19) سیدہ جوہرہ رحمۃ اللہ علیہا

ایک بادشاہ کے پاس جوہرہ نامی ایک کنیز تھی جسے اس نے آزاد کر دیا۔ جوہرہ آزادی پاکر چلی تو اس زمانے کے مشہور بزرگ ابو عبد اللہ ترابی کے پاس سے اس کا گزر ہوا انہیں دیکھا کہ اپنی جھونپڑی میں مصروف عبادت رہتے ہیں۔ جوہرہ نے ان سے نکاح کر لیا، ان کے ہمراہ مصروف عبادت ہو گئی، ایک شب اسے خواب نظر آیا کہ بہت سے خیمے قطار در قطار نصب ہیں پوچھا: "یہ خیمے کس کے ہیں؟" اسے بتایا گیا کہ یہ تہجد کی نماز پڑھنے والوں کے واسطے ہیں اس کے بعد اس نے رات میں سونا چھوڑ دیا خود اپنے شوہر کو بیدار کرتی اور کہتی "اے ابو عبد اللہ! قافلہ آگے نکل گیا۔ اور اشعار پڑھتی جس کا مفہوم یہ ہے

ہنوز منزل مقصود دور ہے میری!	ابھی میں باغ کی دیوار تک نہیں پہنچا
ہیں قالمین کے خیمے ادھر ادھر اک میں	نہ چھوڑی نیند تو دربار تک پہنچا نہیں

(روض الریاحین، حکایۃ الحادیۃ والتسعون بعد المائۃ، ص۱۷۷، مطبوعہ المکتبۃ التوقیفیۃ)

(20)چار مقبول لڑکیاں

حضرت سیِّدُنا محمد بن مروان علیہ رحمۃ اللہ المنان، جو فقر و تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرنے والوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کعبہ مشرَّفہ زَادَھا اللہُ تعالٰی شرفًا و تکریمًا میں رُکنِ یمانی کے قریب طواف میں مشغول تھا کہ اچانک چار لڑکیوں کو آتے دیکھا، ان پر مقبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ ان میں سب سے بڑی نے غلافِ کعبہ سے لپٹ کر عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی:

اِلَیْكَ حَجِّیْ لَا لِلْبَیْتِ وَالْحَجَرْ وَلَا طَوَافَ بِاَرْكَانٍ وَّلَا جُدُرْ

ترجمہ: میرا حج تو صرف تیرے لئے ہے، نہ بیت اللہ شریف کا، نہ حجرِ اَسود کا، نہ ارکان کا طواف اور نہ ہی دیواروں کا۔

پھر اس نے اپنے سر کو بلند کر کے عرض کی: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری محبت نے مجھے مضطرب کر دیا ہے اور میں عشق و محبت میں گرفتار ہو گئی ہوں، اب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میری لغزشوں نے مجھے تیری بارگاہ سے لوٹا دیا تو مجھے میری محبت تیرے دروازے پر کھینچ لائے گی۔ اگر میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دور کر دیا تو تیرے عفو و کرم کی امید مجھے تیرے قریب کر دے گی۔ اگر میری خطاؤں نے مجھے قید کرا دیا تو تیری طرف رجوع میں میرا اخلاص مجھے آزاد کرا دے گا۔ یااللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے تیرا وصال کب حاصل ہو گا، تیری بارگاہِ جمال

تک کب پہنچوں گی ؟اے وحشت زدوں کے دوست! اے محبین کے محبوب ! اے خائفین کو پناہ دینے والے! اے گنہگاروں پر رحم کرنے والے اور اے تائبین کی توبہ قبول فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور میری مغفرت فرما۔" پھر اس نے لمبا سانس لیا اور چند اشعار پڑھے :

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِمَّا كَانَ مِنْ زُلَلِیْ وَ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَتَفْرِیْطِیْ وَاِصْرَارِیْ
یَا رَبِّ هَبْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَا كَرِیْمُ فَقَدْ اَمْسَكْتُ حَبْلَ الرَّجَاءِ یَا خَیْرَ غَفَّارِ

ترجمہ: میں اپنے گناہوں ،لغزشوں ،خطاؤں اور گناہ پر اصرار سے مغفرت چاہتی ہوں، اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! اے کریم! میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے، اے بخشنے والے مہربان! میں نے امید کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔ پھر وہ غمگین و پریشان بیٹھ گئی۔

اور دوسری مضطرب و بے قرار ہو کر گریہ وزاری کرتے ہوئے پکارنے لگی: "اے تمام امیدوں کی انتہاء! اے نیکوں کو نیک اعمال پر ابھارنے والے! اے عارفین کے دلوں میں محبت کی قندیل روشن کرنے والے! اے وحشت زدوں کے انیس! اے دلوں کے طبیب! اے گناہوں کو بخشنے والے! میرا جسم تیری محبت سے پگھل رہا ہے، مجھے تیری بارگاہ میں پیش ہونے سے شرم آتی ہے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور مجھ سے درگزر فرما۔ پھر وہ اِدھر اُدھر گھومنے لگی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی :

اَتَیْتُكَ اَشْتَكِیْ سُقْمِیْ وَدَآئِیْ وَعِنْدَكَ یَا مُنٰی قَلْبِیْ دَوَآئِیْ
فَلَآ اَحَدٌ سِوَاكَ اِلَیْهِ اَشْكُوْ فَیَرْحَمَ عَبْرَتِیْ وَیَرٰی بُكَآئِیْ

فَیَا مَوْلَی الْوَرٰی جُدْلِیْ بِعَفْوٍ وَّمَنٍّ بِنَظْرَۃٍ فِیْھَا شِفَآئِیْ

ترجمہ : میں تیری بارگاہ میں اپنی کمزوری و بیماری کی درخواست لے کر حاضر ہوئی ہوں، اے میرے دل کی آرزو! میرے مرض کی دوا تیرے پاس ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں جسے میں اپنی بیماری بتاسکوں اور وہ میری گریہ وزاری کو دیکھے اور میرے آنسوؤں پر رحم کرے۔ اے ساری مخلوق کے مالک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اپنی بخشش وکرم فرما کر مجھ پر احسان فرما، اور ایسی نظر رحمت فرما دے جس میں میری شفا ہو۔

پھر وہ بیٹھ گئی اور تیسری کھڑی ہوئی، وہ بھی کافی دیر تک روتی رہی۔ پھر عرض کرنے لگی: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دُھتکار دیا ہے اور ہمیشہ کی غفلت نے تیری بارگاہ سے دور کر دیا ہے، میں تیرے دروازے پر ذلت و محتاجی کے ساتھ گناہوں اور خطاؤں کی معافی کی آس لگائے کھڑی ہوں، میں تیرے عذاب سے فرار ہو کر تیری پناہ میں آگئی ہوں، پھر اس نے بھی چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں :

بِبَابِكَ رَبِّیْ قَدْ اَنَخْتُ رَكَآئِبِیْ وَمَا لِیْ مَنْ اَرْجُوْہ، یَا خَیْرَ وَاھِبِ

سِوَاكَ فَجُدْلِیْ بِالَّذِیْ اَنْتَ اَھْلُه لَا تُعْطِیْ مِنَ الْاَفْضَالِ اَسْنَی الْمَوَاھِبِ

اِذَا لَمْ اَمُتْ شَوْقًا اِلَیْكَ وَحَسْرَۃً عَلَیْكَ فَلَا بَلَغْتُ مِنْكَ مَآرِبِیْ

ترجمہ : اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تیرے دروازے پر میں نے ڈیرہ لگا لیا ہے، اے بہتر عطا کرنے والے! تیرے علاوہ میرا کون ہے جس سے میں اُمید رکھوں، مجھ پر اپنی شان کے مطابق جود وکرم فرما اور مجھے اپنا بہترین فضل عطا فرما، اگر میں تیرے شوقِ دیدار اور حسرتِ دیدار میں نہ مری

تو اپنے مقصود کو نہ پہنچی۔ اس کے بعد وہ اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہاتے ہوئے بیٹھ گئی۔ چوتھی لڑکی روتے ہوئے کھڑی ہوئی، وہ حسرت کے عالم میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہی تھی۔ چنانچہ، اس نے عرض کی: "یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! تو نے عبادت و ریاضت کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ تیرے دروازے پر کھڑے ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔ یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر معاف کرنا تیری صفت نہ ہوتی تو عبادت و کوشش کرنے والے جب گناہوں میں مبتلا ہوتے تو تیری بارگاہ میں نہ آتے۔ یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو معاف نہ کر سکتا تو میں تجھ سے مغفرت کی امید نہ رکھتی۔ بے شک تیری ہی یہ شان ہے کہ تو مجھ پر اپنی وسیع رحمت کے ساتھ کرم فرما سکتا ہے۔ اے وہ ذات جس سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شئے بھی مخفی نہیں! اے وہ ذات جس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں! تو میرے گناہوں کی پردہ پوشی فرما، تو ہی میرا مطلوب و مقصود ہے۔

پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے:

تَعَطَّفْتَ بِفَضْلٍ مِّنْكَ يَا مَالِكَ الْوَرٰى فَاَنْتَ مَلَاذِیْ سَيِدِیْ وَ مُعِيْنِیْ

لَئِنْ اَبْعَدَتْنِیْ عَنْ جَنَابِكَ زَلَّتِیْ فَاِنَّ رَجَآئِیْ فِيْكَ حُسْنُ يَقِيْنِیْ

وَ ظَنِّیْ جَمِيْلٌ اِنَّنِیْ مِنْكَ اَرْتَجِیْ عَوَاطِفَكَ الْحُسْنٰى فَخُذْ بِيَمِيْنِیْ

ترجمہ: اے مخلوق کے مالک عَزَّوَجَلَّ! اپنے فضل سے مجھ پر عنایت کی ہوا چلادے۔ تو میری پناہ گاہ، میرا مالک اور میری مدد فرمانے والا ہے۔ اگر میری لغزشوں نے مجھے تیری بارگاہ سے دور کر دیا ہے تو کوئی غم نہیں کیونکہ تیرے متعلق مجھے حسنِ ظن ہے۔ میرا حسن ظن یہ ہے کہ میں تجھ سے

تیرے انعام واکرام کی اُمید رکھوں لہٰذا میری دستگیری فرما۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن مروان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کی گفتگو اور دعا سن کر بہت سکون ملا اور ان کے نصیحت بھرے بیانات سے میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔(الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق، المجلس السابع و العشرون ،فیما یجلو القلوب من القسوۃ :بذکر اخبار النسوۃ، ص ۱۴۹ دار احیاء التراث العربی بیروت)

(21) غوثِ اعظم کی پھوپھی صاحبہ

آیئے اب ولیوں کے شہنشاہ، بغداد کے دولہا، مشکل کشاء و حاجت روا رضی اللہ تعالی عنہ کی پھوپھی جان رحمۃ اللہ تعالی علیہا کی حکایت ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

حضرت سیدہ عائشہ حضرت غوث محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی پھوپھی ہیں بڑی عابدہ زاہدہ اور صاحب کرامات ولیہ تھیں ایک مرتبہ گیلان میں بالکل بارش نہیں ہوئی اور لوگ قحط سے پریشان حال ہو کر ان کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے صحن میں جھاڑو دے کر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ کہا: رَبِّ اَنَا کَنَسْتُ فَرَشْ اَنْتَ یعنی اے پروردگار! میں نے جھاڑو دے دیا تو چھڑکاؤ کر دے۔ اس دعا کے بعد فوراً ہی موسلا دھار بارش ہونے لگی اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ نہال اور خوش حال ہو گئے ۔(جنتی زیور، حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، ص ۵۴۰، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ اکبر! خدا کے نیک بندوں اور نیک بندیوں کی ولایت اور کرامت کا کیا کہنا؟ جو لوگ اولیاء سے عقیدت و محبت نہیں رکھتے وہ بہت بڑے محروم

ہیں اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ ان بزرگوں سے عقیدت و محبت رکھے اور فاتحہ پڑھ کر ان کی نیاز دلا کر ان کی روحوں کو ثواب پہنچاتا رہے اور ان کو وسیلہ بنا کر خدا سے دعائیں مانگتا رہے اولیاء خدا کے محبوب اور پیارے بندے ہیں اس لئے جو مسلمان اولیاء سے الفت و عقیدت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس مسلمان سے خوش ہو کر اس کو اپنا پیارا بندہ بنالیتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں اور دولتوں سے اس بندے کو مالا مال اور خوش حال بنا دیتا ہے۔

اللہ اللہ کرنے سے اللہ نہیں ملتا اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

(22)خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ والی ولیہ

منقول ہے کہ ایک عورت کعبۃ اللہ شریف زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا وتکریمًا کے پاس رہتی تھی، جس کا نام حکیمہ تھا۔ جب کعبہ مشرَّفہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا وتکریمًا کے دروازے کو کھلتا ہوا دیکھتی تو زور دار چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتی۔ ایک دن اس کی عدم موجودگی میں دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: "اے حکیمہ! آج (تیری عدم موجودگی میں) بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا گیا، اگر تو طواف کرنے والوں کو حالتِ احرام میں تلبیہ (لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ) کہتے ہوئے دیکھ لیتی تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا دل شوق سے زخمی تھا اور وہ اپنے رب کی طرف سے رحمت و مغفرت کا انتظار کرتے ہوئے عاجزی و انکساری سے گریہ کناں تھے۔" یہ سنتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری جس سے دِل گھبرا جائیں، اور پھر کچھ دیر تڑپتی رہی یہاں تک کہ اس افسوس میں اس نے اپنی جان قربان کر دی کہ وہ اپنا مطلوب نہ پا

سکی اور نیک بندوں کے گروہ میں کعبہ مشرَّفہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفًا وتکریمًا کی زیارت نہ کر سکی اور دُنیا میں کوئی چیز اس کے لئے اس نعمت کا عوض یا بدلہ نہ بنائی گئی لہٰذا اس نے اپنی جان قربان کر دی۔(الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق، المجلس السابع والعشرون، فیما یجلو القلوب من القسوۃ: بذکر اخبار القسوۃ، ص ۱۵۰، دار احیاء التراث العربی بیروت)

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دُزدِ رجیم
اُلٹے ہی پائوں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

(23)سیدہ فاطمہ سام

یہ اپنے زمانے کی صالحہ، عابدہ اور صبر و شکر کرنے والی بی بی تھیں بی بی فاطمہ کا تذکرہ شیخ نظام الدین اولیاء اور آپ کے خلفاء کے ملفوظات میں بکثرت موجود ہے۔ شیخ نظام الدین اکثر بی بی فاطمہ کے مقبرہ میں مشغول عبادت رہتے تھے۔ ایک بار بی بی فاطمہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: وہ نہایت بوڑھی اور صالحہ بی بی تھیں، میں نے خود ان کو دیکھا ہے، بڑی پیاری بی بی تھیں، شیخ فرید الدین گنج شکر اور نجیب الدین متوکل اور بی بی فاطمہ، منہ بولے بہن بھائی تھے۔

لاکھوں روزوں اور نمازوں سے بہتر عمل

شیخ نظام الدین فرماتے تھے میں نے بی بی (فاطمہ) سام کی زبانی خود سنا ہے کہا کرتی تھیں جو کوئی اللہ کے راستے میں تھوڑی سی روٹی اور پانی کا گلاس کسی کو دیتا ہے تو اللہ اس پر دین و دنیا کی ایسی نعمتیں نچھاور کرتا ہے جو لاکھوں روضے نماز سے بھی نہیں مل سکتی۔

اے فاطمہ سام میرے پاس آؤ

شیخ نصیر الدین محمود کی مجلس میں ایک مرتبہ بی بی فاطمہ سام کی تعریف پر بات چل پڑی جس پر شیخ نصیر الدین نے کہا کہ بی بی فاطمہ سام اپنی وفات کے بعد ایک شخص کے خواب میں آئیں اور کہا کہ مجھے ایک دن میں دیار خداوندی میں تیزی کے ساتھ جا رہی تھی کہ مجھ سے آسمانی فرشتے نے آواز دے کر کہا، کون ہو، ٹھر جاؤ، کتنی بیبا کی سے جارہی ہو، اور میں نے بھی قسم کھائی کہ جب تک اللہ تعالی خود نہ بلائے گا میں بھی یہیں بیٹھی رہوں گی، کچھ دیر بعد ام المومنین بی بی خدیجہ اور بی بی فاطمۃ الزہراء دونوں تشریف لائیں، میں ان کے قدموں پر گر گئی، ان دونوں نے فرمایا، اے فاطمہ سام: آج کیا بات ہے کہ اللہ نے ہم کو تمہارے بلانے کے لئے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی لونڈی ہوں اور اس سے زیادہ میری عزت اور کیا ہو گی کہ آپ مجھے بلانے تشریف لائی ہیں بات صرف اتنی ہے کہ میں نے قسم کھائی تھی اس کے بعد فرمان الٰہی ہوا، کہ فاطمہ سام سچ کہتی ہے، تم دونوں بیچ میں سے ہٹو، اے فاطمہ سام میرے پاس آؤ۔ کہو کیا چاہتی ہو؟ میں خود آیا ہوں، جس پر میں فاطمہ سام نے عرض کیا، اے اللہ: تیرے دربار میں ایسے بے ادب بھی ہیں جو تیرے پاس آنے والوں کو پہچانتے تک نہیں۔ یہ قصہ بیان کر کے خواب دیکھنے والے نے بلند آواز سے آہ کی اور اپنی قبر میں بیٹھ گیا۔(اخبارالاخیار مع مکتوبات، فصل ذکر بعضے از نسائے صالحات، بی بی فاطمہ سام، ص۲۹۵، النوریۃ الرضویہ پبلشنگ کمپنی مرکز الاولیاء لاہور)

(24) شیر سے پردہ کرنے والی ولیّہ

مبلغ اسلام الشیخ شعیب حَرِیْفِیْش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''اَلرَّوْضُ الْفَائِق فِی الْمَوَاعظِ والرَّقَائِقِ ترجمہ بنام حکایتیں اور نصیحتیں'' میں فرماتے ہیں : حضرت سیِّدُنا اصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''ایک دفعہ میں شام کے راستے حجِ بیتُ اللہ شریف زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّتَعَظِیْمًا کے ارادے سے نکلا۔ دورانِ سفر ایک بہت بڑا خوفناک شیر نمودار ہوا اور راستے میں حائل ہوگیا۔ میں نے برابر والے شخص سے پوچھا:''کیا قافلے میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو تلوار لے اور اس شیر کو یہاں سے ہٹا دے ؟'' تواس نے جواب دیا:''میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا،البتہ ! ایک عورت ہے جو اسے بغیر تلوار کے بھی ہٹا سکتی ہے۔''میں نے اس کے متعلق پوچھا اور ہم دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے اور قریب ہی ایک سواری کے کجاوہ کے پاس پہنچے تو اس نے پکارا:''اے بیٹی !نیچے اُترو اور ہم سے اس شیر کو دور کر دو۔'' اندر سے آواز آئی:''اے میرے والدِ محترم! کیا آپ کا دل برداشت کرتا ہے کہ مجھے شیر دیکھے، وہ مذکر ہے اور میں مؤنث۔ لیکن اے ابّا جان! شیر کو جاکر کہہ دیجئے کہ میری بیٹی فاطمہ تجھے سلام کہتی ہے اور اس ذات کی قسم دیتی ہے جسے نہ نیند آتی ہے، نہ اُونگھ۔ تُو ہمارے راستے سے ہٹ جا۔'' حضرت سیِّدُنا امام اصمعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ابھی اس کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا کہ شیر سامنے سے جارہا تھا

۔(الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق، المجلس الحادی والاربعون فی مناقب الصالحین رضی اللہ عنھم اجمعین ،ص ۲۲۳،دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

(25)حضرت فاطمہ نیشاپوریہ

یہ بڑی اللہ والی ہوئی ہیں مصر کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ اس اللہ والی نیک بی بی سے مجھے بہت زیادہ فیض ملا ہے حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بیان ہے کہ فاطمہ کے برابر بزرگی میں کوئی عورت میری نظر سے نہیں گزری وہ یہ فرمایا کرتی تھیں کہ جو خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے وہ تمام گناہوں میں پڑ جاتا ہے جو منہ میں آتا ہے بک ڈالتا ہے اور جو دل چاہتا ہے کر بیٹھتا ہے اور جو خدا کی یاد میں مصروف رہتا ہے وہ فضول کاموں اور گناہ کی باتوں کے کرنے اور بولنے سے محفوظ رہتا ہے مکہ مکرمہ میں عمرہ کے راستہ میں ۲۲۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ (جنتی زیور، حضرت فاطمہ نیشاپوریہ رضی اللہ عنہا، ص ۵۴۲، المدینۃ العلمیہ باب المدینہ کراچی)

(26) مستجاب الدعوات ولیہ

حضرتِ سیدتنا عائشہ بنت ابی عثمان نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالی علیہا عابدہ، متقیہ تھیں اور حال اور وقت کے اعتبار سے بہترین تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہا کی کرامت یہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہا کی ہر دعا قبول ہوتی تھی، یعنی آپ مستجاب الدعوات ولیہ تھیں آپ یہ کہا کرتی تھیں، کسی انسان کے آنے کی خوشی اور جانے کا غم نہ کرو، بلکہ اللہ تعالی کی رِضا پانے کی کوشش کرو اور اُس کی ناراضی سے ڈرو۔ (جامع کرامات اولیاء، حرف العین، عائشۃ بنت ابی عثمان النیسابوری، ۲/۱۱۳، دار الکتب العلمیہ بیروت ، مفہوما)

(27) عشقِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں دیوانی

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "ایک رات مجھ پر رقّت

طاری ہوئی تو میں غمگین ہو گیا، آنکھ بھی نہیں لگ رہی تھی، میں نے اپنے دل میں سوچا کیوں نہ میں قبرستان جاؤں، ممکن ہے زیارتِ قبور، یومِ آخرت اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور و فکر سے میرا غم زائل ہو جائے۔ چنانچہ، میں قبرستان چلا گیا، لیکن وہاں بھی میں نے اپنے دل کو کشادہ نہیں پایا تو پھر میں نے سوچا کہ بازار چلتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے مل جل کر میں اپنی بے قراری دور کر سکوں۔ چنانچہ، میں نے ایسا ہی کیا، پھر بھی میرے دل کی تنگی دور نہ ہوئی۔ پھر مجھے پاگل خانے کا خیال آیا کہ مجنون اور پاگل لوگوں اور ان کے افعال کو دیکھ کر شاید میرے دل کی گھٹن ختم ہو جائے۔ وہاں داخل ہوتے ہی میں نے اپنے دل سے غم کو دور ہوتا ہوا محسوس کیا۔ میں بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض گزار ہوا: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! یہاں آنے کے لئے تو نے مجھے چلایا اور بیدار کیا۔" تو مجھے ایک آواز آئی: "یہاں ہم تمہیں اپنی حکمت کے تحت لائے ہیں۔" حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں پاگلوں کی طرف بڑھا تو ایک زرد رُو باندی پر میری نظر پڑی، اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر میں مشغول تھی پھر میں نے سنا کہ وہ اس مفہوم کے چند اشعار پڑھ رہی تھی: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتی ہوں کہ بغیر کسی جرم کے میرے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہیں حالانکہ نہ تو میں نے خیانت کی اور نہ ہی چوری۔ میرے سینے میں بھی ایک دل ہے جسے میں جلتا ہوا محسوس کرتی ہوں۔ اے میرے دل کی آرزو! تو یقیناً حق پر ہے۔ اگر میں نے تجھے پورا نہ کیا تو محض اپنی گفتگو سے تجھے دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے۔

حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"میں نے پاگلوں کے قریب کھڑے ہوئے لوگوں سے پوچھا:" اسے کیا ہوا؟" تو انہوں نے جواب دیا:"اس کی عقل زائل ہو چکی ہے، اس لئے اس کے آقا نے اسے قید کر دیا ہے۔"جب باندی نے ان کی یہ بات سنی تو گہری سانس لیتے ہوئے کچھ اشعار پڑھنے لگی، جن کا مفہوم یہ ہے : اے لوگو! میں نے کوئی جرم نہیں کیا، بلکہ میں تو دیوانی ہوں اور میرا دل ہی میرا محبوب دوست ہے اور تم نے میرے ہاتھ باندھ رکھے ہیں، حالانکہ میں نے سوائے محبت کے کوئی جرم نہیں کیا، میں تو اپنے محبوب کی محبت میں فنا ہوں اور اس کے در سے ہٹنے والی نہیں، تم جو کچھ میرے لئے بہتر سمجھتے ہو وہ میرے لئے برا ہے اور جو میرے لئے برا سمجھتے ہو وہ میرے لئے بہتر ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"اس کا یہ کلام سن کر میں رونے لگا، میرا دل بے قرار ہو گیا، جب اس نے میرے چہرے پر آنسو بہتے ہوئے دیکھے تو کہنے لگی:"اے سری! اوصافِ الٰہیہ عَزَّوَجَلَّ سن کر آپ کا یہ حال ہو گیا تو اگر آپ کو اس کا کماحقُّہٗ عرفان حاصل ہو جائے تو پھر آپ کا کیا حال ہو گا؟" میں نے کہا:"تعجب ہے مجھے یہ باندی کیسے پہچانتی ہے ؟ جبکہ میری اس سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔"تو اس نے کہا:"اے سری! جب سے مجھے معرفت حاصل ہوئی ہے، میں جاہل نہیں رہی۔ جب سے عبادت میں مشغول ہوئی ہوں تو کبھی غافل نہیں ہوئی، جب سے وصال ہوا کبھی جدائی نہیں ہوئی، جب سے اس کا دیدار کیا تب سے حجاب حائل نہ ہوا، اور اہلِ درجات تو ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔"پھر اس نے اس مفہوم کے

اشعار پڑھے :

معرفت الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی حقیقت میرے باطن کے نور میں متحقق ہو چکی ہے، اب میرا دل خالصۃً اپنے محبوب ہی کے لئے ہے، اب میں ہمیشہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے اوصاف بیان کرتی رہوں گی۔ کیا کوئی عاجز غلام اپنے آقا کے اوصاف بیان کر سکتا ہے؟"

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"میں نے کہا: میں تمہیں محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور یہ کہ تم پر وجد کا ظہور ہوتا ہے، تم کس سے محبت کرتی ہو؟"اس نے جواب دیا:"اس ذات سے جس نے اپنے رحم و کرم سے ہمیں اپنی معرفت عطا فرمائی، جس نے اپنے انعامات سے ہمیں اپنا محبوب بنالیا، جس کی عطا کے بادل ہم پر برستے ہیں، جو دلوں کے بہت قریب ہے، غموں کو دور کرتا اور نافرمانوں سے درگزر فرماتا ہے۔" پھر میں نے پوچھا:"تمہیں یہاں کس نے قید کیا ہے؟" اس نے کہا:"حاسدین اور بغض رکھنے والوں نے، انہوں نے مجھ پر زیادتی کی اور مجھے مجنونہ کا نام دے کر یہاں ڈال دیا حالانکہ وہ خود اس نام کے زیادہ حق دار ہیں۔" پھر اس نے اس مفہوم کے چند اشعار پڑھے : اے وہ بزرگ و برتر ہستی جس نے میری تنہائی کو دیکھ کر مجھے اپنے وصل کے قرب سے مانوس اور کیف و سرور کی لذتوں سے آگاہ کیا! میں غافل تھی اس نے مجھے بیدار کیا، میں اونگھ رہی تھی اس نے مجھے جگا دیا۔

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"میں نے اس کا نام پوچھا تو بولی:"نام کو چھوڑیں جو آپ نے میری باتیں سنیں پہچان کے لئے وہی کافی ہیں۔"ابھی

گفتگو جاری تھی کہ اس کا آقا بھی آگیا، اس نے اپنی باندی کے نگران سے پوچھا: "تحفہ کہاں ہے؟" نگران نے جواب دیا: "اس کے پاس حضرتِ سیِّدُنا شیخ سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی موجود ہیں، انہوں نے اس سے ایسی گفتگو کی کہ وہ ان کی باتیں بڑے غور سے سننے لگی۔" اس کا مالک بھی ان کے پاس چلا آیا اور آپ کو دیکھ کر تعظیماً دست بوسی کی اور عرض کی: "یا سیدی! آپ کی برکت سے یہ باندی نرم دل ہو گئی ہے۔" آپ نے دریافت فرمایا: "تمہیں اس کی کون سی عادت بری لگی؟" تو اس نے جواب دیا: "یا سیدی! یہ باندی سارنگی بجاتی تھی، مجھے اچھی لگی میں نے بیس ہزار درہم میں اسے خرید لیا کیونکہ یہ بہت خوبصورت تھی اور مجھے اس کا سارنگی بجانا بھی بہت پسند تھا۔ مجھے اُمید تھی کہ میں اس سے دوگنا نفع حاصل کروں گا۔ ایک دن میں اس کے پاس آیا، سارنگی اس کی گود میں تھی اور یہ اس مفہوم کے چند اشعار گنگنا رہی تھی: تیرے حق کی قسم! میں نے نہ تو اپنے عہد کو توڑا اور نہ ہی اپنی محبت کے صاف ستھرے چشمے کو گدلا کیا بلکہ میرا سینہ اور دل تو محبت سے بھرا ہوا ہے پس مجھے کس طرح قرار اور سکون مل سکتا ہے۔ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں پس تو بھی مجھے اپنی بندی دیکھ کر مجھ سے راضی ہو جا۔

جب یہ نغمے سے فارغ ہوئی تو بہت دیر تک روتی رہی، اور سارنگی کو زمین پر مار کر توڑ دیا اور چیخنے چلانے لگی، اس کی عقل زائل ہو گئی، میں سمجھا کہ یہ کسی کی محبت میں گرفتار ہے لیکن جب میں نے اس کی حالت کے متعلق غور کیا تو محبت کا کوئی نشان دیکھنے میں نہ آیا۔ "حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں نے اس باندی

سے پوچھا:"کیا اسی طرح ہوا جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے؟"تو اس نے جواب میں کچھ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے "حق تعالیٰ نے میرے دل کو مخاطب فرمایا تو وعظ ونصیحت میری زبان پر جاری ہو گئی۔پس اس نے جدائی کے بعد مجھے اپنا قرب عطا فرمایا،اور مجھے اپنی خاص بندی بنالیا۔جب اس نے مجھے ندا دی تو میں نے بھی برضا و رغبت اس کی ندا پر لبیک کہا۔

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے اس کے آقا سے فرمایا:"تم اس کو آزاد کر دو میں اس کی قیمت ادا کرتا ہوں۔"اس کا آقا زور سے چلایا اور کہنے لگا:"آپ تو فقیر ہیں، اس کی قیمت کہاں سے چکائیں گے؟"میں نے کہا:"جلدی نہ کرو تم یہیں رہو، میں اس کی قیمت کا اہتمام کرتا ہوں۔"حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"میں اپنے گھر گیا،میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور میرا دل اس باندی کے سبب غمگین تھا،میں نے وہ رات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کرتے،اس کی طرف توجہ کرتے اور اپنی حاجت بر آنے کے لئے اسی پر توکل کرتے ہوئے گزاری۔سحری کے وقت دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی تو میں نے پوچھا:"دروازے پر کون ہے؟"جواب ملا:"آپ کا دوست ہوں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے کسی کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"میں نے دروازہ کھولا تو خوبصورت اور صاف ستھرے لباس میں ملبوس ایک نوجوان کھڑا تھا،اس کے ساتھ ایک خادم، شمع اور پانچ بدر (یعنی مال کی وہ تھیلی جس میں دس ہزار درہم ہوں) اونٹوں پر تھیں۔میں نے پوچھا:"اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے، تم کون ہو؟"اس نے جواب دیا:میں احمد بن

مثنی ہوں، مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عطا و بخشش سے نوازا ہے اور اس نے بخل نہیں کیا اور مجھے اتنا مال عطا فرمایا کہ انسان اس کو اٹھانے سے عاجز ہیں، میں سو رہا تھا کہ ایک آواز آئی: "اے احمد! کیا تم ہم سے ایک معاملہ کرو گے ؟" میری نیند اڑ گئی، میں نے کہا: "مجھ سے زیادہ اور کون اس بات کا حق دار ہو گا کہ اس سے معاملہ کیا جائے ؟" آواز آئی: "پانچ بدر مال سری سقطی کو دے دو کہ وہ تحفہ نامی کنیز کے مالک کو دے کر اس کو غلامی کی قید سے چھڑائے گا اور تم ہماری جانب سے جہنم سے آزادی کا پروانہ پاؤ گے کہ ہم ہی اس پر نظرِ عنایت فرمانے والے اور لطف و کرم کرنے والے ہیں۔" چنانچہ، میں مال لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ساری صورت حال بھی بیان کر دی ہے۔ "حضرت سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا۔ جب نمازِ فجر پڑھ لی اور دن کی روشنی پھیل گئی تو میں احمد بن مثنی کا ہاتھ پکڑ کر اسے پاگل خانے لے گیا، تحفہ کا نگران دائیں بائیں دیکھ رہا تھا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا: "خوش آمدید! تحفہ کے پاس چلیں، وہ بہت غمزدہ ہے اور اس کا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بہت بڑا مقام و مرتبہ ہے اس لئے کہ کل شام مجھے غیب سے یہ آواز سنائی دی تھی: "تحفہ کا تعلق تو مجھ سے ہے، وہ میری نوازشات سے کسی لمحہ بھی خالی نہیں ہوتی، اس نے قرب کی گھڑیاں پائیں تو بلند مرتبہ حاصل کر لیا۔ "میں جلدی سے بیدار ہوا اور ہاتفِ غیبی کے کلام کو دہراتا رہا یہاں تک کہ میں نے آپ کو دیکھ لیا۔ "حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "ہم تحفہ کے پاس گئے تو اس کو اس مفہوم کے اشعار پڑھتے ہوئے سنا: "میں نے

صبر کا دامن تھامے رکھا یہاں تک کہ میرا صبر تیری محبت پر فخر کرنے لگا، میں نے اپنی دیوانگی کو چھپائے رکھا لیکن تجھ سے اپنے معاملے کو مخفی نہ رکھ سکی، تیری محبت میں میرا بیڑیاں پہننا اور قید کی تنگی سہنا ہی میرا صبر ہے، اگر تو مجھ پر اس حالت میں راضی و خوش ہے تو زمانے کی طوالت کی مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تو ہی میرا سب سے بڑا غم گُسار ہے، اور اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! بے شک تو ہی میرا پالنے والا اور میری مصیبت ٹالنے والا ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "اشعار پڑھنے کے دوران ہی اس کا مالک بھی روتا ہوا آ گیا، میں نے کہا: "آپ نے زحمت کیوں کی؟ ہم خود آپ کے پاس تحفہ کی قیمت لے کر آئے ہیں، اور مزید پانچ ہزار درہم بطورِ نفع بھی لائے ہیں۔" اس نے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نہیں لوں گا۔" میں نے کہا: "دس ہزار درہم چاہتے ہو؟ "اس نے قسم کھاتے ہوئے کہا: "میں نہیں لوں گا۔" میں نے کہا: "اتنا مزید نفع چاہتے ہو؟" اس نے تیسری بار کہا: "خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نہیں لوں گا اور اگر آپ مجھے دنیا اور اس کا تمام مال واسباب بھی دے دیں تب بھی قبول نہیں کروں گا، میں اس کو رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے آزاد کرتا ہوں۔" میں نے پوچھا: "مجھے بتاؤ، ماجرا کیا ہے؟" اس نے کہا: "یاسیدی! رات کو خواب میں کسی نے مجھے سخت کلمات کے ساتھ ملامت کرتے ہوئے کہا: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمن! تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ولیہ کی توہین کرتا ہے۔" میں کانپتے ہوئے بیدار ہو گیا، اب مجھے دنیا ذلیل لگنے لگی ہے اور اپنی تمام اشیاء کو چھوڑ کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف بھاگنا چاہتا ہوں

۔"یہ کہہ کر وہ روتا ہوا جدھر منہ آیا چل دیا۔ حضرتِ سیدنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"میں احمد بن مثنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو بھی روتے ہوئے پایا۔ ان پر قبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے پوچھا:"تم کیوں روتے ہو؟"کہنے لگے:"میں ابھی تک اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی نہ کر سکا اور نہ ہی اپنا مال قبولیت کے مقام پر پاتا ہوں، اب میں یہ سب اس کی رضا کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔" میں نے کہا:"یہ سب تحفہ کی برکتیں ہیں۔"پھر تحفہ کھڑی ہوئی، اپنا لباس تبدیل کر کے اون کا جبہ پہن لیا اور بالوں کا دوپٹہ اوڑھے منہ آسمان کی طرف بلند کر کے چل پڑی، ہم بھی اس کے ساتھ ہی چلنے لگے۔ وہ یہ کہتی ہوئی جارہی تھی :

میں اس کی بارگاہ کی طرف بھاگی اور اسی کی محبت میں روئی اور حق تو یہ ہے کہ وہی میرا مالکِ حقیقی ہے، میں ہمیشہ اسی کی بارگاہ میں حاضر رہوں گی یہاں تک کہ اپنی آرزوؤں کے مطابق اپنا حصہ وصول کر لوں۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ وہ یہ کہتی ہوئی شہر سے باہر نکل گئی : اے لوگوں کو خوشی اور مسرت دینے والے! میرا سرور تو تُو ہی ہے۔ اے لوگوں کو زندگی عطا کرنے والے! میری راحت تو تجھی سے ہے، میرے لئے جنت و دوزخ، میری نعمتیں اور میرا غمگسار سب کچھ تُو ہی تُو ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"پھر چلتے چلتے وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی، اس کے مالک اور احمد بن مثنی نے کچھ عرصہ میری صحبت اختیار کی۔ جب اس کے مالک کا انتقال ہوگیا تو ہم حج کے ارادے سے بیت اللہ شریف پہنچے۔ طوافِ کعبہ کے دوران ہمیں یہ درد بھری آواز سنائی دی:"میں نے تیری محبت

میں رسوائیاں جھیلیں، اب تیرے قرب کی امید وار کیونکر نہ ہوں کہ تو ہی اپنے عشق میں گرفتار اُن دلوں کی شکایت دور کرنے والا ہے جو ہجر و فراق کا شکار ہیں۔ اے نفس! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے گناہوں کی وجہ سے تیرا محاسبہ کر لیا تو تُو برباد ہو جائے گا لہٰذا اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عفو و درگزر اور رضا مانگ لے۔ حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "میں نے اس آواز والے کو تلاش کیا تو مجھے ایک عورت دکھائی دی جس کی عقل اور حالت کچھ ٹھیک دکھائی نہیں دے رہی تھی، اس نے مجھے دیکھ کر کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم اے سری!" میں نے جواب میں وَعَلَیْکِ السلام کہنے کے بعد پوچھا: "تم کون ہو؟" وہ کہنے لگی: خدائے وحدَہ لاشریک کی معرفت کے بعد بھی اظہارِ ناواقفیت ہو رہا ہے، آپ ابھی تک حجاب میں ہیں، آپ کے دل پر عشق نے قبضہ نہیں جمایا۔" یہ کہنے کے بعد اس نے بتایا: "میرا نام تحفہ ہے۔" میں نے پوچھا: "خود کو لوگوں سے الگ تھلگ کرنے کے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے کیا نفع دیا؟" اس نے کہا: "میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے میری تمام امیدیں اور آرزوئیں پوری کر دیں اور میرے دل کو اپنے غیر سے خالی کر دیا۔" اس کے بعد وہ روتی رہی اور اس پر بے چینی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ پھر اُس نے اپنا سر اُٹھا کر یوں عرض کی: "یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اہلِ تقویٰ کامیاب ہو گئے، متّقین نے نجات پائی، اور وہ شخص ذلیل و رسوا ہوا جس کے حصے میں بد بختی آئی، اے مالکِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ! میں تیری بارگاہ میں التجا کرتی ہوں کہ اپنے وصال اور ملاقات سے قرب عطا فرما اور مجھے اپنے پاس بلا لے کہ مجھے دنیا میں رہنے کی حاجت نہیں۔" پھر اس نے ایک زور دار چیخ ماری اور زمین پر تشریف لے

آئی۔ ہم نے اسے حرکت دی تو دیکھا کہ اس کی روح قَفَسِ عُنْصُرِی سے پرواز کر چکی تھی۔ جب احمد بن مثنی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی اس پر نظر پڑی تو اُن کے دل پر رِقّت طاری ہو گئی اور وہ بھی زور زور سے رونے لگے، پھر انہوں نے بھی بلند آواز سے چیخ ماری اور زمین پر گر پڑے اور ہمیشہ کے لئے دُنیا سے کوچ کر گئے۔ حضرتِ سیِّدُنا سری سقطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"میں دونوں کی تجہیز و تکفین کے بعد واپس آ گیا۔ مجھے اس واقعہ سے بہت تعجب ہوا۔

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! ان لوگوں کی خوب شان ہے جنہوں نے احکامِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ کی بجاآوری میں کوئی کوتاہی نہ کی، کائنات کو نگاہِ عبرت سے دیکھا اور غور و فکر کیا اور لغزشوں کو یاد کر کے فکرِ آخرت کی اور عبرت حاصل کی، ان کو یہ بات سمجھ آگئی کہ مقبول بندے اپنے محبوبِ حقیقی عَزَّوَجَلَّ سے جاملے اور اپنے مقاصد پانے میں کامیاب ہو گئے۔(الروض الفائق فی المواعظ و الرقائق، فصل فی ذکر الصالحات التائبات الصابرات من النساء، ص ۲۹۰ تا ۲۹۴، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ملخصاً)

(28)سیدہ عمرہ

سیدہ عمرہ حضرت حبیب عجمی کی اہلیہ ہیں آپ کا یہ معمول تھا کہ رات کے وقت اپنے شوہر کو بیدار کرتیں اور کہتیں ''اُٹھ جایئے رات گزر گئی' راستہ طویل ہے اور ہمارے پاس زادِ سفر بہت کم ہے' نیک بندوں کے قافلے ہم لوگوں سے بہت آگے جا چکے ہیں اب پیچھے صرف ہم لوگ رہ گئے ہیں۔(روض الریاحین، الحکایۃ التسعون بعد المائۃ، حکایۃ: عمرۃ امراۃ حبیب العجمی، ص ۱۷۷، مطبوعہ المکتبۃ التوقیفیہ)

(29) حضرتِ سیدتنا عائشہ بنت عبد اللہ

حضرتِ سیدتنا عائشہ بنت عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہا کی کرامت یہ تھی کہ جب بھی کوئی بیمار پرندہ اِن کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُسے شفاء یابی عطا فرما دیتا۔ (جامع کرامات اولیاء، حرف العین، عائشۃ بنت عبد اللہ البکریۃ، ۲/ ۱۱۳، دار الکتب العلمیہ بیروت، ملخصا)

(30) باکمال کنیز

حضرت عطاء کا ایک بازار سے گزر ہوا وہاں ایک پاگل کنیز کی بولی لگ رہی تھی کوئی خریدار نہ تھا۔ انہوں نے اسے پاگل جانتے ہوئے بھی سات دینار میں خرید لیا اور اپنے ساتھ گھر لائے۔ رات ہوئی تو دیکھا اس نے آہستہ سے اٹھ کر وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ نماز میں اس کے انہماک اور تضرع کی یہ کیفیت تھی کہ آنسوں کی برسات ہو رہی تھی، سانس پھول رہا تھا۔ اس کے بعد مناجات کرنے لگی تو اس طرح کی۔ اے میرے پروردگار اس محبت کی قسم جو تو مجھ سے فرماتا ہے مجھ پر رحم کر۔ حضرت عطاء نے دعا کے یہ الفاظ سنے تو انہیں اس کے جنون کا ثبوت مل گیا لونڈی کے قریب آکر کہا: اے لڑکی: تجھے اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرنی چاہیے اے میرے پالنہار اس محبت کی قسم جو میں تجھ سے کرتی ہوں مجھ پر رحم فرما۔ کنیز نے کہا: بے کار آدمی چل دور ہو یہاں سے، مجھے اس ذات کی قسم وہ اگر مجھ سے پیار نہ فرماتا تو میٹھی نیند سلا کر مجھے عبادت کے لئے نہ اٹھاتا۔ یہ کہہ کر اوندھے منہ گر پڑی اور درد فراق کی آتش میں سلگتے ہوئے اشعار پڑھنے لگی۔ اس سے فارغ ہوئی تو بلند آواز سے پکار اٹھی "اے ارحم الرحمین اللہ اب تک تیرا اور میرا راز پوشیدہ تھا۔ مگر اب یہ راز لوگوں پر فاش ہو

چکا ہے، اس لئے بس تو مجھے اپنے پاس بلالے"۔ حضرت عطاء فرماتے ہیں اس کے بعد ایک چیخ بلبد ہوئی اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔(روض الریاحین، الحکایۃ الخامسۃ والثلاثون عن عطاء، ص ۶۴، المکتبۃ التوقیفیہ، ملخصا)

نیک بیبیوں کا انعام

محشر میں بخشی جائیں گی سب نیک بیبیاں
جنت خدا سے پائیں گی سب نیک بیبیاں
حوران خلد آنکھیں بچھائیں گی راہ میں
جنت میں جب کہ جائیں گی سب نیک بیبیاں
ہر ہر قدم پر نعرہ تکبیر و مرحبا
اعزاز ایسا پائیں گی سب نیک بیبیاں
کوثر بھی سلسبیل بھی پیتی رہیں گی یہ
جنت کے میوے کھائیں گی سب نیک بیبیاں
حق تعالی کا ہو گا انہیں دید ار نصیب
انوار میں نہائیں گی سب نیک بیبیاں
تاروں میں جیسے چاند کی ہوتی ہے روشنی
اس طرح جگمگائیں گی سب نیک بیبیاں
جنت کے زیورات بہشتی لباس میں
سج دھج کے مسکرائیں گی سب نیک بیبیاں

جنت کی نعمتوں میں مگن ہو کے وجد میں
نغمات شوق گائیں گی سب نیک بیبیاں
اے بیبیو! نماز پڑھو نیکیاں کرو
انعام خلد پائیں گی سب نیک بیبیاں
تم اعظمی کے پند و نصائح کو مان لو
جلوہ تمہیں دکھائیں گی سب نیک بیبیاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ابھی آپ نے ولیات کی حکایت ملاحظہ فرمائیں بے شک اللہ کے اولیاء وہ ہی ہوتے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا فرماتا ہے اور ان کا دنیا میں رہنا تو قابل تحسین ہوتا ہی ہے لیکن ان کا اس دنیا سے جانا بھی لائق تحسین ہوتا ہے الحمد للہ دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے آیئے اب ایسی ہی ایک اسلامی بہن کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ جس کا انتقال کلمہ طیبہ پڑھ کر ہوا چنانچہ

اسلامی بہن کی حکایت

سانگھڑ (باب الاسلام سندھ) کے ایک اسلامی بھائی کا حَلَفِیہ بیان ہے کہ میری بہن بنتِ عبد الغفّار عطارِیّہ کو کینسر کے موذی مَرَض نے آلیا۔ آہستہ آہستہ حالت بگڑتی گئی۔ ڈاکٹروں کے مشورہ پر آپریشن کروایا، طبیعت کچھ سنبھلی مگر کم و بیش ایک سال بعد مَرَض نے دوبارہ زور پکڑا تو راجپوتانہ اَسپتال (حیدرآباد باب الاسلام سندھ) میں داخِل کر دیا گیا۔ ایک ہفتہ اَسپتال میں رہیں مگر حالت مَزید اَبتَر ہوتی چلی گئی۔ اچانک انہوں

نے با آواز کَلِمۂ طَیِّبہ کا وِرد شروع کر دیا، کبھی کبھی درمیان میں الصلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاصحٰبِكَ یا حبیبَ اللہ بھی پڑھتیں۔ بُلند آواز سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وِرد کرنے سے پورا کمرہ گونج اٹھتا تھا، عجیب ایمان افروز منظر تھا، جو آتا مِزاج پُرسی کرنے کے بجائے ان کے ساتھ ذِکْرُ اللہ شروع کر دیتا۔ ڈاکٹر زاور اَسپتال کا عَملہ حیرت زدہ تھا کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کوئی مقبول بندی معلوم ہوتی ہے ورنہ ہم نے تو آج تک مریض کی چیخیں ہی سنی ہیں اور یہ مریضہ شکوہ کرنے کے بجائے مسلسل ذِکْرُ اللہ میں مصروف ہے۔ تقریباً 12 گھنٹے تک یہی کیفیت رہی، اذانِ مغرب کے وقت اسی طرح بلند آواز سے کَلِمۂ طَیِّبہ کا وِرد کرتے کرتے ان کی روح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوت اسلامی کا مَدَنی ماحول مرحومہ کو راس آگیا۔ ان کا اِن شآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ کام بن گیا۔ خدا کی قسم! وہ خوش نصیب ہے جو اِس دنیا سے کلمہ پڑھتے ہوئے رُخصت ہو۔ نبیِّ رَحمت، شفیعِ امّت، مالِکِ جنّت، محبوبِ ربُّ العزّت عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان جنّت نشان ہے، جس کا آخِری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (یعنی کَلِمۂ طَیِّبہ) ہو وہ داخِلِ جنّت ہو گا۔ (سنن ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، الحدیث: ۳۱۱۶، ص ۵۰۳، دار الکتب العلمیہ) (فیضانِ سُنَّت، باب پیٹ کا قفلِ مدینہ، اسلامی بہن کی حکایت، ص ۶۵۳، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

اللہ والوں کا وصالِ باکمال

درودِ پاک کی فضیلت

امیرِ اہلسنت حضرت علاّمہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ

اپنے رسالے ”غفلت“ میں درود پاک کی فضیلت لکھتے ہیں: سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحبِ معطّر پسینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اسکی دَہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نَجات پانے والا شخص وہ ہو گا جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔“ (فردوس الاخبار، ۵/ ۳۷۵ الحدیث: ۸۲۱۰ دار الکتاب العربی بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قیامت کے دن اس بندے کو قیامت کی دہشت اور حساب سے جلد نجات عطا کی جائے گی کہ جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پاک کی کثرت کرتا ہو گا اور یہ بہت ہی بڑی بات ہے کہ قیامت کے دن جلدی حساب کتاب سے رہائی پانا۔ اس لئے کہ قیامت کا دن بہت ہی دہشت والا ہے اس دن وہ ہی کامیاب ہو گا کہ جو جلد از جلد حساب و کتاب سے فارغ ہو گا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اس دہشت والے دن حساب و کتاب سے جلد رہائی پائیں تو ہمیں بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات بابرکت پر درود پاک کی کثرت کرنی ہو گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ مُحمد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ تعالیٰ کے اولیاء جس طرح شان سے اس دنیا فانی میں زندگی گزارتے ہیں اسی طرح ان کی وفات بھی شان دار ہوتی ہے کہ جس پر مخلوق خدا رشک کرتی ہے آیئے اب ان اولیاء کرام کے وصال باکمال کے بارے میں کچھ ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

سیدنا ابو بکر صدیق کا وصال باکمال

(حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی وفات سے پہلے) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سامنے بلا کر کچھ وصیتیں اور نصیحتیں فرمائیں اور پھر اس کے بعد فوراً ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہو گئی اور وفات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کو تلاوت فرما رہے تھے : وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (پ۲۶:ق،۱۹) ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (آئینہ عبرت، ص18، ملخصا، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

سیدنا عمر فاروق اعظم کا وصال باکمال

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ" یعنی اے اللہ پاک! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے شہر میں مجھے موت نصیب فرما۔ (صحیح البخاری، کتاب الفضائل المدینۃ، باب ۲۲۲، ص۵۰۰، الحدیث:۱۸۹۰، دار المعرفۃ بیروت) حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی دعا اس طرح قبول ہوئی کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مجوسی غلام ابو لؤلؤہ نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے شکایت کی کہ اس کے آقا حضرت مغیرہ بن شعبہ روزانہ اس سے چار درہم وصول کرتے ہیں آپ اس میں کمی کرا دیجئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ تم لوہار اور بڑھئی کا کام خوب اچھی طرح جانتے ہو اور نقاشی بھی بہت عمدہ کرتے ہو تو چار درہم یومیہ تمہارے اوپر زیادہ نہیں ہیں۔ اس جواب کو سن کر وہ غصہ سے تلملاتا ہوا واپس چلا گیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے پھر بلایا اور فرمایا کہ تو کہتا تھا کہ اگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کہیں تو میں ایسی چکی تیار کر دوں جو ہوا سے چلے، اس نے تیور بدل

کر کہا کہ ہاں! میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ایسی چکی تیار کر دوں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کیا کریں گے، جب وہ چلا گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے مگر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی، ابو لؤلؤہ غلام نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا۔ ایک خنجر پر دھار لگائی اور اس کو زہر میں بجھا کر اپنے پاس رکھ لیا، حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فجر کی نماز کے لیے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور ان کا طریقہ تھا کہ وہ تکبیر تحریمہ سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کر لو، یہ سن کر ابو لؤلؤہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے بالکل قریب صف میں آ کر کھڑا ہو گیا اور پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے کندھے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کیے جس سے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گر پڑے، اس کے بعد اس نے اور نمازیوں پر حملہ کر کے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سے بعد میں چھ افراد کا انتقال ہو گیا، اس وقت جب کہ وہ لوگوں کو زخمی کر رہا تھا ایک عراقی نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور جب وہ اس کپڑے میں الجھ گیا تو اس نے اسی وقت خودکشی کر لی۔ چونکہ اب سورج نکلا ہی چاہتا تھا اس لیے حضرت عبد الرحمن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مکان پر لائے پہلے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو نبیذ پلائی گئی جو زخموں کے راستے باہر نکل گئی پھر دودھ پلایا گیا مگر وہ بھی زخموں سے باہر نکل گیا۔ کسی شخص نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ آپ اپنے فرزند عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس شخص کو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں غارت کرے، تم مجھے ایسا غلط مشورہ دے رہے ہو! کیا میں ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کر دوں؟ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ

نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی انتخابِ خلیفہ کے لیے ایک کمیٹی بنادی اور فرمایا کہ ان ہی میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔(صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ عن مناقب الصحابۃ، باب ذکر رضی المصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عن عمر بن خطاب، الحدیث:۶۸۶۶، ص ۲۵، دار الکتب العلمیہ بیروت)

سیدنا عثمان غنی کا وصال باکمال

حضرت سیدنا علامہ احمد بن عبد اللہ طبری علیہ الرحمہ محمد بن سیرین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب لوگ ان کو قتل کرنے کے لئے ان کے گھر کے چکر کاٹ رہے تھے تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ پوری رات قیام فرماکر ایک رکعت میں پورا قران مجید ختم فرما رہے تھے۔(الریاض النضرۃ، الباب الثالث، الفصل التاسع، ذکر تعبدہ، ۳/۳۸، ملخصا، النوریۃ الرضویۃ لاہور) چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا گیا تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ تعالی عنہ قران مجید کی تلاوت فرمارہے تھے جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ جب مصری لوگ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے تو قرآن کریم آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے تھا آپ اپنے حجرہ میں تلاوت فرمارہے تھے آپ کے خون کا پہلا قطرہ قران مجید کی اس آیت پر گرا فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔ (پارہ۱، البقرۃ، ۱۳۷) ترجمہ کنز الایمان: تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا۔(تاریخ مدینہ دمشق، حرف الیاء، ذکر من اسمہ عثمان، عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیۃ، ۳۹/۴۱۴، دار الفکر بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے عثمان غنی کا شوق تلاوت قرآن ملاحظہ کیا کہ ان کو کس قدر تلاوت قرآن پاک کا شوق تھا۔ اللہ تعالیٰ اِن کے شوقِ تِلاوت کے صدقے ہمیں بھی کثرتِ سے تِلاوتِ قرآن مجید کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

تِلاوت کی توفیق دیدے الٰہی
گناہوں کی ہو دور دل سے سیاہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ابھی عثمان غنی کے شوق تلاوت اور وصال باکمال کے بارے میں ملاحظہ فرمایا آیئے اب مولا علی شیر خدا کے وصال باکمال کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ آپ اس دنیا میں خدا کے شیروں کی طرح زندہ رہے اور اس دنیا سے رخصت بھی خدا کے شیروں کی طرح ہی ہوئے۔ چنانچہ

سیدنا علی المرتضی کا وصال باکمال

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو علی الصبح بیدار ہو کر اپنے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: آج رات خواب میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! آپ کی اُمت نے میرے ساتھ کجروی اختیار کی ہے اور سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم ظالموں کے لیے دُعا کرو۔ تو میں نے اس طرح دُعا کی یا الٰہَ العالمین! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچادے اور میری جگہ ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کر دے جو بُرا ہوا۔ ابھی آپ یہ بیان ہی فرمارہے تھے کہ ابنِ نباح مؤذن نے آواز دی الصَّلاۃ

اَلصَّلاۃ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نماز پڑھانے کے لیے گھر سے چلے۔ راستے میں لوگوں کو نماز کے لیے آواز دے دے کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ابنِ ملجم! آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سامنے آگیا اور اس نے اچانک آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ پر تلوار کا بھرپور وار کیا اور وار اتنا سخت تھا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری۔ شمشیر لگتے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃ یعنی ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زخمی ہوتے ہی چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سخت زخمی ہونے کے باوجود جمعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے لیکن اتوار کی رات میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا انتقال ہو گیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ رمضان المبارک جمعہ کی شب میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زخمی ہوئے اور شبِ اتوار رمضان المبارک میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وفات ہوئی۔ (تاریخ مدینہ دمشق، حرف الطاء، فی اباء من اسمہ علی، ۴۲/ ۵۵۹، ملتقطا دار الفکر بیروت)

بلال حبشی کا وصال

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آگیا تو انکی زوجہ نے کہا وَاحُزْنَاہُ (ہائے غم)۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، نہیں بلکہ ''وَاطَرَبَاہُ اَلْقٰی غَدًا الْاَحِبَّہ مُحَمَّدًا وَّ صَحْبَہ'' واہ خوشی! کل ہم محمد اور ان کے اصحاب سے ملیں گے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم) (شرح الشفاء للقاضی عیاض، الباب الثانی فی لزوم محبتہ علیہ الصلوۃ والسلام، فصل فیما روی عن السلف والائمۃ۔۔۔ الخ، ۲/ ۴۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سیدنا مسور بن مخرمہ کا وصال باکمال

حضرت سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالی عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن پر خوفِ الٰہی عزوجل کا اتنا غلبہ تھا کہ قرآن مجید سننے کی تاب نہیں لاتے تھے کسی آیت کو سنتے تو ان کی چیخ نکل جاتی تھی اور کئی کئی دنوں تک بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک قاری آیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھ دی : یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (پ۱۶، مریم:۸۶،۸۵) ترجمۂ کنز الایمان: جس دن ہم پرہیز گاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر اور مجرموں کو جہنّم کی طرف ہانکیں گے پیاسے۔ اس آیت کو سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں مجرموں میں سے ہوں متقین میں سے نہیں ہوں اور پھر قاری کو کہا اس آیت کو پھر پڑھ چنانچہ قاری صاحب نے دوبارہ اس آیت کو پڑھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زور دار چیخ ماری اور فوراً ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اقدس عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجائ، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف و الصالحین فی شدۃ الخوف، ۴/۲۲۵، دار لکتب العلمیۃ بیروت)

انصاری صحابی رسول کا وصال باکمال

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں غزوہ ذات الرقاع میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے، کسی مشرک نے قسم کھائی کہ جب تک اصحاب محمد میں سے کسی کا خون بہا نہیں لوں گا تب تک چین سے نہیں بیٹھوں گا پس وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں کے نشان پر ان کی تلاش میں چل پڑا، ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام کیا تو فرمایا: کون ہماری حفاظت کرے گا؟ اس پر

مہاجرین وانصار میں سے ایک ایک شخص نے آمادگی ظاہر کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جاؤ گھاٹی کے سرے پر جاکر حفاظت کرو جب یہ دونوں حضرات گھاٹی کے سرے پر پہنچ گئے تو مہاجر صحابی رضی اللہ تعالی عنہ آرام کی غرض سے لیٹ گئے اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اتنے میں وہ مشرک شخص آپہنچا جب اُس نے اِس صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا تو جان گیا کہ یہ قوم کا محافظ ہے اس نے ایک تیر مارا جو اس صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کو آکر لگا، انہوں نے اسکو نکال ڈالا یہاں تک کہ اس نے تین تیر مارے پھر انہوں نے رکوع وسجود کر کے (نماز مکمل کی) اور اپنے ساتھی کو بیدار کیا جب اس کافر شخص نے یہ دیکھ لیا کہ یہ لوگ بیدار ہو گئے ہیں تو وہ بھاگ گیا جب مہاجر صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے انصاری صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کا بہتا ہوا خون دیکھا تو کہا سبحان اللہ! تم نے مجھے پہلے ہی تیر پر کیوں نہ جگایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ایک سورت پڑھ رہا تھا میں نے اس کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ (سنن ابو داود، کتاب الطہارۃ، باب الوضوء من الدم، ص ۴۵، الحدیث: ۱۹۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد

سُبْحَانَ اللّٰہ! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قران مجید کے ساتھ کتنی محبت تھی کہ جسمِ اَقدس تیروں سے چور وچور ہو رہا ہے خون بہہ رہا ہے زندگی اور موت کی آپس میں کشمکش ہو رہی ہے موت آنے والی ہے لیکن صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم اِنتہائی ذوق وشوق سے قران مجید کی تِلاوت فرما رہے ہیں۔

امام حسن بصری کا وصال باکمال

حضرت امام حسن بصری دم مرگ مسکرا رہے تھے دم مرگ میں آپ مسکراتے

ہوئے فرما رہے تھے کہ کون سا گناہ! کون سا گناہ! اور یہ ہی کہتے کہتے روح پرواز کر گئی، پھر کسی نے آپ کو وفات کی شب خواب دیکھا کہ آسمان کے دریچے کھلے ہوئے ہیں اور ندا کی جارہی ہے کہ حسن بصری اپنے مولی کے پاس حاضر ہو گئے اور اللہ پاک ان سے راضی ہے۔(تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر حسن بصری، ص۴۸، انتشارات گنجینہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نزع کی حالت بہت سخت ہے مگر جس کے اللہ آسان فرما دے ہمیں اللہ تعالیٰ سے نزع کی سختیوں سے پناہ مانگنی چاہیئے اور وہ کام کرنے چاہیئے کہ جن کی وجہ سے ہماری نزع کی حالت آسان ہو جائے۔ آیئے اب نزع کی سختی کے بارے میں پڑھتے ہیں چنانچہ

خوفناک صورت

ایک روایت میں ہے کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے ملکُ الموت علیہ السلام سے فرمایا، کیا آپ مجھے وہ صورت دکھا سکتے ہیں جس میں تشریف لا کر گنہگاروں کافِروں کی روح قبض کرتے ہیں۔ حضرتِ سَیِّدُنا عزرائیل علیہ السلام نے کہا، آپ علیہ السلام سہہ نہیں سکیں گے۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابراھیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا، کیوں نہیں (میں دیکھ لوں گا)۔ اُنہوں نے کہا، تو آپ مجھ سے الگ ہو جایئے۔ حضرتِ سَیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام الگ ہو گئے۔ پھر جب اُدھر مُتَوَجِّہ ہوئے تو مُلاحَظہ کیا، کالے کپڑوں میں ملبوس ایک سیاہ فام شَخْص ہے جس کے بال کھڑے ہیں، بدبو آرہی ہے اُس کے منہ اور نتھنوں سے آگ اور دُھواں نکل رہا ہے۔(یہ دیکھ کر) حضرتِ سَیِّدُنا ابراھیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پر بے ہوشی طاری ہو گئی، جب ہوش آیا تو مَلکُ

اَلْمَوت علیہ السلام اپنی اصل حالت پر آچکے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا، اے مَلکُ اَلْمَوت علیہ السلام موت کے وقْت صِرْف تمہاری صورت دیکھنا ہی گنہگار کافِر کیلئے کافی ہے۔(یعنی ان کیلئے بَہُت بڑا عذاب ہے۔)

(مُکاشَفَۃُ القُلُوب، باب فی بیان شدۃ الموت، ص ۲۴۴، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

کب گناہوں سے کَنارا میں کروں گا یاربّ!
نیک کب اے مِرے اللہ ! بنوں گا یا ربّ !
کب گناہوں کے مَرَض سے میں شِفا پاؤں گا
کب میں بیمار، مدینے کا بنوں گا یاربّ!
گر ترے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیشِ نظر
سختیاں نَزع کی کیوں کر میں سہوں گا یارب!
نَزع کے وقت مجھے جلوۂ محبوب دکھا
تیرا کیا جائے گا میں شاد مروں گا یاربّ!
قبر میں گر نہ محمد کے نظارے ہوں گے
حشر تک کیسے میں پھر تنہا رہوں گا یاربّ!
ڈنک مچھر کا بھی مجھ سے تو سَہا جاتا نہیں
قبر میں بچھّو کے ڈنک کیسے سہوں گا یاربّ!
گُھپ اندھیرا ہی کیا وَحشت کا بسیرا ہوگا
قبر میں کیسے اکیلا میں رہوں گا یاربّ!
گر کفن پھاڑ کے سانپوں نے جمایا قبضہ

ہائے بربادی! کہاں جا کے چھپوں گا یاربّ!
ہائے! معمولی سی گرمی بھی سہی جاتی نہیں
گرمیِ حَشر میں پھر کیسے سہوں گا یاربّ!
کب گناہوں سے کنارا میں کروں گا یاربّ!
نیک کب اے مِرے اللہ ! بنوں گا یا ربّ !

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ابھی نزع کے بارے میں ملاحظہ فرمایا کہ کس قدر سخت ہے مگر اللہ کے اولیاء کے لئے بہت آسان ہے چنانچہ

امام مالک کا وقتِ وصال

یحیی بن یحییٰ صمہودی کہتے ہیں: امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ربیع کی ایک روایت بیان کی کہ کسی شخص کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت صدقہ کرسے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سو حج کرنے سے افضل ہے اور ابن شہاب زہری کی روایت سے بتلایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے یحی بن یحی کہتے ہیں: ''اس گفتگو کے بعد امام مالک نے کوئی بات نہ کی اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔'' (بستان المحدثین، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، ص ۱۳۹، مطبوعہ فرید بک سٹال مرکز الاولیاء لاہور)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے اسلاف اپنی زندگی کے آخری لمحات کو علم دین کے اندر صرف کرتے تھے آیئے اب علم دین کے بارے میں کچھ پڑھتے

ہیں: تاجدار مدینہ ،سُرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم نے فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔(سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمۃ، باب فضل العلماء، الحدیث: ۱، ۲۲۴/ ۱۴۶، دار المعرفۃ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! علم کی عظمت اور اس کا شرف کسی پر بھی مخفی نہیں کیونکہ علم ایک ایسی صفت ہے جو انسان کے ساتھ خاص ہے اور علم کے علاوہ دوسری خصلتیں مثلاً جرأت، شجاعت، سخاوت، قوت اور شفقت وغیرہا انسان وحیوان دونوں میں پائی جاتی ہیں جبکہ علم ہی وہ صفت ہے کہ جس کے سبب سے اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں پر فضیلت بخشی اور ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم دیا۔ علم کو اس وجہ سے شرافت وعظمت حاصل ہے کہ علم تقوی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور تقوی کی وجہ سے بندہ اللہ عزوجل کے حضور بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت کو کسی نے امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے ان اشعار میں بیان کیا۔

تَعَلَّمْ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَیْنٌ لِاَھْلِہٖ وَفَضْلٌ وَعُنْوَانٌ لِکُلِّ الْمَحَامِدِ

ترجمہ: علم حاصل کرو کیونکہ علم اہل علم کے لئے زینت ہے، اور علم اس کیلئے فضیلت اور اس بات پر دلیل ہے کہ اہل علم خصال محمودہ کا مالک ہے۔

وَکُنْ مُسْتَفِیْداً کُلَّ یَوْمٍ زِیَادَۃً مِنَ الْعِلْمِ وَاسْبَحْ فِیْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ

ترجمہ: ہر روز علم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرو اور فضل وکمال کے سمندروں میں تیرتے رہو۔

تَفَقَّهْ فَاِنَّ الْفِقْهَ اَفْضَلُ قَائِدٍ اِلَی الْبِرِّوَالتَّقْوٰی وَاَعْدَلُ قَاصِدٍ

ترجمہ: اور فقہ حاصل کرو کیونکہ فقہ ہی نیکی اور تقوی کی راہ دکھانے والا سب سے بہترین رہنما ہے ، اور فقہ ہی سب سے بڑا عادل ہے ۔(تعلیم المتعلم طریق التعلم، فصل فی ماھیۃ العلم والفقہ وفضلہ، ص۹۔۱۰، میر محمد کتب خانہ باب المدینہ کراچی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے علم کے فضائل ملاحظہ فرمائے کہ کس قدر زیادہ ہیں لہذا ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی علم دین حاصل کریں اور ان فضائل کے حقدار بنیں آپ نے امام مالک کے علم دین کے شوق کے بارے میں ملاحظہ فرمایا اور ان کے وصال باکمال کو بھی ملاحظہ فرمایا آیئے اب مزید اولیاء اللہ کے وصال باکمال کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں۔ چنانچہ

سید الطائفہ جنید بغدادی کا وصال باکمال

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ مجھے وضو کرادو چناچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن وضو میں انگلیوں میں کا خلال کرانا بھول گئے آپ کی یاد دہانی پر خلال کرایا گیا پھر آپ نے سجدہ میں گر کر گریہ زاری شروع کردی سجدہ میں پڑ کر رونے لگے لوگوں نے آپ کی بزرگی اور اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جنید اس وقت سے زیادہ کسی وقت محتاج نہ تھا پھر قرآن کی تلاوت شروع کی۔ ایک مرید نے پوچھا تو فرمایا کہ اس سے بہتر میرے لئے کیا ہو گا جب کہ میرا نامہ اعمال ختم کیا جارہا ہے جب آپ کی نزع کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا کہ اللہ اللہ کہیں فرمایا کہ میں بھولا نہیں ہوں کہ تم یاد کراتے ہو پھر تسبیح پڑھنا شروع کی

اور آخر بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر جاں بحق تسلیم ہو گئے۔(تذکرۃ الاولیاء، باب چہل وسوم، ذکر جنید بغدادی، ص ۳۰، انتشارات گنجینہ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے اسلاف میں تلاوت قرآن کا کس قدر جذبہ تھا اور ان کو تلاوت قرآن پاک سے کس قدر محبت تھی اور یہ محبت صرف خوشی کے لمحات میں میں نہیں ہوتی تھی بلکہ یہ حضرات پریشانی کے عالم میں قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے اور یقیناحالت نزع کا عالم بہت ہی پریشان کن مرحلہ ہے اور اس وقت شیطان گمراہ کرنے کی اپنی پوری کوشش لگا دیتا ہے اور قرآن کی تلاوت جس جگہ کی جاتی ہے شیطان اس جگہ سے بھاگ جاتا ہے آیئے اب تلاوت قرآن پاک کے فضائل کے بارے میں پڑھتے ہیں تاکہ اللہ تعالی ہمارے دلوں میں تلاوت قرآن کا جذبہ زیادہ کر دے چنانچہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، شفیعُ الْمُذْنِبِیْن، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمانِ دِلنشین ہے:"جو شخص کتابُ اللہ کا ایک حَرف پڑھے گا، اُس کو ایک نیکی ملے گی جو دس کے برابر ہو گی۔ میں یہ نہیں کہتا ایک حَرف ہے، بلکہ اَلِف ایک حَرف، لام ایک حَرف اور میم ایک حَرف ہے۔" (سُنَنُ التِّرمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی تعلیم القران، ص ۶۷۶، الحدیث: ۲۹۱۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تلاوت کی توفیق دیدے الٰہی گناہوں کی ہو دور دل سے سیاہی

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"جو مومن قرآن مجید پڑھتا ہے، اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا، وہ

کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا، وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزہ بھی کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے، وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا ہے۔ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل القرآن علی سائر الکلام، ص۱۲۹۸، حدیث: ۵۰۲۰،)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جب کوئی قوم کسی مسجد میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتی ہے اور آپس میں اس کا تکرار کرتی ہے تو ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور رحمت کے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کا تذکرہ اپنے پاس موجود نوری مخلوق میں فرماتا ہے“۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القران وعلی الذکر، ص۱۰۳۹، الحدیث: ۲٦۹۹، ملتقطًا، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں: بے چین دلوں کے چَین، رحمتِ دارین، تاجدارِ حَرَمَین، سرورِ کَونَین، نانائے حَسَنَین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ”دل ایسے زنگ آلود ہوتے ہیں جیسے پانی لگ جانے سے لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دور کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الثالث، ۱/۴۰۷، الحدیث: ۲۱٦۸، دار الکتب العلمیہ بیروت)

الٰہی خوب دیدے شوق قراں کی تلاو ت کا

شَرَف دے گنبدِ خضرا کے سائے میں شہادت کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ تلاوت قرآن کی کتنی فضیلت ہے کہ اس کے ہر ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور تلاوت قرآن مجید کرنے سے دلوں کے میل وزنگ دور ہوتے ہیں، تلاوت قرآن سے دلوں کو سکون و چین نصیب ہوتا ہے، اور رحمت الٰہی کا نزول ہوتا۔ قرآن کریم کو سمجھنے اور اس کی آیات بیّنات میں غور وفکر کرنے سے اللہ عزوجل کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس کے قرب خاص میں رہتے ہیں اور اس وجہ سے ان کا دنیا میں رہنا بھی باکمال طریقے سے ہوتا ہے اور ان کا مرنا بھی باکمال ہوتا ہے

اعلیٰ حضرت کے والد کا وصال باکمال

سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولیٰنا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے والد گرامی تاج العلماء، رائس الفضلاء، رئیس المتکلمین حضرت سیدنا شاہ نقی علی خان قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ذُو الْقَعْدَۃُ الْحرام ۱۲۹۷ھ جمعرات بوقتِ ظُہر وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زِندگی کی آخِری تحریر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم تھی۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وِصال شریف کی رقّت انگیز منظر کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”روزِ وِصال نَمازِ صبح (فجر) پڑھ لی تھی اور ہُنوز (یعنی ابھی) وقتِ ظُہر باقی تھا کہ انتِقال فرمایا۔ نَزع میں سب حاضِرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کئے مُتَواتِر سلام فرماتے تھے۔ (یہ اس طرف

اِشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تعالٰی کی ارواحِ مقدّسہ استِقبال کیلئے جمع ہورہی تھیں) جب چند سانس باقی رہے۔ ہاتھوں کو اَعضائے وُضو پر یوں پھیرا گویا وُضو فرمارہے ہیں۔ یہاں تک کہ اِستِنشاق (یعنی ناک کی صفائی) بھی کی۔ سُبحٰن اللّٰہ وہ اپنے طور پر حالتِ بیہوشی میں نَمازِ ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وَقْت روحِ پُر فُتُوح نے جُدائی فرمائی، فَقیر سرہانے حاضِر تھا۔ وَاللّٰہِ الْعَظِیْم ایک نورِ مَلیح (یعنی حسین نور) عَلانیہ نظر آیا (یعنی جو بھی موجود تھا وہ دیکھ سکتا تھا) کہ سینہ سے اُٹھ کر برقِ تابِندہ (یعنی چمکدار بجلی) کی طرح چہرہ پر چمکا جس طرح لمعانِ خورشید (یعنی سورج کی روشنی) آئینہ میں جُنبش کرتا ہے۔ یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی۔ پچھلا (یعنی آخِری) کَلِمہ زَبانِ فیض تَرجُمان سے نکلا، لفظ اللّٰہ تھا وَبس۔ اور اَخیر تحریر کہ دستِ مبارَک سے ہُوئی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم تھی کہ انتِقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی۔ بعد، فقیر (یعنی سرکارِ اعلیٰ حضرت) نے حُضورِ پیر و مُرشدِ برحق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو رُؤیا (یعنی خواب) میں دیکھا کہ حضرت والِد ماجِد قُدِّسَ سِرُّہُ الْماجِد کے مَرقد (مزار) پر تشریف لائے۔ غلام نے عرض کیا، "حُضور! یہاں کہاں؟" فرمایا، "آج سے، یا اب سے یہیں رہا کریں گے۔" (حیات اعلیٰحضرت، ۱/ ۵۰، ۵۱، مکتبۃ المدینہ کراچی)

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح مِلا فرش سے ماتم اٹھے وہ طیّب و طاہِر گیا

(حدائقِ بخشش شریف)

خوش نصیب عابد کی ثابِت قدَمی

بنی اسرائیل میں ایک عابِد تھے جو کہ صِدّیق (یعنی اوّل دَرَجے کے ولی) کے منَصب پر فائز تھے۔ شان یہ تھی کہ خانقاہ پر صبح وشام بادشاہ حاضِر ہو کر حاجت دریافت کرتا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منَع فرما دیتے۔ تو آپ اس کے جواب میں فرماتے ''اللہ عزوجل میری حاجت کو زیادہ جانتا ہے'' اللہ عزوجل کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عبادت خانے پر انگور کی بیل لگی ہوئی تھی جو ہر روز ایک انوکھا انگور اُگاتی تھی کہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس کی طرف اپنا مبارَک ہاتھ آگے بڑھاتے تو اُس میں سے پانی اُبل پڑتا جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوش فرمالیتے۔ کچھ مدت کے بعد ایک دن ایک حسین و جمیل لڑکی کا مغرِب کے وَقت ادھر سے گذر ہوا ایک جوان لڑکی نے دروازے پر دستک دیکر کہا، اندھیرا ہو گیا ہے، اور اس نے پکار کر کہا اے اللہ عزوجل بندے! میرا گھر کافی شہر مجھ سے دُور ہے، مجھے رات گزارنے کیلئے اجازت دے دیجئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترس کھا کر اسے کہا اوپر آجا! اپنی خانقاہ میں پناہ دیدی۔ رات جب گہری ہوئی تو وہ ایک دَم گلے پڑ گئی کہ میرے ساتھ ''کالا منہ ''کرو!!! یہاں تک کہ معاذَ اللہ جب وہ عبادت خانے میں داخل ہو گئی تو اُس نے اپنے کپڑے اُتار دیئے! آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً آنکھیں بند کر لیں اور اُس کو کپڑے پہننے کا حکم دیا مگر وہ نہ مانی بلکہ برابر مُطالَبہ کرتی رہی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مُضْطَرِب (مُضْ۔طَ۔رِب) ہو کر اپنے نَفْس سے پوچھا، اے نَفْس! تُو کیا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا، خدا کی قسم! میں تو اِس نادِر موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں۔ فرمایا، تیرا ناس ہو! کیا تُو گندھک کا لباس اور آگ کے انگارے چاہتا ہے؟ اور میری اتنے

عرصے کی عبادت ضائع کرنا چاہتا ہے؟ کیا تُو طالبِ عذابِ نار ہے؟ کیا تُو دوزخ کے گندھک کے لباس کا خواستگار ہے؟ کیا تُو جہنَّم کے سانپوں اور بچھّوؤں کا طلبگار ہے؟ یاد رکھ! زانی کو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنَّم کے گہرے غار میں جھونک دیا جائے گا۔ مگر اُس بدنِیَّت لڑکی کے ساتھ ساتھ نَفس نے بھی اپنی تحریک برابر جاری رکھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نَفس سے فرمایا، چل پہلے تجربہ (تَج۔رِ۔بَہ) کرلے کہ آیا تُو دنیا کی معمولی آگ بھی برداشت کر سکتا ہے یا نہیں! یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلتے ہوئے چَراغ پر ہاتھ رکھ دیا! مگر وہ نہ جلا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلال میں آکر پکارا، اے آگ! تجھے کیا ہو گیا ہے تُو کیوں نہیں جلاتی؟ اِس پر آگ نے پہلے انگوٹھا جلایا، پھر اُنگلیوں کو پگھلایا حتّٰی کہ ہاتھ کا سارا پنجہ ہی کھا گئی! یہ دردانگیز منظر دیکھ کر اُس لڑکی پر ایک دم خوف طاری ہو گیا، اُس کے مُنہ سے ایک زوردار چیخ بُلند ہو کر فَضا کی پہنائیوں میں گم ہو گئی، وہ دھڑام سے گری اور اُس کی رُوح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً اُس کی بَرَہنہ (بَ،رَہ۔نَہ) لاش پر چادر اُڑھا دی۔ صبحِ دم ابلیس نے چِلّا کر اعلان کیا، "اِس عابِد نے فُلانہ بنتِ فُلاں کے ساتھ رات کو زیادَتی کر کے اُس کو قتل کر دیا ہے۔" یہ خبرِ وَحشت اثر سُن کر بادشاہ آگ بگولہ ہو کر سپاہیوں کے ساتھ عابِد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ پر آ پہنچا۔ جب وہاں سے لڑکی کی بَرَہنہ لاش برآمد ہو گئی تو عابِد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گلے میں زنجیر ڈالکر گھسیٹ کر باہَر نکالا گیا اور پھر سپاہیوں نے خانقاہ کی اِینٹ سے اِینٹ بجادی۔ وہ عابِد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبر و شَکیبائی (شِ۔کے۔بائی) کا دامن تھامے رہے یہاں تک کہ اُنہوں نے اپنا جلا

ہوا ہاتھ بھی کپڑے میں چُھپائے رکھا اور کسی پر ظاہِر نہ ہونے دیا! اُس وَقت دستور یہ تھا کہ زانی کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا۔ چُنانچِہ بادشاہ کے حکم سے عابد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پر آرہ رکھ کر اُن کے بدن کے دو پَر کالے کر دیئے گئے۔ عابِد کی وفات ہو جانے کے بعد اللہ عزوجل نے اُس عورت کو زندہ کیا اور اُس نے از ابتِدا تا انتہا ساری رُوداد سنائی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ سے کپڑا ہٹایا گیا تو لڑکی کے بیان کے مطابِق واقعی وہ جلا ہوا تھا اِس کے بعد لڑکی حسبِ سابِق پھر مُردہ ہو گئی۔ حیرت انگیز حقیقت سُن کر لوگوں کے سر عقیدت سے جھک گئے اور خوش نصیب عابد کی اِس دردناک رِحلت پر ہر ایک تأسُّف و حسرت کرنے لگے۔ جب ان کیلئے قَبر کھودی گئی تو اُس سے مُشک و عَنبر کی لپٹیں آنے لگیں۔ جوں ہی دونوں کے جنازے لائے گئے تو آسمان سے صدا آنے لگی: اِصبِرُوا حتّٰی تُصَلِّیَ عَلَیۡہِمَا الۡمَلٰٓئِکَۃُ یعنی صبر کرو یہاں تک کہ ان پر فرشتے نمازِ جنازہ پڑھ لیں۔

تدفین کے بعد اللہ ربُّ العٰلمین جَلَّ جَلَالُہٗ نے خوش نصیب عابِد کی قَبْر پر چنبیلی کو اُگایا۔ لوگوں نے مزارِ پُر انوار پر ایک کَتبہ آویزاں پایا جس میں کچھ اس طرح مضمون تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے بندے اور ولی کی طرف۔ میں نے اپنے فِرِشتوں کو جَمع فرمایا، جبرئیل علیہ السلام نے خُطبہ سنایا اور میں نے پچاس ہزار دُلہنوں کے ساتھ جنَّتُ الفردوس میں اِس (اپنے ولی) کا نِکاح فرمایا۔ میں اپنے فرماں برداروں اور مُقَرَّبوں کو ایسے ہی اِنعاموں سے نوازتا ہوں۔ (بَحرُ الدُّمُوع، الفصل السابع والعشرون، موبقات الزنی وعواقبہ، ص۱۶۹، مُلَخَّصا مکتبۃ دار الفجر دمشق)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ کے ولی نے اپنے آپ کو زنا سے بچانے کے لئے اپنے نفس کو کس طرح امتحان میں ڈالا اور آپ زنا کے بارے میں اپنے نفس سے جیت گئے اور آپ نے اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنے کی بجائے اللہ کے عذابات کو یاد کیا۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً زنا ایک بہت برا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر حد بھی جاری فرمائی ہے اور اس کے بارے میں بہت زیادہ وعیدات قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں آیئے اب زنا سے بچنے کے بارے میں کچھ ملاحظہ فرماتے ہیں تاکہ اس طرح زنا کی نفرت ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے کہ جس کی وجہ سے یہ آفت ہم دور ہو جائے چنانچہ

وہ جنّت میں داخل ہو گا

حضرتِ سَیِّدُنا اَبُو ہُرَیْرَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونَین، رَحْمَتِ دَارَیْن، رَاحتِ قلبِ بے چَین، نانائے حَسَنَیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم وَرضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ''اللہ عَزَّوَجَلَّ جسے دو داڑھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کے شَر سے بچالے وہ جَنّت میں داخل ہو گا۔'' (سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی حفظ اللسان، الحدیث: ۲۴۰۹، ص ۵۷۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت) ایک رِوَایت میں ہے کہ اے قریش کے جوانو! زِنا مت کرنا کیونکہ جس کی جوانی بے داغ ہو گی وہ جَنّت میں داخل ہو گا۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الحدود وغیرھا، الترھیب من الزنا، الحدیث: ۴۱ ص ۷۸۱، دار المعرفۃ بیروت)

زنا کا انجام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں زنا ایک مہلک مرض میں سے ہے اور بہت سی آیات واحادیث میں اس سے بچنے کے بارے میں ترغیب دلائی گئی ہے۔ یادرکھو! زنا کبیرہ گناہ ہے اور زانی دنیا وآخرت میں بدبخت ہے اللہ عزوجل نے اپنی پاک کتاب میں متعدد مقامات پر اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِیْلًا (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۲) ترجمۂ کنز الایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔ (پ۱۸، المومنون ۵۔۶۔۷)

زانی پر لعنت برستی ہے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دوجہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے: زنا کبیرہ گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے اور زانی پر قیامت تک اللہ عزوجل، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت برستی رہے گی اور اگر وہ توبہ کرے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔ (رواہ النسائی طرفہ الاخیر فی السنن، کتاب قطع السارق، باب تعظیم السرقۃ، رقم ۴۸۷۶، ص ۲۴۰۳،)

جہنم میں جلنے کا سبب

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دوجہاں کے تاجور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے: "زنا سے بچتے رہو کیونکہ یہ جسم کی تازگی کو ختم کرتا ہے اور طویل محتاجی کا سبب ہے اور آخرت میں اللہ عزوجل کی ناراضگی، حساب کی سختی اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنے کا سبب ہے۔

(شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، ۴/ ۳۷۹، رقم: ۵۴۷۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

یَامَنْ عَصٰی اللّٰہَ فِی الشَّبَابِ وَقَدْاَدْرَکَہُ الشَّیْبُ رَاقِبِ اللّٰہَ
صُحُفُکَ بِالسَّیِّئَاتِ قَدْمُلِئَتْ بِاَیِّ وَجْہٍ تَرَاکَ تَقْرَأُھَا
اَعْدِدْ جَوَابًااِذَا سُئِلْتَ غَدًا وَقَرَّبَ النَّارَ مِنْکَ مَوْلَاھَا
یَامَعْشَرَالْمُسْلِمِیْنَ کَمْ رَجُلٍ تَلُوْمُہُ النَّارُ حِیْنَ یَصْلَاھَا

ترجمہ: (۱) اے اللہ عزوجل کی نافرمانی میں جوانی گزارنے والے، تیرا بڑھاپا آچکا اب تو اللہ عزوجل کے حقوق کی پاسداری کرلے۔ (۲) تیرا اعمال نامہ گناہوں سے بھر چکا ہے اس گناہوں سے بھرے نامہ اعمال کو کیسے پڑھے گا۔ (۳) کل قیامت میں جب سوال کئے جائیں گے اور مولیٰ (قہار) عزوجل جہنم کو تجھ سے قریب کردے گا (اس وقت کے لئے) جوابات کی تیاری کرلے۔ (۴) اے گروہِ مسلمین! بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جب جہنم میں داخل ہوں گے تو وہ انہیں ملامت کرتی ہوگی۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ زنا کے کس قدر نقصانات ہیں لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم اس گناہ سے بچتے رہیں اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیاء کے نقشِ قدم کے مطابق گزاریں تاکہ ہمارا خاتمہ بھی ان اولیاء کی طرح ہو اس لئے

اللہ تعالیٰ کے اولیاء جس شان سے اس دنیا میں رہتے ہیں اسی شان سے اس دنیا سے جاتے ہیں آیئے مزید اولیاء کے وصال باکمال کے بارے میں ملاحظہ کرتے ہیں چنانچہ

امام جلال الدین سیوطی کا وصال باکمال:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عمر کے آخری ایام میں اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے آپ کا دل دنیا سے اکتا گیا تھا اور ہر لمحہ ہمہ تن یاد الٰہی میں مشغول رہنے لگے اور اس طرح آپ کا وصال ہوا آپ کا وصال ۱۹ جمادی الاولی ۹۱۱ھ میں ہوا۔

(سایہ عرش کس کس کو ملے گا، ص ۱۶، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

حضرت بایزید بسطامی کا وصال باکمال

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ہمہ اوقات اللہ اللہ کا ورد جاری رکھتے اور عالم نزع میں بھی آپ کی زبان پر اللہ ہی کا نام تھا اور موت سے قبل آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں دنیا میں بر بنائے غفلت تیری عبادت سے محروم رہا اور اب آخری وقت میں بھی تیری عبادت سے غافل ہوں اس کے باوجود بھی تیری رحمت کا متمنی ہوں۔ یہ کلمات آپ کی زبان پر تھے کہ روح مبارک اعلیٰ علیین کی جانب پرواز کر گئی۔ بعد وفات کسی نے خواب میں دیکھ کر آپ سے سوال کیا کہ تصوف کا مفہوم کیا ہے؟ تو فرمایا: راحتوں کو چھوڑ کر مشقتیں برداشت کرنے کا نام تصوف ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء باب چہاردہم، ذکر بایزید بسطامی، ص ۱۶۶، ناشر انتشارات گنجینہ) حضرت سیدنا بایزید بِسطامی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی وفات ۱۵ شعبان ۲۶۹ھ بروز جمعۃ المبارک 133 سال کی عمر میں بسطام شہر میں ہوئی، وصال کے بعد لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ کا حال دریافت کیا

آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ تو میرے واسطے کیا لایا؟ میں نے عرض کی اے خداوند کریم! جب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تو ہمارے لئے کیا لایا ہے بلکہ یہ پوچھتے تو کیا مانگتا ہے۔(تاریخ مشائخ نقشبند، ص ۹۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ مُحمد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!: دیکھا آپ نے کہ ہمارے اسلاف میں عاجزی کا کس قدر جذبہ تھا کہ نیک اعمال کر کے ان کو شمار ہی نہیں کرتے تھے اور ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اس سے غافل سمجھتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ اول تو نیک اعمال کرتے ہی نہیں اور اگر زہ نصیب کر بھی لیں تو ان کو چرچا کرتے ہیں اس لئے ہمیں چاہیے کہ غفلتوں کو ختم کر دیں یہ نہ ہو کہ غفلتوں کو ختم کرنے والی موت آجائے اور پھر قبر کی اندھیری کوٹری میں جا گریں آیئے اب غفلت کے اسباب میں سے کچھ کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں

غفلت کے اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی دنیا کی کثرت کی صورت میں ملنے والی نعمت میں سراسر غفلت کا اندیشہ ہے، جو دُنیوی نعمت سے دل لگاتا ہے وہ غفلت کا شِکار ہو کر رَہ جاتا ہے، غفلت پھر غفلت ہے، غفلت بندے کو ربّ العزّت عَزَّوَجَلَّ سے دُور کر دیتی ہے ۔اچّھی تجارت بھی نعمت ہے، دولت بھی نعمت ہے، عالیشان مکان بھی نعمت ہے، عُمدہ سُواری بھی نعمت ہے، ماں باپ کے لیے اولاد بھی نعمت ہے کسی بھی دُنیوی نعمت میں

ضَرورت سے زِیادہ مشغولیّت باعثِ غفلت ہے۔ چُنانچہ پارہ ۲۸ سورۃُ المنافِقون کی آیت ۹ میں ارشاد ہوتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (پ۲۸، المنافقون:۹) ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کی یاد سے غافِل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔

اِس آیتِ مُقدَّسہ سے ان لوگوں کو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ جن کو نیکی کی دعوت پیش کی جاتی ہے اور نَماز کے لیے بُلایا جاتا ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں، ”جناب ہم تو اپنے رِزْق کی فِکر میں لگے رہتے ہیں، روزی کمانا اور بال بچّوں کی خدمت کرنا بھی تو عبادت ہے ہمیں جب اس سے فُرصت ملے گی تو آپ کے ساتھ مسجِد میں بھی چلیں گے۔“ یقیناً ایسی باتیں غفلت ہی کرواتی ہے۔

دِلا غافِل نہ ہو یک دَم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
بَغیچے چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
تِرا نازُک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
یہ ہوگا ایک دن بے جاں اِسے کیڑوں نے کھانا ہے
تُو اپنی موت کو مت بھول کر سامان چلنے کا
زمیں کی خاک پر سونا ہے اِینٹوں کا سِرہانا ہے
نہ بَیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
غُلامؔ اِک دَم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غُرّہ

خدا کی یاد کر ہر دم کہ جس نے کام آنا ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے دیکھا کہ ہمارے اولیاء غفلت سے کس طرح بچتے تھے اور اپنے اوقات کو اللہ کی رضا والے کاموں میں صرف کرتے تھے یہ ہی وجہ ہے کہ ان کی زندگیاں بھی انمول تھیں اور ان کے وصال بھی باکمال تھے چنانچہ

امام احمد بن حنبل کا وصال باکمال

مشہور مُحَدِّث حضرتِ سیِّدُنا محمد بن خُزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جب حضرتِ سیِّدُنا امام ابو عبدُاللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات ہوئی میں سخت غمگین ہوا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نازو ادا سے چل رہے ہیں۔ میں نے عرض کی، اے ابو عبدُاللہ! یہ کیسی چال ہے؟ فرمایا، یہ جنّت میں خُدّام کی چال ہے۔ عرض کی، مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سُلوک فرمایا؟ جواب دیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری مغفِرت فرمادی، میرے سر پر تاج سجایا اور پاؤں میں سونے کی جوتیاں پہنائیں اور فرمایا، اَے احمد! یہ سب کچھ اِس وجہ سے ہے کہ تُو نے قراٰن کو میرا (یعنی اللہ کا) کلام کہا۔ اللہ تبارَکَ وَتَعالیٰ نے مزید فرمایا، اَے احمد! مجھ سے وہ دعاء کر جو تُو دُنیا میں کرتا تھا۔ میں نے عرض کی، اَے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! ہر چیز" میں ابھی اِتنا ہی کہنے پایا تھا کہ ارشاد ہوا، ہر چیز تیرے لئے موجود ہے۔ اِس پر میں نے عرض کی، ہر چیز پر تیری قدرت کے سبب۔ فرمایا، تُو نے سچ کہا۔ میں نے عرض کی، یااللہ! عَزَّوَجَلَّ مجھ سے حساب نہ لے بس میری مغفِرت فرمادے۔ فرمایا، جا ایسا ہی کر دیا۔ پھر ارشاد ہوا، اَے احمد! یہ جنّت ہے اس میں داخِل ہو جا۔ جب میں

داخِل ہوا تو حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں پہلے سے موجود تھے، ان کے دو پر تھے جن سے وہاں ایک کھجور کے دَرَخت سے دوسرے دَرَخت پر اُڑتے پھر رہے تھے اور ان کی زَبان پر جاری تھا: ”سب خوبیاں اُس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے ہم سے کئے ہوئے وعدے کو سچ کر دکھایا اور سرزمینِ جنّت کا ہم کو وارِث بنایا، جنّت میں ہم جہاں چاہتے ہیں ٹھکانہ بناتے ہیں تو عمل کرنے والوں کا اجر بَہُت ہی بہتر ہے۔“ میں نے پوچھا، حضرتِ سیِّدُنا عبدالوَہّاب ورّاق علیہ رَحمۃُ الرَّزّاق کا کیا حال ہے؟ تو کہا، میں ان کو نور کے سَمُندر میں چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے حضرتِ سیِّدنا بِشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی کا حال دریافت کیا تو فرمایا: وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضِر ہیں، ان کے سامنے ایک خوان ہے اور رَبِّ کریم جَلَّ جَلَالُہ ان پر مُتَوَجِّہ ہے، فرما رہا ہے کہ اَے دُنیا میں نہ کھانے اور نہ پینے والے! اِس جہان میں کھا اور لُطف اُٹھا۔ (شرحُ الصدور، ص۲۸۹، دارالمدنی)

حضرت بابا فرید گنج شکر کا وصال باکمال

حضرت بابا فرید گنج شکر پر ۵ محرم ۶۶۴ھ کی رات کہ آپ پر مرض کی شدت طاری ہوئی آپ کو گھڑی گھڑی بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے۔ جب ہوش آتا تو سوال کرتے کہ میں نماز ادا کرلی ہے؟ اور ہر نماز دو دو تین تین مرتبہ پڑھتے تھے۔ پھر عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا تو پہلے یہ پوچھا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا جی ہاں فرمایا ”ایک مرتبہ پھر پڑھ لوں یہ کہا اور دوبارہ نماز ادا کی اور پھر بے ہوش ہوگئے“ جب ہوش آیا تو فرمایا میں

نے عشا کی نماز پڑھ لی ہے ؟عرض کیا گیا کہ حضور دو مرتبہ ادا فرما چکے ہیں کہا ایک مرتبہ اور پڑھ لوں خدا جانے پھر کیا ہونے والا ہے تازہ وضو فرمایا عشاء کی نماز مع وتر ادا کی۔ پھر ایک دوگانہ مزید ادا کیا اس کے بعد سجدہ کیا اور سجدہ میں ہی ایک مرتبہ بلبد آواز سے یا حی یا قیوم کہا اور واصل الی الحبیب ہو گئے۔(اخبار الاخبار مع مکتوبات، طبقہ دوم، در ذکر شیخ فرید الحق والملۃ والدین گنج شکر، ص ۵۴، مطبوعہ النوریۃ الرضویہ پبلشنگ کمپنی مرکز الاولیاء لاہور)

خواجہ ذوالنون مصری کا وصال باکمال

حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں: خواجہ ذو النون مصری ایک روز مع اصحاب کے بیٹھے تھے اور اولیاء کی موت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اتنے میں ایک خوبصورت جوان سبز پوش سیب کے آیا اور آداب بجالا کر بیٹھ گیا۔ خواجہ صاحب ہر بار فرماتے کہ خوش آمدی و نیکو آمدی و صفا آوردی کچھ دیر بعد وہ سیب خواجہ صاحب کو دیا۔ خواجہ صاحب نے دونوں ہاتھوں میں سیب لیا اور مسکرا کر فرمایا کہ تم چلے جاؤ جب وہ چلا گیا تو لوگوں کو بھی رخصت کیا۔ کچھ دیر بعد روبقبلہ ہو کر قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ جونہی قرآن مجید ختم کیا اس سیب کو سونگھا اور جان بحق تسلیم ہوئے۔(ہشت بہشت، رسالہ راحت القلوب، ص ۶۸، مطبوعہ شبیر برادر مرکز الاولیاء لاہور)

حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی کا وصال باکمال:

حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی کی وفات کا وقت آیا تو کہنے لگے کاش میرا یہ خون دل لوگوں کو چیر کر دکھا دیا جاتا تاکہ وہ جان لیتے کہ اللہ کے ساتھ بت پرستی ٹھیک نہیں ہے رحلت کے وقت وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز نیچے کھودنا کیونکہ یہ زمین

بسطام کی زمین سے اونچی ہے تاکہ حضرت خواجہ بایزید کی قبر سے میری قبر اونچی نہ ہو اور بے ادبی نہ سمجھی جائے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں دیکھا آپ نے کہ ہمارے اسلاف اولیاء کرام کا کس قدر ادب کرتے تھے اور اپنی قبر بھی ان کی قبر سے اونچی رکھنے میں بے ادبی شمار کرتے تھے آیئے اب قبر اور قبرستان کے ادب کے بارے میں پڑھتے ہیں جیسا کہ دافعِ رنج ومَلال، صاحبِ جُود ونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "تم میں سے کوئی شخص کسی انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی جلد تک اثر پہنچ جائے تو یہ اس کے لئے کسی قبر کے اوپر بیٹھنے سے بہتر ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النھی عن الجلوس علی القبر والصلوۃ علیہ، ص ۳۴۷، الحدیث: ۹۷۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اعلی حضرت، امام اہلسنت سے قبرستان میں جانے کے بارے میں سوال ہوا تو میرے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے جواباً ارشاد فرمایا: سب سے پہلے قبرستان کی پائنتی جانِب سے آئے اور اسی پائنتی کنارے پر کھڑا ہو کر سلام کہے اور جو کچھ چاہے عام اِیصالِ ثواب کرے کسی کو سر اُٹھانے کی حاجت نہ ہو گی اور اگر کسی خاص کے پاس جانا ہے تو ایسے راستہ سے جائے جو اس قبر کی پائنتی کی جانب کو آیا ہو بشرطیکہ کوئی قبر درمیان میں نہ پڑے ورنہ ناجائز ہو گا۔ فُقہائے کرام فرماتے ہیں: زِیارت کے واسطے قبروں کو پھاند (یعنی پھلانگ) کر جانا حرام ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ۳/ص ۱۸۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے اولیاء کا ادب کرنا ملاحظہ کیا کہ اپنی زندگی میں تو ادب کرتے ہی تھے اور مرتے وقت بھی اپنے اسلاف کے ادب کو پیشِ نظر یہ وقیت فرمانا کہ

میری قبر کو تیس گز گہرا کھودنا کہ کہیں بایزید بسطامی کی قبر سے اونچی نہ ہو جائے ۔ سبحان اللہ واقعی ہی اولیاء کرام نے ان انعامات کو پانے کا حق ادا کر کے دکھایا کہ جو انعامات اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اولیاء پر کیے اور ان انعاموں میں سے ایک انعام با کمال وصال بھی ہے آیئے مزید وصال باکمال کے بارے میں ملاحظہ فرماتے ہیں چنانچہ

خواجہ قطب الدین مودود کا وصال باکمال

حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ جس روز خواجہ قطب الدین مودود نے انتقال فرمایا اس روز آپ کا جسم مبارک لاغر ہو گیا تھا اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص ریشمی کاغذ ہاتھ میں لئے حاضر خدمت ہوا اور سلام کہہ کر کاغذ دکھایا۔ جونہی خواجہ صاحب نے بسم اللہ لکھا دیکھا فی الفور انتقال فرما گئے۔(بہشت بہشت، رسالہ راحت القلوب، ص۶۹، مطبوعہ شبیر برادر مرکز الاولیاء لاہور)

حضرت سیدنا ابو الحسن نوری کا وصال

شیخ فرید الدین عطار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ''تذکرۃ الاولیاء''میں فرماتے ہیں: کہ حضرت سیّدُنا ابو الحسن نوری علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے قریب سے ایک نابینا شخص اللّٰہ اللّٰہ کا ورد کرتے ہوئے گزرا، تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کو کیا جانے اگر اللہ کو جان لیتا تو زندہ نہ رہ سکتا، یہ فرما کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غش کھا کر زمین پر تشریف لے آئے، ہوش آنے کے بعد ایک ایسے جنگل میں جا پہنچے، جہاں بانس کی پھانسیں (بانس کے وہ ریشے جو جسم میں چبھ جاتے ہیں) آپ کے جسم پر چبھتی تھیں اور ہر قطرہ خون سے اللہ کا نقش ظاہر ہوتا تھا اور جب اس حالت میں آپ کو گھر لایا گیا

تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے کی تلقین کی گئی تو فرمایا کہ میں تو اسی کے پاس جارہا ہوں یہ کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کا قول ہے کہ آپ اپنے دور کے ایسے صدیقین میں سے تھے کہ آپ کے بعد کسی نے حقیقی اور سچی بات نہیں کی۔ (تذکرۃ الاولیاء، باب چہل وششم وہفتم، ابوالحسین نوری، ص ۴۷، انتشارات گنجینہ)

داؤد طائی کا وصال باکمال

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا داؤد طائی علیہ رحمۃ اللہ الغنی دھوپ میں قراٰنِ پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ کسی نے سائے میں آنے کی درخواست کی۔ تو فرمایا: ”مجھے اِتّباعِ نَفْس ناپسند ہے“۔ یعنی نَفس بھی یہی مشورہ دے رہا ہے کہ چھاؤں میں آجاؤ مگر میں اِس کی پیروی نہیں کر سکتا۔ اسی رات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انتِقال کے بعد غیب سے آواز سنی گئی۔ ”داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مُراد کو پہنچا کیوں کہ اس کا پروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ اس سے خوش ہے“۔ (فیضان سنت، باب روزہ داروں کی حکایات، ص ۶۰۹، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!: دیکھا آپ نے کہ ہمارے اسلاف نے نفس کی پیروی کے کس قدر مخالفت کرتے تھے اور اللہ تعالی نے ان کو عزت و رفعت نفس کی مخالفت کی وجہ سے ہی عطا فرمائی ہے آیئے اب نفس کی خلاف ورزی کرنے کے سلسلے میں ایک حکایت پڑھتے ہیں چنانچہ

حضرت سیّدُنا یوسف بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے، میں نے حضرت سیّدُنا ابو تُراب نَخْشَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کبھی نفسانی

خواہشات کو اپنے اوپر غالب نہ ہونے دیا اور ہمیشہ اپنی خواہشات کی مخالفت کرتا۔ ایک مرتبہ دورانِ سفر میرے نفس نے بڑی شدت سے روٹی اور انڈا کھانے کا مطالبہ کیا، باوجود کوشش کے میں اس خواہش پر قابو نہ پاسکا۔ نفس بار بار انڈا اور روٹی کھانے کی خواہش کر رہا تھا۔ چنانچہ، میں ایک قریبی بستی کی طرف گیا جیسے ہی میں بستی میں داخل ہوا ایک شخص مجھ پر جھپٹا اور شور مچانے لگا: "پکڑو! پکڑو! یہ بھی چوروں کا ساتھی ہے"۔ لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور کوڑے مارنے لگے۔ جب ستر کوڑے مار چکے تو ایک جاننے والے شخص نے مجھے پہچان لیا اور کہا: "اے لوگو! یہ تم کسے مار رہے ہو؟ ارے! یہ تو زمانے کے مشہور ولی حضرت سیِّدُنا ابو تراب نَخْشَبِی علیہ رحمۃ اللہ القوی ہیں۔" جب لوگوں نے یہ سنا تو مجھے چھوڑ دیا اور معافی مانگنے لگے۔ پھر ایک شخص مجھے اپنے گھر لے گیا اور میرے سامنے گرم گرم روٹیاں اور انڈے لا کر رکھ دیئے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے نفس سے کہا: اے نفس! ستر (70) کوڑے کھانے کے بعد تیری خواہش پوری ہوگئی ہے، لے! اب انڈے اور روٹی کھالے۔ (عیون الحکایات، الحکایۃ الرابعۃ بعد الثلاثمائۃ، ابو تراب یشتہی خبزا وبیضا، ص ۲۷۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

پہاڑ پر رہنے والے بزرگ کا وصال باکمال

دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مایاناز تالیف ملفوظات اعلی حضرت کے صفحہ نمبر ۲۸۲ پر ہے کہ اگلی اُمتوں میں ایک بندہ خدا بیچ سمندر میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا، رات دن عبادتِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) میں مشغول رہتے ربّ عَزَّوَجَلَّ نے اس پہاڑ پر ان کے لئے انار کا ایک درخت اُگایا اور ایک شیریں چشمہ نکالا،

انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت کرتے، چار سو برس اسی طرح گزارے۔
ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تن تنہا زندگی بسر کرے اور کوئی دوسرا نہ ہو تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کر سکتا ہے نہ چوری، نہ اور کوئی قصور کر سکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو اور اکثر گناہ وہی ہیں۔ غرض جب ان کے نزع کا وقت آیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ انہوں نے کہا: اِتنی اجازت دیجئے کہ میں وضو تازہ کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے میں جاؤں قبضِ روح کر لینا۔ انہوں نے فرمایا: میں تمہارے لیے اِتنی اجازت لایا ہوں۔ انہوں نے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسری رکعت کے سجدے میں انتقال ہوا۔ بدن ان کا سلامت ہے اب تک ویسے ہی سجدے میں ہیں۔ جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی: ہم جب آسمان سے اترتے یا آسمان کو جاتے ہیں انہیں اسی طرح سر بسجود دیکھتے ہیں۔ یہ بندہ خدا جب قیامت کے روز حاضر ہوں گے عبادت کے سوا نامہ اعمال میں کوئی گناہ تو ہو گا ہی نہیں، حساب و میزان کی کیا حاجت! ربُّ العزّت (عَزَّوَجَلَّ) اِرشاد فرمائے گا: اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلٰی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ میرے بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔ ان کے منہ سے نکلے گا: "اے میرے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) بلکہ میرے عمل سے" یعنی میں نے عمل ہی ایسے کیے جن سے مستحقِ جنت ہوں۔ ارشاد ہو گا: "لوٹاؤ اور میزان (یعنی ترازو) کھڑی کرو، اس کی چار سو برس کی عبادت ایک پلّے میں اور ہماری نعمتوں سے، جو ہم نے اسے چار سو برس میں دِیں، صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو۔" وزن

کیا جائے گا، ان کے چار سو برس کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہو گی۔ اِرشاد ہو گا :اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلَی نَارِیْ بِعَدْلِیْ میرے بندے کو میرے جہنم میں لے جاؤ !میرے عدل سے۔اس پر گھبرا کر عرض کریں گے:" نہیں اے میرے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) بلکہ تیری رحمت سے اِرشاد ہو گا:اِذْهَبُوْا بِعَبْدِیْ اِلَی جَنَّتِیْ بِرَحْمَتِیْ میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لے جاؤ۔(مستدرک علی الصحیحین، کتاب التوبۃ والانابۃ، ۵/ ۳۵۵، الحدیث: ۷۷۱۲، ملخصا دار المعرفہ بیروت)

ابراہیم خواص کا وصال

حضرت علامہ مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''نَفَحَات الاُنس''میں فرماتے ہیں: حضرت سیّدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کا انتقال ۲۹۱ھ میں ہوا، شیخ یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو غسل دیا اور ایک مسجد میں دفن کیا گیا، وقت وصال آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ مرض اِسہال (دست) میں مبتلا تھے، ضرورت سے فراغت کے بعد آپ فوراً غسل فرمالیا کرتے تھے کہتے ہیں کہ جس دن آپ کا انتقال ہوا اس دن آپ نے شدید سردی کے باوجود ستر بار غسل کیا تھا ،جب آپ آخری بار دریا میں غسل کیا تو پانی کے اندر ہی جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔(نفحات الانس، ص ۱۵۴، مطبوعہ کلکتہ، ہندوستان pdf)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دست کی بیماری میں غسل کرنا ضروری نہیں ہوتا لیکن حضرت سیّدنا ابراہیم خواص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کا تقویٰ تھا کہ ہر دفعہ غسل فرماتے تھے۔

غسل کے بارے میں شرعی مسئلہ:

جب کبھی غسل فرض ہو جائے تو فوراً غسل کر لینا چاہئے۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے: ”فِرِشتے اُس گھر میں داخِل نہیں ہوتے جس میں تصویر اور کتّا اور جُنُب (یعنی جس پر غسل فرض ہو گیا ہو) ہو“۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یوخر الغسل، ص ۵۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دو جنتوں والے نوجوان کا وصال

منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو متقی، پرہیز گار اور مسجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ اس سے ایک عورت محبت کرتی تھی، ایک مرتبہ اس عورت نے اسے اپنے پاس بلایا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ خلوت میں آ گیا پھر اسے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کا خیال آیا تو وہ غش کھا کر گر گیا اس عورت نے اسے وہاں سے اٹھا کر اپنے دروازے پر ڈال دیا، پھر اس نوجوان کا والد آیا اور اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا، لیکن اس نوجوان کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا اور وہ مسلسل کانپ رہا تھا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کی تجہیز و تکفین کر کے اسے دفن کر دیا گیا تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ، (پ۲۷، الرحمٰن: ۴۶) ترجمہ کنز الایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ تو اس کی قبر سے آواز آئی: "اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! بے شک اللہ عزوجل نے مجھے دو جنتیں عطا فرما دی ہیں اور وہ مجھ سے راضی بھی ہو گیا ہے۔"

(الزواجر عن اقتراف الکبائر لامام ابن حجر المکی الہیتمی، مقدمۃ المؤلف، ص۴۳، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ)

مجدد الف ثانی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کی ذات محتاج تعارف نہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے زبردست بزرگ ہوئے ہیں ، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سوانح نگاروں میں سے بعض نے 700 اور بعض نے اس سے بھی زائد کرامات ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے وصال پر زمین وآسمان روئے۔جب آپ کو غسل دیا جارہا تھا اُس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے دونوں ہاتھ مبارک اس طرح جس طرح نماز میں قیام کی حالت میں باندھے جاتے ہیں، کئی مرتبہ غسل کے دوران ہاتھ کھولے گئے، پھر ویسے ہی ہوگئے، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے چہرے پر تبسُم کھیل رہا تھا۔

نشان مرد مومن باتو گویم چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

ترجمہ: میں تجھے مرد مومن کی علامت بتائوں کہ جب موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھل رہی ہوتی ہے

اعلیٰ حضرت کا وصال مبارک:

اعلیٰحضرت علیہ رحمۃ رب العزت نے اپنی وفات سے 4 ماہ 22 دن پہلے خود اپنے وصال کی خبر دے کر ایک آیت قرآنی سے سالِ وفات کا اِستخراج فرمایا تھا۔وہ آیتِ مبارکہ یہ ہے:وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِاٰنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ ترجمہ کنزالایمان: اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کُوزوں کا دَور ہو گا۔(پ۲۹،الدھر:۱۵)۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو

جمعہ مبارک کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق 2 بج کر 38 منٹ عین اذان کے وقت اِدھر مؤذن نے حَیَّ الفَلاح کہا اور اُدھر امام اہلِ سنت نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ (اِنّاللہ وَاِنَّا اِلیہَ راجعُون) آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پر اَنوار بریلی شریف میں آج بھی زیارت گاہ خاص وعام بنا ہوا ہے۔

دربارِ رسالت میں انتظار

25 صفر المظفر کو بیتُ المقدس میں ایک شامی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں اپنے آپ کو دربارِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں پایا۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اولیائے عظام رحمہم اللہ دربار میں حاضر تھے لیکن مجلس میں سکوت طاری تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کے آنے کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان کس کا انتظار ہے؟

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا۔ ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔ شامی بزرگ نے عرض کیا، یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! احمد رضا کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد وہ شامی بزرگ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاش میں ہندوستان کی طرف چل پڑے اور جب وہ بریلی آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس عاشق رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اسی روز (یعنی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ) کو وصال ہو چکا ہے جس روز انہوں نے خواب میں شہنشاہِ نبوت، پیکرِ جود وحکمت صلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ کہتے سنا تھا کہ ہمیں احمد رضا کا انتظار ہے۔

(سوانح امام احمد رضا۔ ص ۳۹۱، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشق مصطفٰے کا ساتھ ہو

محدثِ اعظم کا وصال

محدّثِ اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زبردست عاشقِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم تھے طلبہ کو درس حدیث دیتے ہوئے خاص کر جب اُن احادیث کا تذکرہ آتا جن میں ابتدائے اسلام میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کفار کے جور وستم کا تذکرہ ہے تو آپ کی چشمانِ کرم سے آنسو جاری ہو جاتے ۔ آپ کا وصال شریف شعبانُ المعظم ۱۳۸۲ھ بمطابق دسمبر 1962ء کراچی میں ہوا اور سردار آباد (فیصل آباد) میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ محدّث اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ مبارکہ سردار آباد اسٹیشن سے جامعہ رضویہ لایا جارہا تھا، جنازہ مبارکہ جب کچہری بازار کے سرے پر پہنچا تو اچانک لوگوں کی آنکھوں نے دیکھا کہ جنازہ مبارکہ پر انوار وتجلّیات کی بارش ہو رہی ہے۔

نعیم الدین مرادآبادی کا وصال باکمال

صدرُ الافاضل حضرت مولانا سیّد نعیم الدین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی زبردست عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، آپ کے بیان میں اس قدر تاثیر

تھی کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے تھے، صدر الافاضل علیہ رحمۃ اللہ القادر جب چار سال کے ہوئے تو آپ کے والد گرامی نے انتہائی تُزک واحتشام اور بڑی دھوم دھام سے "بسم اللہ خوانی" کی پاکیزہ رسم ادا فرمائی۔ چند ہی مہینوں میں ناظرہ قرآن پاک کے بعد حفظ قرآن شروع کر دیا اور آٹھ سال کی عمر میں حفظ قرآن کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اردو ادب اور اردوئے مُعلّٰی میں بھی اچھی خاصی قابلیت حاصل کرلی۔ حضور صدر الافاضل کو جس طرح سے علوم منقولیہ وعلوم معقولیہ میں ہم عصر علماء میں تَفَوُّق وبرتری حاصل تھی اسی طرح میدان طب میں بھی آپ کمال مہارت رکھتے تھے عموماً مریض کا چہرہ دیکھ کر ہی مرض پکڑ لیا کرتے تھے آپ امام اہلسنت، اعلی حضرت مولانا الشاہ امام احمد رضاخاں علیہ رحمۃ الرحمن کے خلفاء میں سے ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اعلی حضرت کے ترجمہ قرآن "کنز الایمان" پر حاشیہ "خزائن العرفان" تحریر فرما کر اُمّت پر اِحسان عظیم فرمایا ہے۔

حکیم الاُمت حضرت علاّمہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حج بیت اللہ پر تشریف لے گئے تھے، مدینہ منورہ میں جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دربار گہربار میں حاضر ہوئے تو سنہری جالیوں کے قریب دیکھا کہ حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی مجمع میں موجود ہیں، ملاقات کی جرات نہ ہوئی کیوں کہ باادب لوگ تو وہاں بات چیت نہیں کرسکتے، صلوۃ وسلام سے فارغ ہونے کے بعد باہر تلاش کیا مگر ملاقات نہ ہوئی، حضرت شیخ الفضیلت، شیخ العرب والعجم، سیّدی ومولائی، ضیاء الدین احمد قادری رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے دربار فیض آثار پر حاضر ہونے کہ عرب وعجم کے تمام علمائے حق اور مشائخِ کرام حَرمین طیّبین کی

حاضری کے دوران حضرت شیخ الفضیلت کی زیارت کے لئے ضرور حاضر ہوتے تھے ،وہاں بھی حضرت صدرالافاضِل علیہ رحمۃ اللہ القادر کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہ ہوئیں، حیران تھے کہ صدرُ الافاضل مولانانعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اگر تشریف لائے ہیں،تو کہاں گئے ؟دریں اثنا مراد آباد(بھارت)سے تار(خط،پیغام)حضرت شیخ الفضیلت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے آستان عرش نشان پر آیا کہ فلاں دن فلاں وقت حضرت صدرُ الافاضل مولانانعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کا مراد آباد میں وصال ہو گیاہے حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن نے جب وقت ملایاتووہی وقت تھا، جس وقت سنہری جالیوں کے قریب صدرُ الافاضل نظر آئے تھے فوراً سمجھ گئے کہ جیسے ہی انتقال فرمایا: بارگاہِ رسالَت میں صلوۃ وسلام کے لئے حاضر ہو گئے۔

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں
قدم رکھنے کی نوبَت بھی نہ آئی تھی سفینے میں

۱۸ذوالحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳اکتوبر ۱۹۴۸ء بروز جمعۃ المبارک صدر الافاضل نے داعی اجل کو لبیک کہا۔وقت وصال ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، کلمہ طیبہ کا ورد جاری تھا، پیشانی اقدس اور چہرہ مبارک پر بے حد پسینہ آنے لگا، ازخود قبلہ رخ ہو کر دستہائے پاک اور قدمہائے ناز کو سیدھا کرلیا، اب آواز دھیرے دھیرے مدھم ہونے لگی، شاہزادگان نے کان لگا کر سنا توزبان پر کلمہ طیبہ جاری ہے، دفعتاً سینہ اقدس پر نور کا لَمعہ محسوس ہوا اور ۱۲بجکر ۲۰منٹ پر اہل سنت کا یہ سالار اپنے خالق حقیقی سے جاملا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کی تدفین جامعہ نعیمیہ کی مسجد کے بائیں گوشے میں

کی گئی آج بھی آپ سے اکتساب فیض کا سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ ان شآءاللہ عزوجل

مفتی اعظم ہند کا وصال باکمال

شہزادہ اعلی حضرت، تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفی رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن کا 14 محرم الحرام 1402ھ رات 40 : 1 منٹ پر بریلی شریف میں وصال ہوا، بعدِ وصال آپ کے چہرۂ زیبا پر آثار تبسم تھے، اور آپ حضرت شیخ سعدی علیہ رحمۃ اللہ الھادی کے ان دو اشعار کے مصداق تھے:

یاد دارکم وقت زادن تو ہَمہ خنداں بُو دند تو گریاں

آں چُناں زی کہ وقت رَفتَن تو ہَمہ گریاں بُوند تو خنداں

ترجمہ: اے انسان! تجھے یاد ہے کہ جب تُو پیدا ہوا تھا تو سب ہنس رہے تھے اور تو رو رہا تھا۔ لیکن وقتِ رخصت (موت) تیری شان یہ ہونی چاہئے کہ تو ہنس رہا ہو اور سب رو رہے ہوں۔

ہندوستان کے جلیل القدر محدّثین، مفسّرین اور مشائخ اور خاندان کے افراد کی موجودگی میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو غسل دیا جارہا تھا تمام ملبوسات اُتار لئے گئے اور ایک چادر آپ کے جسم مُبارَک پر ڈال دی گئی، اچانک ہوا چلی اور جسم اطہر پر پڑی ہوئی چادر مبارک ہوا کی وجہ سے ہلن لگی، قریب تھا کہ بے پردگی ہو جاتی، حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں حرکت پیدا ہوئی اور ہاتھ بتدریج اٹھا جو کو تمام حاضرین نے سر کی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس اڑنے اور کھسکنے والی چادر کو انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی کی

گرفت میں لے لیا اور پھر بتدریج ہاتھ مبارک نیچے آگیا اور جسم مبارک پر چادر تن گئی اور آپ نے تافراغتِ غسل چادر کو اپنے دست مبارک سے نہ چھوڑا، جب کفن میں زیب تن کرنے کا وقت آیا تو چادر دستِ پاک سے چھوڑ دی۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے اولیاء کے وصال باکمال کے بارے میں ملاحظہ فرمایا کہ کس شان سے ان کا وصال ہوتا ہے اور اولیاء کے صدقے سے ان لوگوں کا وصال بھی باکمال ہو جاتا ہے کہ جو اولیاء کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور دعوت اسلامی کے اجتماعی اعتکاف میں ہزار ہا ہزار اسلامی بھائی اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اپنے شب و روز اللہ کی یاد و فرمانبرداری میں گزارتے ہیں ان ہی میں سے ایک اسلامی بھائی کے وصال باکمال کے بارے میں پڑھتے ہیں کہ ان کا وصال وصال باکمال کس طرح بنا چنانچہ

کالو چاچا کی ایمان افروز وفات

مدینۃ الاولیا احمد آباد شریف (گجرات، الھند) کے کالو چاچا (عمر تقریباً 60 برس) رَمَضانُ المُبارَک (۱۴۲۵ھ، 2004) کے آخِری عشرے میں شاہی مسجِد (شاہ عالم، احمد آباد شریف) میں ہونے والے تبلیغِ قراٰن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک، دعوتِ اسلامی کے اجتِماعی اعتِکاف میں مُعتکِف ہو گئے۔ یوں تو یہ پہلے ہی سے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابَستہ تھے مگر عاشِقانِ رسول کے ساتھ اجتِماعی اعتِکاف میں شُمولیّت پہلی ہی بار نصیب ہوئی تھی۔ اعتِکاف میں بَہُت کچھ سیکھنے کا موقع ملا اور ساتھ ہی ساتھ دعوتِ اسلامی کے 72 مَدَنی انعامات میں سے پہلی صَف میں نَماز پڑھنے کی

ترغیب والے دوسرے مَدَنی انعام کا خوب جذبہ ملا۔ چُنانچِہ اُنہوں نے پہلی صَف میں نَماز پڑھنے کی عادت بنالی۔ ۲ شوال المکرم یعنی عیدُ الفِطر دوسرے روز تین دن کے مَدَنی قافِلے میں عاشِقانِ رسول کے ہمراہ سنّتوں بھرا سفر کیا۔ مَدَنی قافِلہ سے واپَسی کے پانچ یا چھ دن کے بعد یعنی 11 شوال المکرم ۱۴۲۵ھ (2004) کو کسی کام سے بازار جانا ہوا، مصروفیّت بھی تھی مگر تاخیر کی صورت میں پہلی صَف فوت ہو جانے کا خَدشہ تھا۔ لہٰذا سارا کام چھوڑ کر مسجِد کا رُخ کیا اور اذان سے قبل ہی مسجِد میں پَہنچ گئے، وُضو کر کے جُوں ہی کھڑے ہوئے کہ گر پڑے، کَلِمہ شریف اور دُرُودِ پاک پڑھتے ہوئے اُن کی رُوح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اجتِماعی اعتِکاف کی بَرَکت سے مَدَنی انعامات کے دوسرے مَدَنی انعام پہلی صَف میں نَماز پڑھنے کے ملے ہوئے جذبے نے کالو چاچا کو انتِقال کے وَقت بازار کی غفلت بھری فَضاؤں سے اُٹھا کر مسجِد کی رحمت بھری فَضائوں میں پہنچا دیا اور کیسی خوشی نصیبی کہ آخِری وَقْت کَلِمہ و دُرُود نصیب ہو گیا۔ سُبْحٰنَ اللّٰہ !اور جس کو مرتے وَقت کَلِمہ شریف نصیب ہو جائے اُس کا قَبْر و حَشْر میں بیڑا پار ہے۔ چُنانچِہ نبیِّ رَحمت، شفیعِ اُمّت، مالِکِ جنّت، محبوبِ رَبُّ العِزَّت عَزَّوَجَلَّ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ جنّت نِشان ہے: جس کا آخِری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہو، وہ داخِلِ جنّت ہو گا۔ (ابوداؤد ج ۳ ص ۱۳۲ حدیث ۳۱۱۶، دار احیاء التراث العربی بیروت)

فضل و کرم جس پر بھی ہُوا جاری ہوا جنّت میں گیا
لب پر مرتے دَم کَلِمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

مزید دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول کی بَرَکت سنئے چُنانچِہ انتِقال کے چند روز بعد ان کے فرزند نے خواب میں دیکھا کہ مرحوم کالو چاچا سفید لباس میں ملبوس سر پر سبز سبز عمامہ

شریف کا تاج سجائے مُسکراتے ہوئے فرما رہے ہیں: بیٹا! دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں میں لگے رہو کہ اِسی مَدَنی ماحول کی بَرَکت سے مجھ پر کرم ہوا ہے۔

موت فضلِ خدا ہوا یمان پر
مَدَنی ماحول میں کر لو تم اعتکاف
ربّ کی رَحمت سے پاؤ گے جنّت میں گھر
مَدَنی ماحول میں کر لو تم اعتکاف

(فیضانِ سنت، باب فیضان رمضان، ۱/ ۱۳۴۵، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کے لیے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لیے **مَدَنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ جائزہ لیتے ہوئے "نیک اعمال" کا رسالہ پُر کرکے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیجئے۔

میرا مَدَنی مقصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔ اپنی اِصلاح کے لیے رسالہ "نیک اعمال" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَنی قافلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net